﴾بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴿ ﴾......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴿(آل عمران:74) ﴾......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴿ (بنی اسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 23 | جمعۃ المبارک 01 اپریل 2016ء | 22/جمادی الثانی 1437 ہجری قمری ❁ 01/شہادت 1395 ہجری شمسی | شمارہ 14

قرآن کا ہر حرف پڑھنے پر ایک نیکی کا اجر

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے قرآن کریم کا ایک حرف بھی پڑھا اس کو ایک نیکی کا اجر ملے گا اور اس ایک نیکی کا بدلہ دس نیکیاں ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ الٓمّٓ ایک حرف ہے۔ بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک الگ حرف ہے اور میم ایک الگ حرف ہے۔

(ترمذی، کتاب فضائل القرآن باب ما جاء فیمن قرء حرفا من القرآن حدیث نمبر 2835)

(مقربین الٰہی کی) ایک نشانی یہ بھی ہوتی ہے کہ وہ ظاہری صورت کے اعتبار سے عام انسانوں جیسے ہوتے ہیں لیکن مخفی صلاحیتوں کے لحاظ سے ان سے مختلف ہوتے ہیں۔ انہیں رِیا کی آمیزش کے بغیر نہایت خالص کھرے اخلاق عطا کئے جاتے ہیں۔ وہ چہرے کی شادابی سے پہچانے جاتے ہیں اور انہیں پاک وصاف اور معطّر کیا جاتا ہے۔ ان کی صحبت دلوں کو زندگی بخشتی، گناہوں کو کم کرتی اور ناتواں تھکے ماندوں کو قوت دیتی ہے۔

"ان (مقربین الٰہی) کی ایک نشانی یہ بھی ہوتی ہے کہ وہ ظاہری صورت کے اعتبار سے عام انسانوں جیسے ہوتے ہیں لیکن مخفی صلاحیتوں کے لحاظ سے ان سے مختلف ہوتے ہیں۔ اللہ ان کے لئے ایک نمایاں امتیاز رکھ دیتا ہے جیسے اجڑے دیار میں سطح مرتفع نمایاں ہوتی ہے۔ انہیں سرسبز وشاداب اور پھل دار بنا دیا جاتا ہے اور وہ ایک ٹیلے پر اُگے ہوئے درخت کی طرح بلند ہوتے ہیں۔

ان کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ انہیں رِیا کی آمیزش کے بغیر نہایت خالص کھرے اخلاق عطا کئے جاتے ہیں۔ اللہ ان کے دلوں کی زمین کو اُس (روحانی) پانی کو اپنے اندر سمونے کے لئے تیار فرماتا ہے اور وہ چہرے کی شادابی سے پہچانے جاتے ہیں اور انہیں پاک وصاف اور معطّر کیا جاتا ہے۔

ان کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ وہ ہر میدان کے دھنی ہوتے ہیں اور ڈھیلے ڈھالے بھاری بھرکم شخص کی طرح نہیں ہوتے۔ آسمانی قوت انہیں کھینچتی ہے اور وہ ہر طرح کے میل کچیل سے پاک وصاف کئے جاتے ہیں۔ اللہ کی ایک ہی ضرب ان کی نفسانی خواہشات کا قلع قمع کر دیتی ہے۔ پس وہ کھرے پن کی وجہ سے نفسانی خواہشات کو چھوڑ دیتے ہیں۔ انہیں دنیا کی کوئی آلودگی نہیں چھوتی اور وہ ان کے چھوڑنے میں کوئی تکلیف اور اذیت محسوس نہیں کرتے۔

ان کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ بلاؤں کے نزول کے وقت ان کی صحبت زمین پر بسنے والوں کے لئے آسمان سے حفاظت کا سامان ہوتا ہے اور اس سنگدلی کی دوا بن جاتی ہے جو دنیا کی تمناؤں اور خواہشات کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے اور جس طرح پانی کے قلّتِ استعمال سے بدن پر میل چڑھ جاتی ہے۔ اسی طرح اولیاء اللہ کی صحبت کی قلت دلوں کو میلا کر دیتی ہے اور جاننے والے اس بات کو خوب جانتے ہیں۔

ان کی علامات میں سے ایک یہ ہے کہ ان کی صحبت دلوں کو زندگی بخشتی، گناہوں کو کم کرتی اور ناتواں تھکے ماندوں کو قوت دیتی ہے۔ ان کی صحبت سے لوگ اپنی راہ پر ثابت قدم ہو جاتے ہیں اور وہ تفرقہ میں نہیں پڑتے۔

ان کی ایک علامت یہ ہے کہ ان کا دشمنوں سے مقابلہ اونٹوں کے آپس میں مقابلے کی طرح نہیں ہوتا۔ وہ (مقربینِ الٰہی) صرف اس وقت مقابلہ کرتے ہیں جب ان کے ربّ کے ہاں لڑائی حتمی اور قطعی ہو جائے اور وہ صرف اس وقت مجادلہ کرتے ہیں جب حقیقت خلط ملط ہو جائے۔ وہ اذنِ الٰہی کے بغیر کسی ظالم کو بھی ایذا نہیں پہنچاتے خواہ وہ تندرست جوان بکری ذبح کرنے کی طرح مار دیئے جائیں۔ وہ اللہ کے اخلاق اپناتے ہیں۔

ان کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ وہ جھوٹ، عداوت، خواہشات نفس، رِیا، گالی گلوچ اور ایذا رسانی سے بچتے ہیں اور وہ اپنے ہاتھ اور پاؤں کو صرف اور صرف اللہ کے حکم کے تحت حرکت دیتے ہیں اور اس کے خلاف جرأت نہیں کرتے۔ وہ دنیا کی لعنت کو اپنی خاطر میں نہیں لاتے اور ہر وہ چیز جو اللہ کے نزدیک باعث فضیحت ورسوائی ہو وہ اس سے پرہیز کرتے ہیں اور صبح وشام اللہ کی مغفرت کے طالب ہوتے ہیں اور جب ان پر غفلت کی میل چڑھ جائے تو ذکر الٰہی (کے پانی سے) دھوتے ہیں۔ ان کا لباس تقویٰ ہے اور اسی کو وہ سفید رکھتے ہیں۔ وہ بوسیدہ لباس سے گریز کرتے ہیں اور تقویٰ میں تیز رو ہیں۔ وہ اغیار کی صحبت میں وحشت محسوس کرتے ہیں۔ وہ ربّ العزت کی بارگاہ پر دھونی رمائے رہتے ہیں اور اس سے جدا نہیں ہوتے۔ دنیا اور دنیا والوں کو ترک کرنے پر جو چیز ان کو دلیر کرتی ہے وہ صرف اور صرف اس ذات کی رضا جوئی ہے جس کے لئے وہ ہمیشہ بیدار رہتے ہیں۔

ان کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ لغو اور فضول بات نہیں کرتے۔ تمسخر سے پرہیز کرتے ہیں اور ٹھٹھا نہیں کرتے۔ وہ افسردہ زندگی گزارتے ہیں اور اس بات سے ڈرتے رہتے ہیں کہ کہیں ان کے منہ سے نکلی ہوئی کوئی بات اور ان کا کوئی فعل ان کے (نیک) اعمال کو ضائع نہ کر دے۔ ان کی گفتار صرف مضبوط (بنیاد) پر استوار ہوتی ہے اور وہ لایعنی گفتگو نہیں کرتے۔

ان کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ تو انہیں دیکھتا ہے کہ اللہ انہیں ضعف کے بعد قوت اور افلاس کے بعد تونگری بخشتا ہے اور وہ لوگ بے یار ومددگار نہیں چھوڑے جاتے۔

ان کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ وہ لوگوں کے ہاتھوں سے ہر قسم کی تکلیف اور کجروی پاتے ہیں اور ہر طرف سے انہیں مایوسی نظر آتی ہے پھر اللہ تعالیٰ انہیں تھام لیتا ہے اور وہ بچائے جاتے ہیں۔ جب ان پر کوئی آفت نازل ہوتی ہے تو اللہ کی جناب سے انہیں ایسا صبر عطا کیا جاتا ہے جو فرشتوں کو حیران کر دیتا ہے۔ پھر فضل نازل ہوتا ہے تو وہ (آفات سے) نجات دیئے جاتے ہیں۔"

(تذکرۃ الشہادتین مع علامات المقرّبین۔ (مع اردو ترجمہ) صفحہ 59 تا 62)

خطبہ نکاح

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 14 دسمبر 2013ء بروز ہفتہ مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا۔ تشہد وتعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اس وقت مَیں چند نکاحوں کا اعلان کروں گا۔ ان میں سے بعض نکاح واقفاتِ نو اور واقفین نَو مربیان سلسلہ کے بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام نکاح جو آج طے پا رہے ہیں ان کو بابرکت فرمائے اور ہر ایک نیا قائم ہونے والا رشتہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے والا ہو اور وہ ذمہ داریاں وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں بیان فرمائی ہیں جن کی نکاح سے پہلے تلاوت کی جاتی ہے اور ان میں سب سے بڑی ذمہ داری یا سب سے بڑا کام یا وہ اہم بات جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے توجہ دلائی ہے وہ تقویٰ ہے۔ جب یہ تقویٰ ہو تو پھر ہر کام میں برکت پڑتی ہے چاہے وہ دنیوی کام ہے یا دینی کام۔ بظاہر دنیوی کام بھی دینی بن جاتے ہیں۔ ہر کام جو خدا تعالیٰ کی خاطر کیا جائے اللہ تعالیٰ اس کا ثواب دیتا ہے، اس میں برکت ڈالتا ہے، چاہے وہ دنیوی ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر خاوند اپنی بیوی کے منہ میں لقمہ بھی اس وجہ سے ڈالتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا بن جاتا ہے، اس کا بھی اس کو ثواب ہے۔ پس ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہم نے ہر کام جو کرنا ہے وہ خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر کرنا ہے، تقویٰ کو سامنے رکھتے ہوئے کرنا ہے، سچائی پر قائم رہتے ہوئے کرنا ہے اور اس دنیا سے زیادہ آئندہ دنیا پر، مرنے کے بعد کی زندگی پر، نظر رکھتے ہوئے کرنا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حاصل کرنے والے بنیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔ مبلغین سلسلہ اور واقفین زندگی ہمیشہ یاد رکھیں کہ ان کے گھر دوسروں کے لئے نمونہ ہونے چاہئیں۔ ان کے رشتے مثالی ہونے چاہئیں۔ ان کے ایک دوسرے کے لئے حقوق ایسے ہوں جس کو پھر لوگ اس نظر سے دیکھیں کہ ہمیں بھی ایسا بننا چاہئے۔ اور واقفین زندگی، مربیان سلسلہ سے جن بچیوں کے رشتے طے ہو رہے ہیں ان کو بھی ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ واقفِ زندگی سے بیاہ کر کے وہ بھی وقف زندگی کی صف میں آ رہی ہیں۔ اس لئے ان کی بھی وہ ذمہ داریاں ہیں جو واقف زندگی نے نبھانی ہیں اور اس میں ان کی بیویوں نے مددگار بننا ہے۔

حضور انور نے فرمایا:۔ پس یہ باتیں ہر نئے قائم ہونے والے رشتے کو چاہے وہ ایک عام احمدی کا رشتہ ہے یا واقف زندگی کا رشتہ ہے یاد رکھنی چاہئیں کہ اگر تقویٰ مدنظر ہوگا، اللہ تعالیٰ کی رضا مدنظر ہوگی تو ہمیشہ گھروں میں خوشیاں قائم رہیں گی اور آئندہ نسلیں بھی نیک اور صالح پیدا ہوں گی، جماعت سے وابستہ ہوں گی۔ اللہ کرے کہ یہ تمام قائم ہونے والے رشتے ان باتوں کو ملحوظ رکھنے والے ہوں۔

ان چند باتوں کے بعد اب مَیں نکاحوں کا اعلان کرتا ہوں۔

پہلا نکاح ہے عزیزہ سعدیہ عصمت آیت اللہ۔ یہ بھی واقفۂ نو ہیں۔ مکرم قمر آیت اللہ صاحب کی بیٹی ہیں۔ ان کا نکاح عزیزم عطاء الرحمٰن خالد صاحب مربی سلسلہ سے جنہوں نے یوکے سے جامعہ احمدیہ پاس کیا ہے تین ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

اگلا نکاح عزیزہ حانیہ انور بنت مکرم انور احمد قریشی صاحب کراچی کا ہے جو عزیزم عاطف اعجاز احمد صاحب مربی سلسلہ کے ساتھ پچاس ہزار روپیہ حق مہر پر طے پایا ہے۔ اور ہمارے یہ مربی پاکستان میں ہیں۔ مکرم اعجاز احمد صاحب کے بیٹے ہیں۔ اور ان دونوں کے، لڑکا اور لڑکی کے وکیل یہاں موجود ہیں۔ مکرم محمد رفیع الزمان صاحب لڑکی کے اور مکرم پرویز احمد صاحب لڑکے کے وکیل ہیں۔

حضور انور نے فرمایا:۔ اگلا نکاح عزیزہ اسیفہ محمود بنت مکرم محمود عالم صاحب کا ہے جو عزیزم فضل عمر صاحب مربی سلسلہ ابن مکرم انور احمد قریشی صاحب کے ساتھ پچاس ہزار روپے حق مہر پر طے پایا ہے۔ دولہا یہاں نہیں، مکرم محمد رفیع الزمان صاحب ان کے وکیل ہیں۔

اگلا نکاح عزیزہ سویرا منیر بنت مکرم منیر اختر کملانہ صاحب کا ہے جو عزیزم عارف محمود ابن مکرم شیخ محمد احمد صاحب شہید کے ساتھ پانچ ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔ یہ عزیز جب مردان میں ان کے والد شہید ہوئے تھے تو ان کو بھی گولی لگی تھی، یہ زخمی ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فضل کیا، بچا لیا۔ لڑکی کے وکیل مکرم حارث بلال منیر صاحب ہیں۔

اگلا نکاح عزیزہ حمیرہ پروین بنت مکرم بشارت احمد صاحب کا ہے جو عزیزم شاہد محمود واقف نو ابن مکرم محمود عالم صاحب کے ساتھ پانچ ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔ اگلا نکاح عزیزہ فائقہ ناصر بنت مکرم ناصر احمد تارڑ صاحب کا ہے جو عزیزم محمد اظفر منہاس ابن مکرم محمد سرور منہاس صاحب کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

اگلا نکاح عزیزہ فائزۃ الاسلام بنت مکرم سید ظفر محمود شاہ صاحب کا ہے جو عزیزم سید مطاہر جمال ابن مکرم سید نور المبین شاہ صاحب آسٹریلیا کے ساتھ دس ہزار آسٹریلین ڈالر حق مہر پر طے پایا ہے۔ لڑکا یہاں نہیں ان کے وکیل مکرم حافظ فضل ربی صاحب ہیں۔

تمام نکاحوں کے اعلان اور فریقین کے درمیان ایجاب وقبول کروانے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے رشتوں کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی اور فریقین کو شرف مصافحہ بخشتے ہوئے مبارکباد دی۔

(مرتبہ: ظہیر احمد خان۔ مربی سلسلہ شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس، لندن)

جماعت احمدیہ مڈغاسکر کے گیارہویں جلسہ سالانہ کا کامیاب انعقاد

(رپورٹ: جبار ندیم۔ مبلغ سلسلہ وافسر جلسہ سالانہ)

اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے جماعت احمدیہ مڈغاسکر کو اپنا گیارہواں جلسہ سالانہ 18-19 دسمبر 2015ء کو مڈغاسکر کے دارالحکومت انتاناناریو (Antananarivo) میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

جلسہ سالانہ کو کامیاب بنانے کے لئے مختلف جماعتوں میں ریجنل مشنریز نے لوکل معلمین کے ساتھ مل کر لوگوں کو جلسہ سالانہ کی اہمیت و برکات اور نیز روایات سے آگاہ کیا گیا۔ جلسہ کے تمام تر پروگرام و تقاریر کو Malagasy (مالاگاسی) زبان میں تیار کیا گیا تاکہ سامعین کو سمجھنے میں آسانی ہو سکے۔ جماعت احمدیہ کی مسجد، مرکزی مشن اور سکول کو مختلف تعارفی اور تصویری بینرز سے سجایا گیا۔ حکومتی عہدیداران، پریس کے نمائندگان اور مختلف مذاہب اور فرقوں کے راہنماؤں کو جلسہ کے دعوت نامے چند روز قبل دیئے گئے۔ جلسہ سالانہ کی کارروائی کا انعقاد جماعت احمدیہ مڈغاسکر کی باقاعدہ پہلی مسجد 'مسجد نور' میں کیا گیا۔ کھانے کا انتظام جماعتی سکول کے احاطہ میں ٹینٹ لگا کر کیا گیا اور رہائش کا انتظام سکول کے کمرہ جات میں کیا گیا۔

جلسہ کے پہلے سیشن کا باقاعدہ آغاز 18 دسمبر 2015ء بروز جمعۃ المبارک پرچم کشائی سے ہوا۔ مکرم بشارت نوید صاحب مشنری انچارج ماریشس اور مکرم مجیب احمد صاحب مشنری انچارج مڈغاسکر نے بالترتیب لوائے احمدیت اور مڈغاسکر کا قومی پرچم لہرایا۔ اس موقع پر جماعتی سکول کے طلباء وطالبات نے مڈغاسکر کا قومی ترانہ نیز خوش آمدید کے الفاظ فرنچ اور مالاگاسی (لوکل زبان) میں ترانہ کی شکل میں پیش کئے۔ بعد ازاں اطفال الاحمدیہ نے ترانہ احمدیت پڑھا۔ اس کے بعد دعا ہوئی۔ اس سیشن کو لوکل میڈیا نے بھی کوریج دی۔ دعا کے بعد نماز جمعہ ونماز عصر ادا کی گئیں اور پھر کھانے کا وقفہ ہوا۔

مہمان خصوصی کی صدارت میں دوسرے سیشن کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور نظم وقصیدہ سے ہوا۔ بعد ازاں معلم عبدالرحمٰن صاحب نے جماعت احمدیہ کے تعارف کے موضوع پر ایک جامع تقریر کی۔ اس کے بعد تمام احباب نے مسجد میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ جمعہ براہ راست سنا جو کہ فرنچ ترجمہ کے ساتھ تھا۔ خطبہ جمعہ کے بعد معلم عبدالرحمٰن صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ جمعہ کا مالاگاسی زبان میں خلاصہ پیش کیا۔ پھر ایک تصویری نمائش پیش کی گئی جس میں حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء احمدیت کا مختصراً تعارف ریجنل مشنری Mahajanga Region (ماہاجنگا ریجن) مکرم مدثر احمد صاحب نے کروایا۔ بعد ازاں نماز مغرب وعشاء ادا کی گئیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد مجلس سوال و جواب کا انعقاد کیا گیا جس میں مبلغین سلسلہ نے مختلف سوالات کے جوابات دیئے۔ احباب جماعت نے اس سیشن میں خاص دلچسپی کے ساتھ حصہ لیا۔

جلسہ سالانہ کا دوسرا اور آخری روز نماز تہجد سے شروع ہوا۔ نماز فجر کے بعد درس دیا گیا۔

تیسرے سیشن کا آغاز معلّم عبدالرحمٰن کی تلاوت قرآن کریم اور عزیزم Arthure (نو مبائع) کی اردو زبان میں نظم سے ہوا۔ نظم کے بعد عزیزم واصف تیجو نے امن کے موضوع پر تقریر کی۔ عزیزم Hoby (نومبائع) نے بھی اردو زبان میں نظم پیش کی۔ اس کے بعد خاکسار جبار ندیم ریجنل مشنری نے ''اسلام یعنی امن'' کے موضوع پر تقریر کی اور بعد میں عربی قصیدہ پیش کیا۔

چوتھے سیشن یعنی اختتامی اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو کہ ریجنل مشنری مکرم مدثر احمد صاحب نے کی۔ اس کے بعد مکرم رانا فاروق صاحب نے نظم پیش کی۔ اس سیشن میں احباب جماعت کے علاوہ 11 مہمانان کرام نے بھی شرکت کی۔ جس میں محکمہ تعلیم کی افسر نیز سنّی اور شیعہ کی 3 بڑی مساجد کے امام بھی اپنے وفود کے ساتھ شامل ہوئے۔ امیگریشن پولیس افسر، انٹرپول پولیس انسپکٹر اور پولیس کمشنر وغیرہ بھی مہمانوں میں شامل تھے۔ ان میں سے بعض مہمانان کرام نے اپنے تأثرات بھی بیان کئے۔

بعد ازاں مہمان خصوصی نے اختتامی تقریر کے بعد دعا کروائی اور یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

بعد ازاں مہمانان کرام کو کھانا پیش کیا گیا اور جماعتی لٹریچر دیا گیا اور احباب جماعت کو قرآن کریم کی تعظیم و تکریم بیان کر کے سب کو ایک ایک قرآن کریم مالاگاسی زبان میں تحفۃً دیا گیا۔ بعد ازاں نماز ظہر وعصر ادا کی گئیں۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے جلسہ سالانہ مڈغاسکر کو 5 اخبارات، 3 ٹی وی چینلز اور نیشنل ریڈیو نے کوریج دی۔ ان اخبارات میں مہمان خصوصی اور معلم عبدالرحمٰن کے انٹرویو اور اسلام کا حقیقی چہرہ پیش کیا گیا اور جماعت احمدیہ کی امن کے لئے کوشش کو سراہا گیا اور جلسہ سالانہ مڈغاسکر کی چند تصاویر بھی شائع کی گئیں۔ اس جلسہ میں مہمانوں کے علاوہ 8/جماعتوں سے تشریف لائے ہوئے 357/احباب نے شرکت کی۔

قارئین کرام سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ مڈغاسکر کو دن دوگنی اور رات چوگنی ترقیات سے نوازے۔ آمین

الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔ (مینجر)

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
SHARIF JEWELLERS
SINCE 1952
Aqsa Road Rabwah
0092 47 6212515
15 London Rd, Morden SM4 5HT
0044 20 3609 4712

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 393

مکرم عطیہ حفظی ہمام صاحب (2)

قسطِ گزشتہ میں ہم نے مکرم عطیہ حفظی ہمام صاحب کے احمدیت کی طرف سفر کا ایک حصہ بیان کیا تھا۔اس قسط میں انکے اس ایمان افروز سفر کے باقی حالات بیان کئے جائیں گے۔وہ بیان کرتے ہیں:

واجب القتل ہونے کا فتویٰ

مکرم عبدہ بکر صاحب تو گھر بدری کے بعد قاہرہ چلے گئے اور ان کے جانے کے بعد بستی میں شور مچ گیا۔ مولویوں نے مشہور کر دیا کہ انہوں نے عبدہ بکر صاحب کو مناظرہ میں شکست دے دی تھی اور چونکہ ان کی طرف سے عبدہ بکر پر اتمام حجت ہو چکا ہے اس لئے اب وہ کافر و مرتد ہونے کے باعث واجب القتل ہیں۔مَیں جانتا تھا کہ مولوی جھوٹ بول رہے ہیں اور مناظرہ میں تو عبدہ بکر صاحب کی بجائے مولویوں پر اتمام حجت ہوا تھا۔لیکن مَیں یہ سب کچھ سن کر اس پر سوائے افسوس کے اور کچھ نہ کرسکا۔

اس کے بعد میں ایک سال تک ایم ٹی اے دیکھتا رہا اور اپنے دوستوں سے بھی یہی کہتا رہا کہ مولویوں کی باتوں میں آکر احمدیت کی مخالفت کرنے کی بجائے جماعت کا چینل دیکھ کر خود فیصلہ کریں۔

وفاتِ مسیحؑ اور فتوائے کفر

ایک روز مَیں نے گاؤں کی مسجد میں اسی مولوی صاحب کا خطبہ سنا جس کے ساتھ عبدہ بکر صاحب کا وفات مسیحؑ کے موضوع پر مباحثہ ہوا تھا۔ مولوی صاحب نے مفتیٔ سعودیہ ابن باز اور بعض دیگر سعودی علماء کے حوالے سے وفات مسیح کے قائل لوگوں کے کفر کا فتویٰ صادر کیا۔ اس فتویٰ کے بعد مولوی صاحب فرمانے لگے کہ سب سے پہلے انڈیا میں پیدا ہونے والے مرزا غلام احمد قادیانی نے وفات مسیحؑ کی بات کی۔ پھر خطبہ کے دوران ہی وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو برا بھلا کہنے لگ گیا۔

جمعہ کی نماز کے بعد دو نوجوان مولوی صاحب کے پاس گئے تو مَیں بھی ان کے ساتھ ہولیا۔ انہوں نے وفات مسیحؑ کے قائل افراد کے بارہ میں مولوی صاحب کے فتویٰ کی مذمت کرتے ہوئے کئی علماء کے نام لے کر کہا کہ یہ سب وفات مسیحؑ کے قائل ہیں، پھر ان نوجوانوں میں سے ایک نے مولوی کے منہ پر ہی کہہ دیا کہ میں بھی وفات مسیحؑ کا قائل ہوں، اب آپ بتائیں کہ کیا یہ سب علماء اور ہم سب بھی کافر ہیں؟ مولوی صاحب کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں اور انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوا۔

اس کے برعکس دوسرے لوگ جو مولوی صاحب کی بات کو ہی دین حق سمجھنے کے عادی تھے انہوں نے مولوی صاحب کی زبانی خطبہ میں اس فتویٰ کو سنا تو کہنا شروع کر دیا کہ اے عبدہ بکر تم کہاں ہو؟ کاش تم یہاں ہوتے تو سنتے کہ مولوی صاحب نے تمہارے بارہ میں شریعت کے مطابق کونسا فتویٰ پیش کیا ہے۔ پھر وہ نہایت حسرت آمیز لہجے میں کہنے لگے کہ بیچارہ عبدہ بکر اچھا نوجوان تھا لیکن قادیانیت کی وجہ سے خراب ہو گیا۔

اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ

2013ء کا سال ہمارے ملک میں بڑی سیاسی تبدیلیوں کا سال ٹھہرا۔ اس سال اخوان المسلمین کی حکومت اور مولوی حضرات کے خلاف مصر کی عوام کی طرف سے وسیع پیمانے پر مظاہرے ہونے لگے۔مولویوں کے بارہ میں عاقل لوگوں کی رائے یکسر بدل گئی اور وہ جو کبھی انہیں دین حق کے سفیر مانتے اور ان کی بات کو حرف آخر سمجھتے تھے آج ان سے نفرت کرنے لگ گئے۔

یقیناً یہ ایک بہت بڑی اور غیر متوقع تبدیلی تھی۔وہ مولوی حضرات جو سالہا سال سے سادہ لوح عوام کے سر پر سوار تھے اور ان کی عقلوں کو بھی غلام بنا کر کھیل رہے تھے انہیں یہ سب کچھ اتنی جلدی کیونکر قابل قبول ہوسکتا تھا لہٰذا ردّعمل کے طور پر اخوان المسلمین کے بعض حامیوں نے بھی جلوس نکالا لیکن اپنے غصہ پر قابو نہ رکھ سکے اور حسبِ عادت جلاؤ گھیراؤ اور لوٹ مار کے علاوہ پولیس کے بعض جوانوں کے قتل کا بھی ارتکاب کر بیٹھے۔ لیکن چونکہ اب حالات بدل چکے تھے اس لئے مکافات عمل کے طور پر انہیں بھی اسی قسم کے سلوک کا سامنا کرنا پڑا۔ چنانچہ بعض ان میں سے قتل ہوئے، بعض کے گھر گرا دیئے گئے، بعض کو قید بامشقت کی سزا ہوئی، اور ان میں سے بعض ابھی تک رُوپوش ہیں۔ یوں یہ سب جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے، اور جنہوں نے آپ کے کفر کا فتویٰ صادر کیا تھا، یہ سب آج اپنے جرم کی سزا پا چکے تھے اور بستی میں ان کا وجود تک مٹ گیا تھا۔ جب میں نے مکرم عبدہ بکر صاحب کو اس صورتحال سے آگاہ کیا تو وہ رو پڑے اور کہنے لگے کہ میں نے تمہیں کہا تھا کہ یہ مولوی بھری مجلس میں مسیح موعود علیہ السلام کی توہین وتکفیر کے مرتکب ہوئے ہیں اب خدا تعالیٰ انہیں ضرور پکڑے گا۔ میں تو اس نشان کا چشم دید گواہ تھا اور اسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے بیّن ثبوت کے طور پر ماننے پر مجبور تھا۔

بیعت کا فیصلہ

اسی روز میں نے بیعت کرنے کا فیصلہ کر لیا۔شادی کے بعد میں نے اپنی بیوی کو بھی تبلیغ کی تھی اور وہ بھی میرے ساتھ احمدیت کے بارہ میں تحقیق کر رہی تھی۔ چنانچہ جب میں نے بیعت کا فیصلہ کیا تو اس نے بھی میرے ساتھ ہی بیعت کرنے کا اظہار کیا جس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ اس نے جماعت کی صداقت کے نشانات کے علاوہ کچھ رؤیائے صالحہ بھی دیکھے تھے جس سے جماعت کی سچائی اس کے لئے روشن ہو چکی تھی۔

پھر وہ دن بھی آ گیا جب میں اپنی بیوی کو لے کر قاہرہ میں جماعت کے سنٹر میں گیا جہاں نماز جمعہ کے بعد مَیں نے اپنی بیعت کا اعلان کیا۔اس وقت ایک نہایت خوبصورت احساس تھا جس کی یادیں آج بھی میرے دل ودماغ میں تازہ ہیں۔ مجھے محسوس ہوا کہ شاید زندگی میں آج پہلی بار میں حقیقی مسلمانوں کی جماعت سے مل رہا ہوں۔ یہاں ہر شخص دوسرے سے معصوم اور بے لوث محبت کرنے والا تھا۔ یہاں ہر ایک ہی عاجزی وانکساری کا نمونہ تھا۔ یہاں ہر ایک دوسرے کی خدمت کے جذبہ سے سرشار تھا۔ میں نے یہاں پر موجود ہر احمدی کو غیر معمولی سعادتمندی کے ساتھ ایک عجیب روحانی خوشی اور خوش بختی کے احساس سے سرشار دیکھا۔ یہ صرف میری ہی رائے نہ تھی بلکہ میری اہلیہ کے جذبات بھی کچھ مختلف نہ تھے۔ وہ بھی وہاں پر احمدی عورتوں سے ملی اور ان کے اخلاص واخلاق اور محبت واخوت سے بہت زیادہ متاثر ہوئی۔ نیز وہاں پر اس کی ملاقات مکرم عبدہ بکر صاحب کی بیوی سے بھی ہوئی جو ہمارے سابقہ تعلق کی وجہ سے فوراً ہی گہری دوستی میں بدل گئی اور اس دن سے وہ دونوں سگی بہنوں کی طرح ہوگئی ہیں۔

فتویٰ بازی کی رگ!

قاہرہ سے واپسی پر میں نے تو بستی میں آتے ہی اپنی بیعت کا اعلان کر دیا۔اسکے ساتھ ہی مشکلات کا آغاز ہو گیا۔میرے سب بھائی میرے ساتھ بحث کرنے کے لئے اکٹھے ہو گئے۔ یہ بات جب بستی کے بچے کھچے ان مولویوں تک پہنچی جنہیں حکومتی مشینری نے نسبتاً کم شر والے سمجھ کر چھوڑ دیا تھا تو ان میں فتویٰ بازی کی رگ جاگ اٹھی اور ان میں سے ایک نے میرے بارہ میں بستی میں مشہور کر دیا کہ عطیہ حفظی عیسائی ہو گیا ہے۔ اسی طرح میری تکفیر کے بارہ میں بھی کئی فتاویٰ اور افواہیں گردش کرنے لگیں جن کو سن کر مجھے محسوس ہوا کہ مجھ پر بھی وہی الزامات لگائے جا رہے ہیں جو ابھی کچھ عرصہ قبل ہی مکرم عبدہ بکر صاحب پر لگائے گئے تھے۔

اس صورتحال میں میرا بھائی مجھ سے مختلف امور کے بارہ میں بحث کرنے لگ گیا اور دورانِ بحث وہ مجھے مولوی صاحب کے پاس لے جانے پر اصرار کرنے لگا۔ بادل نخواستہ میں چلا گیا اور کلمہ شہادت پڑھ کر مولوی صاحب سے پوچھا کہ آپ ایک کلمہ گو کو عیسائی ہونے کا الزام کیونکر دے سکتے ہیں؟ کلمۂ شہادت سن کر مولوی صاحب نے پینترا بدلا اور کہا کہ میں نے تو یہ کہا تھا کہ قادیانیت اسلام سے خارج فرقہ ہے۔میرے بھائی نے وہیں پر مولوی صاحب کو پکڑ لیا اور کہا کہ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ کیونکہ تم نے میرے والد صاحب سے کہا تھا کہ تمہارا بیٹا حفظی اور اس کی بیوی عیسائی ہو گئے ہیں۔اس پر مولوی صاحب نے کھسیانا سا ہو کر کہا کہ ہاں میں نے کہا تھا کیونکہ قادیانیت اسلام سے علیحدگی کا نام ہے۔ اور ایسی صورت میں ان کا کسی مسیح موعود پر ایمان کا دعویٰ عیسائیت سے بھی بدتر ہے۔

قسطنطنیہ کی فتح اور دجال

مولوی صاحب کی مذکورہ بالا بات سن کر میں نے ان سے پوچھا کہ کیا قسطنطنیہ کی فتح ہو چکی ہے یا ابھی ہونی ہے؟ انہوں نے جھٹ کہا کہ وہ تو کب کی ہو چکی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ حدیث میں تو آیا ہے کہ دجال کا خروج قسطنطنیہ کی فتح کے عرصہ میں ہی ہوگا۔ پھر اگر قسطنطنیہ کی فتح صدیوں پہلے ہو چکی ہے تو اس حدیث کے مطابق دجال کا خروج بھی ہو چکا ہے، اور اگر دجال ظاہر ہو چکا ہے تو مسیح علیہ السلام بھی نازل ہو چکے ہیں۔اور اگر مسیح علیہ السلام نازل ہو چکے ہیں تو وہ کہاں ہیں؟

پھر اسی روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ مسلمان فتح قسطنطنیہ کے بعد تقسیم غنائم کے وقت اپنی تلواریں زیتون کے درختوں کے ساتھ لٹکا دیں گے۔ چنانچہ کیا قتلِ دجال سے پہلے اس ساری ترقی کے باوجود دنیا دوبارہ تلواروں سے ہی جنگ کرنے لگے گی؟

اب یا تو آپ کہہ دیں کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے یا پھر یہ مانیں کہ یہ تمام واقعات رونما ہو چکے ہیں۔لیکن مجھے معلوم ہے کہ آپ کے پاس ان باتوں کا کوئی جواب نہیں ہے۔

یہ مسلمان ہے!

میرا بھائی شاید یہ بھی نہیں چاہتا تھا کہ میرے سامنے مولوی صاحب بے دلیل ولاجواب ہو جائیں۔ اگرچہ وہ مولوی صاحب کی زبانی مجھ سے کفر کا لیبل اتروانا چاہتا تھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ خود ایسی صورتحال کا سامنا نہیں کرنا چاہتا تھا جس میں وہ میرے مؤقف کی صداقت کے اعتراف پر مجبور ہو جائے۔اس لئے اس نے مجھے کہا کہ تم ابھی ان باتوں کو چھوڑ دو، ان موضوعات پر بات پھر کبھی کر لیں گے۔ پھر مولوی صاحب سے مخاطب ہو کر بولا کہ اب آپ میرے بھائی کا موقف سن چکے ہیں۔ لہٰذا اب مجھے صرف یہ بتا دیں کہ میرا بھائی مسلمان ہے یا عیسائی؟ مولوی صاحب کو شاید ابھی تک قسطنطنیہ کی فتح اور دجال کے خروج والی بات ہی ہضم نہ ہوئی تھی اور شاید وہ مزید کسی الجھن کا شکار نہیں ہونا چاہتے تھے۔ اس لئے فوراً کہنے لگے کہ اگر یہ کلمہ شہادت پڑھتا ہے اور نماز وروزہ کی ادائیگی کرتا ہے اور قبلۂ مسلمین کو اپنا قبلہ مانتا ہے تو پھر یہ مسلمان ہے۔

میرے بھائی نے مولوی صاحب سے یہ تو نہ پوچھا کہ قبل ازیں بغیر کسی تحقیق کے ہی آپ نے کفر کا ایسا فتویٰ کیسے صادر کر دیا تھا جس کے غلط ہونے کا اب آپ خود اقرار کر رہے ہیں؟ یہ ایسا فتویٰ تھا جس کی بناء پر کوئی متشدد میری جان بھی لے سکتا تھا۔لیکن شر پسند مُلّاں نے دین کو کھیل بنا کر خود کو اس کا ٹھیکیدار سمجھ رکھا ہے اور اسی مستی میں بیٹھا لوگوں کی زندگیوں کے فیصلے کر رہا ہے۔

میرے بھائی کو تو بس مولوی صاحب کی طرف سے یہی شہادت چاہئے تھی لہٰذا وہ یہ سنتے ہی مجھے وہاں سے لے کر گھر آ گئے۔

قبول بیعت کی خوشکن خبر

شاید وہ میری زندگی کے خوش ترین لمحات تھے جب عبدہ بکر صاحب نے مجھے فون کر کے بتایا کہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے میری بیعت قبول فرما لی ہے۔ پھر انہوں نے فون پر ہی حضور انور کا جوابی خط پڑھ کر سنایا۔ حضور انور کے خط میں مذکور دعاؤں کو سن کر دل بہت نرم ہو گیا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

بیعت کے بعد مجھے محسوس ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہے اور مجھے ہر معاملہ میں اس کی تائید ونصرت کا احساس ہوتا ہے۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں شرائط بیعت پر مکمل عمل کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

(باقی آئندہ)

جماعت احمدیہ بینن (مغربی افریقہ) کے جلسہ سالانہ کا بابرکت انعقاد

باجماعت نماز تہجد۔ دروس۔ مختلف دینی، علمی وتربیتی موضوعات پر تقاریر۔تصویری نمائش۔

مختلف سیاسی وسماجی اہم شخصیات کی شرکت اور جماعت احمدیہ کی خدمات پر خراج تحسین۔

☆......دوسرے مسلمانوں اور احمدیوں میں فرق صرف یہ ہے کہ احمدیوں کا ایک خلیفہ ہے جو اُن کی فکر کرتا ہے۔اُن کی راہنمائی کرتا ہے۔اور یہی بات ہے جس کی وجہ سے احمدی دوسرے مسلمانوں سے ممتاز ہیں۔(نمائندہ چیف جسٹس سپریم کورٹ بینن)۔

☆......جماعت احمدیہ کا اسلام نبی اکرمؐ کا ہی اسلام ہے۔آج دنیا میں کوئی اور اسلام ایسا نہیں ہے۔میں آپ کو یہ بات بحیثیت امام، سکالر اور محقق کے کہہ رہا ہوں۔(امام یوسف اگالی۔کوتونو)۔☆......جماعت احمدیہ ہر روز امن اور لوگوں کی فلاح کے لئے کام کر رہی ہے۔ہم جماعت کے جذبہ اور حوصلہ کی قدر کرتے ہیں۔(نمائندہ گورنر پورتونووو)

(رپورٹ: رفیق احمد کاشف مبلغ سلسلہ بینن)

جماعت احمدیہ بینن کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے 20,19,18 دسمبر 2015ء کو اپنا 27واں جلسہ سالانہ "Djérébé" میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔امسال جلسہ کا مرکزی موضوع تھا: ''ہم احمدی مسلمان!''۔

حضرت مسیح موعودؑ نے 7دسمبر 1892ء کو ایک اشتہار شائع فرمایا۔جس میں آپؑ نے احباب جماعت کو جلسہ میں شمولیت کی تحریک فرمائی اور اس کے اغراض و مقاصد کو تفصیل سے بیان فرمایا اور جلسہ میں شاملین کے لئے محبت بھری دعائیں درج فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعودؑ کے جاری کردہ جلسہ سالانہ اور اس کے بیان فرمودہ مقاصد کے حصول کے لئے پوری دنیا میں جماعتہائے احمدیہ عالمگیر ان جلسوں کا اہتمام کرتی ہے۔جماعت احمدیہ بینن کا جلسہ سالانہ بھی انہیں مقاصد کے حصول کیلئے منعقد کیا گیا۔

خدام نے جلسہ سے تین ہفتہ قبل ہر ہفتہ اور اتوار کے روز وقارِ عمل کر کے جلسہ گاہ کی صفائی کی۔17دسمبر کی دوپہر کو دُور کے ریجنز کے قافلے پہنچنا شروع ہو گئے۔ان کے کھانے کے لئے لنگر خانہ کی ٹیم نے جمعرات کی صبح کام شروع کر دیا تھا۔اور آنے والے مہمانوں کو جس وقت بھی وہ پہنچے کھانا مہیا کیا گیا۔نماز مغرب اور عشاء کے بعد مکرم لقمان بصیر یوصاحب افسر جلسہ سالانہ نے جلسہ کی اغراض بیان کیں اور شاملین جلسہ کو بعض ہدایات دیں اور حاضرین کے سوالوں کے جواب دیئے۔

18دسمبر 2015ء۔جلسہ کا پہلا روز

دن کی ابتدا نماز تہجد کی ادائیگی سے کی گئی۔نماز فجر کے بعد درس دیا گیا۔آج صبح سے ہی مہمانوں کی آمد تھی اور جلسہ کی رونقیں لمحہ بہ لمحہ بڑھ رہی تھیں۔مکرم رانا فاروق احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ بینن نے نماز جمعہ پڑھائیں۔آپ نے اپنے خطبہ جمعہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 11دسمبر جس میں اسلام کی پرامن اور حسین تعلیم کا بیان تھا پڑھ کر سنایا۔

شام کو چار بجے جلسہ کا باقاعدہ آغاز ہوا۔لوائے احمدیت اور بینن کا جھنڈا لہرایا گیا۔

جلسہ کے پہلے سیشن کی صدارت مکرم رانا فاروق احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ بینن نے کی۔تلاوت قرآن کریم اور اس کے فرنچ ترجمہ اور نظم ''بدرگاہ ذیشان خیر الانام'' کے بعد مکرم امام یوسف اگالی صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ہم اور جماعت احمدیہ ایک ساتھ ہیں۔احمدی جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سنتے ہیں تو "صلی اللہ علیہ وسلم" کہتے ہیں۔

آج کل مسلمانوں کی حالت خراب ہے اور اس خراب حالت کے ذمہ دار علماء ہیں جو لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔صرف جماعت احمدیہ ہے جو سچا اسلام پیش کر رہی ہے۔جماعت احمدیہ کا اسلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی اسلام ہے۔آج دنیا میں کوئی اور اسلام ایسا نہیں ہے۔میں آپ کو یہ بات بحیثیت امام، سکالر اور محقق کے کہہ رہا ہوں۔

جماعت احمدیہ نائیجر کے نمائندہ نے کہا کہ احمدیوں کو اپنے اعمال اور افعال کی وجہ سے دوسروں سے مختلف نظر آنا چاہئے تا دوسرے لوگ احمدیت کی طرف متوجہ ہوں۔

گورنر پورتونووو کے نمائندہ نے جماعت احمدیہ کو جلسہ سالانہ کے انعقاد پر مبارکباد دی اور کہا کہ ہم اس بات کے گواہ ہیں کہ جماعت احمدیہ ایک امن پسند جماعت ہے۔اور ان کے کام کسی سے چھپے نہیں ہیں۔جماعت احمدیہ غریبوں کی مدد کرتی ہے۔ بیماروں کی مدد کرتی ہے۔ جماعت ہر روز امن اور لوگوں کی فلاح کے لئے کام کر رہی ہے۔کیونکہ جماعت احمدیہ اس بات کو اچھی طرح سمجھتی ہے کہ امن کے بغیر ترقی نہیں ہوسکتی۔جماعت ہماری بہت مدد کر رہی ہے۔ہم جماعت کے جذبہ اور حوصلہ کی قدر کرتے ہیں۔اور میں جماعت احمدیہ کو کہتا ہوں کہ اپنے میں شامل ہونے والوں کی اچھی طرح تربیت کریں تا وہ بھی آپ کی طرح اچھے لوگ بن سکیں۔اور اس کام کے لئے حوصلہ چاہئے۔یہ کام (تربیت) جلد بازی کا کام نہیں۔

Haiti کے سفیر نے کہا کہ جماعت احمدیہ ہماری بہت خدمت کرتی ہے۔ہم جماعت کے کاموں کو سراہتے ہیں۔اور ہمیشہ جماعت احمدیہ کے ساتھ ہیں۔جماعت کو جب بھی ہماری مدد کی ضرورت ہو ہم حاضر ہیں۔

مکرم امیر صاحب بینن کی افتتاحی تقریر'' جماعت احمدیہ کی امن اور ترقی کے لئے کوششوں'' کے عنوان پر تھی آپ نے اسلام کی امن، بھائی چارہ اور برداشت کی تعلیم بیان کی اور بتایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ امن اور بھائی چارہ کی تعلیم دی ہے۔مسلمانوں کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ادا کرنا چاہئے۔جماعت کی امن کے قیام کے لئے خدمات بیان کیں۔آپ نے حضور انور کے خطابات اور مختلف سربراہانِ مملکت و مذہبی لیڈران کے نام خطوط کا حوالہ دیا کہ جماعت کس قدر امن کے قیام میں سنجیدہ ہے۔اور آپ نے واقعات بیان کیے کہ کس طرح غیروں نے بھی جماعت کی امن کے میدان میں خدمات کا اعتراف کیا ہے۔آپ نے کہا کہ سیاست اور حکومت انصاف کے ساتھ ہونی چاہئے۔جب تک نسلی تعصب اور مذہبی تفریق کو بالائے طاق نہ رکھا جائے اس وقت تک امن کا قیام نہیں ہوسکتا۔مسائل کا سیاسی اور سفارتی حل نکالا جانا چاہئے اور خون خرابہ سے بچنا چاہئے۔ہمارا پیغام یہی ہے" محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں"۔

اس کے بعد بینن میں سنٹرل افریقہ کی کونسلر جنرل نے اپنے خطاب میں جماعتی خدمات کو سراہا اور جلسہ میں شرکت کی دعوت پر جماعت کا شکریہ ادا کیا۔اور یوں جلسہ سالانہ کا پہلا سیشن اختتام پذیر ہوا۔

نماز مغرب اور عشاء کے بعد کھانا پیش کیا گیا۔اس کے بعد پروجیکٹر کے ذریعہ حضور انور ایدہ اللہ کے خطبہ کا کچھ حصہ دکھایا گیا۔اور وضو اور نماز کے طریق کے متعلق ایک ڈاکومنٹری اور حضور انور کے دورۂ بینن کی ڈاکومنٹری بھی دکھائی گئیں۔

جلسہ سالانہ کا دوسرا روز

جلسہ کے دوسرے دن کا آغاز نماز تہجد سے ہوا۔نماز فجر کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کی آمد کے موضوع پر درس دیا گیا۔

ناشتہ کے بعد دوسرے سیشن کی صدارت مکرم بکری مصلحو صاحب نائب امیر اول نے کی۔تلاوت و نظم کے بعد کانڈی ریجن کے ایک پیرا ماؤنٹ چیف نے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور کہا کہ میں جماعت کا شکرگزار ہوں جنہوں نے ہمارے علاقہ میں سیلاب کے مشکل حالات میں مدد کی۔میں جماعت احمدیہ کے نوجوانوں کی تعریف کرتا ہوں کہ وہ کیسے جذبہ اور محنت کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔انہوں نے اپنے خیالات کا پیل، باریبا اور ڈینڈی زبان میں ترجمہ بھی خود ہی کیا۔

اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرم لقمان بصیر یو صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ کی تھی۔آپ نے قرآن وحدیث کی روشنی میں وفات مسیح اور حضرت مسیح موعودؑ کی آمد کا ذکر کیا۔جبکہ دوسری تقریر میں مکرم انوار الحق صاحب مبلغ سلسلہ نے حضرت مسیح موعودؑ کا عشق خدا اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیان کیا۔آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کے حالات زندگی پر روشنی ڈالی اور اس کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کے عشق خدا اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں واقعات بیان کیے۔

تیسرے سیشن کی صدارت مکرم امیر صاحب بینن نے کی۔تلاوت اور نظم کے بعد مکرم آسانی یحییٰ صاحب لوکل مشنری نے ''اسلام میں نظام خلافت'' کے موضوع پر تقریر کی۔آپ نے خلافت راشدہ کے حالات بیان کیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ اسلام کا سنہری دور تھا۔اسلام نے اس دور میں بہت ترقی کی۔اس دور کے بعد مسلمانوں میں اختلاف پیدا ہونے شروع ہو گئے۔

اسلام کی تعلیم بہت ہی خوبصورت ہے مگر اس سے دوری کی وجہ سے مسلمان ابتری کا شکار ہیں۔اللہ نے حضرت مسیح موعودؑ کو مبعوث کیا اور ان کے ذریعہ خلافت کا سلسلہ پھر شروع ہوا۔دوسرے مسلمان جن مسائل کا شکار ہیں

(باقی صفحہ 11 پر ملاحظہ فرمائیں)

خطبہ جمعہ

شیطان انسان کا ازل سے دشمن ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ شیطان کی یہ دشمنی کوئی کھلی دشمنی نہیں ہے کہ سامنے آ کر لڑ رہا ہے۔ بلکہ وہ مختلف حیلوں بہانوں سے، مکروفریب سے، دنیاوی لالچوں کے ذریعہ سے انسان کی اَناؤں کو ابھارتے ہوئے انسانوں کو نیکیوں سے دُور لے جاتا ہے اور برائیوں کے قریب کرتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کے بھیجنے کے نظام کو جاری کر کے انسانوں کو نیکیوں کے راستے بھی بتائے۔ ان کو اصلاح کے طریقے بھی بتائے۔ ان کو اپنی دنیا و عاقبت سنوارنے کے ذریعہ بھی بتائے۔

یہ بات بھی ہمیں یاد رکھنی چاہئے کہ شیطان کا حملہ ایک دم نہیں ہوتا۔ وہ آہستہ آہستہ حملہ کرتا ہے۔ کوئی چھوٹی سی برائی انسان کے دل میں ڈال کر یہ خیال پیدا کر دیتا ہے کہ اس چھوٹی سی برائی سے کیا فرق پڑتا ہے۔ یہ کون سا بڑا گناہ ہے۔ پھر یہ چھوٹی چھوٹی برائیاں بڑے گناہوں کی تحریک کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔

شیطان جھوٹ، ظلم، جذبات، خون، طولِ امل، ریاء اور تکبر کی طرف بلاتا ہے۔

انسان توبہ کرے، اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہے تو بخشا جاتا ہے اور یہ امید پیدا ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ بخش دے گا۔ لیکن شیطان نے تکبر کیا اور وہ ملعون ہوا۔

تکبر کو بعض دفعہ انسان محسوس نہیں کرتا اس لئے بڑی باریکی سے اس بارے میں ہمیں اپنے جائزے لینے چاہئیں۔

بعض دفعہ شیطان نیکیوں کے خیالات ڈال کر بھی اپنے پیچھے چلاتا ہے۔

بعض لوگ بظاہر بہت نیک معلوم ہوتے ہیں اور انسان تعجب کرتا ہے کہ اس پر کوئی تکلیف کیوں وارد ہوئی یا کسی نیکی کے حصول سے کیوں محروم رہا لیکن دراصل اس کے مخفی گناہ ہوتے ہیں جنہوں نے اس کی حالت یہاں تک پہنچائی ہوئی ہوتی ہے۔

ہر ایک شخص میں کسی نہ کسی شر کا مادہ ہوتا ہے وہ اس کا شیطان ہوتا ہے جب تک کہ اس کو قتل نہ کرے کام نہیں بن سکتا۔

(حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے حوالہ سے شیطان اور اس کے حملوں اور وساوس سے بچنے کی راہوں کی طرف رہنمائی)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 11/مارچ 2016ء بمطابق 11/امان 1395 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن۔ لندن۔

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّا کَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطَانِ۔ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطَانِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ۔ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَازَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ۔ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۔ (النور:22) اس آیت کا ترجمہ ہے کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو شیطان کے قدموں پر مت چلو۔ اور جو کوئی شیطان کے قدموں پر چلتا ہے تو وہ تو یقیناً بے حیائی اور ناپسندیدہ باتوں کا حکم دیتا ہے اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہو تو تم میں سے کوئی ایک بھی کبھی پاک نہ ہو سکتا لیکن اللہ جسے چاہتا ہے پاک کر دیتا ہے اور اللہ بہت سننے والا اور دائمی علم رکھنے والا ہے۔

شیطان انسان کا ازل سے دشمن ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ یہ اس لئے نہیں کہ اس میں ہمیشہ رہنے کی کوئی طاقت ہے۔ بلکہ اس لئے کہ انسان کے پیدا ہونے پر اللہ تعالیٰ نے اسے یہ اختیار دیا تھا کہ وہ آزاد ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ اس کے بندے شیطان کے حملے سے محفوظ رہیں گے۔ شیطان کی یہ دشمنی کوئی کھلی دشمنی نہیں ہے کہ سامنے آ کر لڑ رہا ہے۔ بلکہ وہ مختلف حیلوں بہانوں سے، مکروفریب سے، دنیاوی لالچوں کے ذریعہ سے انسان کی اَناؤں کو ابھارتے ہوئے انسانوں کو نیکیوں سے دُور لے جاتا ہے اور برائیوں کے قریب کرتا ہے۔ شیطان نے خدا تعالیٰ کو کہا تھا کہ جس فطرت کے ساتھ تُو نے انسان کو پیدا کیا ہے اور جس طرح اس کی یہ فطرت ہے کہ دونوں طرف مڑ سکتا ہے تو اس کو مَیں اپنے پیچھے چلاؤں گا کیونکہ برائیوں کی طرف اس کا زیادہ رخ ہو گا۔ اگر تو مجھے اجازت دے تو میں ہر راستے سے اس پر حملہ کروں گا۔ ہر راستے سے اس کو بہکاؤں گا۔ اور سوائے وہ جو تیرے حقیقی بندے ہیں، خالص بندے ہیں تو وہ میرے حملے سے بچیں گے۔ ان پر تو میرا کوئی مکر، کوئی حملہ کارگر نہیں ہو گا۔ اس کے علاوہ اکثریت میرے قدموں پر چلے گی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اجازت دے دی اور ساتھ یہ بھی فرما دیا کہ جو تیرے پیچھے چلنے والے ہوں گے انہیں مَیں جہنم میں ڈالوں گا۔

لیکن ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کے بھیجنے کے نظام کو جاری کر کے انسانوں کو نیکیوں کے راستے بھی بتائے۔ ان کو اصلاح کے طریقے بھی بتائے۔ ان کو اپنی دنیا و عاقبت سنوارنے کے ذریعہ بھی بتائے۔ یہ بھی واضح کیا کہ شیطان تمہارا کھلا کھلا دشمن ہے۔ وہ ہمدردی کے لبادہ میں تمہیں بہتری اور فائدے نہیں بلکہ برائی اور نقصان کی طرف بلا رہا ہے۔ اور جب وقت آئے گا کہ انسان کا حساب کتاب ہو تو بڑے آرام سے، بڑی ڈھٹائی سے کہہ دے گا کہ مَیں نے تمہیں برائی کی طرف، لالچ کی طرف، گناہوں کے کرنے کی طرف، اللہ تعالیٰ کے حکموں کے خلاف چلنے کی طرف بلایا تھا۔ لیکن تم تو عقل رکھنے والے انسان تھے۔ تم نے کیوں اپنی عقل استعمال نہیں کی۔ کیوں میری بدیوں کی آواز کو خدا تعالیٰ کی بھلائی اور نیکی کی آواز پر ترجیح دی۔ پس اب اپنے کئے کی سزا بھگتو۔ میرا اب تمہارے سے کوئی تعلق نہیں۔ میرا مقصد تمہارے سے دشمنی کرنا تھا وہ مَیں نے کر لی۔ اب جہنم کی آگ میں جلو۔ پس اس طرح شیطان انسان سے دشمنی کرتا ہے۔

قرآن کریم میں بھی متعدد جگہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں شیطان کے حملوں اور اس کے حیلوں اور مکروں

سے ہوشیار کیا ہے۔ اس آیت میں بھی جو میں نے تلاوت کی ہے اللہ تعالیٰ نے یہی بتایا ہے کہ شیطان ہمیشہ انسان کے پیچھے پڑا رہتا ہے۔ اس نے جب خدا کو کہا کہ مَیں اس کے دائیں بائیں آگے پیچھے سے حملہ کروں گا تو پھر اس نے بڑی مستقل مزاجی سے یہ حملے کرنے تھے اور کرتا ہے حتی کہ شیطان یہ بھی کہتا ہے کہ مَیں صراط مستقیم پر بیٹھ کر انسان پر حملے کروں گا۔ اب ایک شخص سمجھتا ہے کہ مَیں صراط مستقیم پر چل رہا ہوں تو میں شیطان کے حملے سے بچ گیا۔ لیکن یہ خیال ایسے شخص کی غلط فہمی ہے۔ جن پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوا، جو ضالّین بنے، وہ بھی تو پہلے صراط مستقیم پر چلنے والے تھے۔ وہ بھی تو حضرت موسیٰ کو ماننے والے تھے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ماننے والے تھے لیکن گمراہی اور شرک میں مبتلا ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرنے والے بن گئے۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انسان جب ایمان لے آتا ہے تب بھی شیطان اس کا پیچھا نہیں چھوڑتا اور اسے گمراہ کرتا ہے اور کئی لوگ اس کے دھوکے میں آ کے، شیطان کی باتوں میں آ کر گمراہ ہو جاتے ہیں حتی کہ مسلمان کہلانے والے بھی مرتد اور فاسق ہو جاتے ہیں۔ پس یہ بہت بڑا خطرہ ہے جو شیطان کا خطرہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہی ہے جو انسان کو اس بڑے خطرے سے بچا سکتا ہے اور بچاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے آخر میں مومنوں کو اس لفظ کے ساتھ تسلّی دی کہ اللہ تعالیٰ سمیع ہے۔ اللہ تعالیٰ سننے والا ہے۔ پس اس کے دروازے کو کھٹکھٹاؤ اور اس کو پکارو اور مستقل مزاجی سے اس کو پکارو۔ اس کے حضور مستقل دعائیں کرتے ہوئے جھکے رہو تو وہ خدا جو علیم بھی ہے اپنے بندوں کے حالات کو جانتا ہے، جب وہ دیکھے گا کہ میرا بندہ حقیقت میں خالص ہو کر مجھے پکار رہا ہے تو پھر خدا ایسے مومن کے دل میں ایسی ایمانی قوت پیدا کر دے گا جس سے وہ شیطان کے حملے سے محفوظ ہو جائے گا۔ نیکیوں کے معیار بلند سے بلند تر کرنے کی توفیق مل جائے گی اور برائیوں سے بچنے کی اس میں طاقت پیدا ہو جائے گی۔

پس جب شیطان نے کہا تھا کہ تیرے خالص بندوں کے علاوہ سب میرے پیچھے چلیں گے تو ایک عقل رکھنے والے انسان کو سوچنے کی ضرورت ہے۔ ایک حقیقی مومن کو سوچنے کی ضرورت ہے کہ خالص بندے کس طرح بنیں۔ خالص بندے بننے کے لئے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایک نسخہ بتایا کہ فحشاء اور منکر سے یعنی ہر ایسی بات سے اپنے آپ کو بچاؤ جو بیہودہ اور لغو ہے۔ جو خدا تعالیٰ کو ناپسند ہے۔ اور جو فحشاء اور منکر سے بچے گا اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کا تزکیہ کرے گی۔ اور جس کا اللہ تعالیٰ تزکیہ کر دے وہ پاک ہو جاتا ہے اور ایسے پاکوں کے پاس پھر شیطان نہیں آتا۔

یہ بات بھی ہمیں یاد رکھنی چاہئے کہ شیطان کا حملہ ایک دم نہیں ہوتا۔ وہ آہستہ آہستہ حملہ کرتا ہے۔ کوئی چھوٹی سی برائی انسان کے دل میں ڈال کر یہ خیال پیدا کر دیتا ہے کہ اس چھوٹی سی برائی سے کیا فرق پڑتا ہے۔ یہ کون سا بڑا گناہ ہے۔ پھر یہ چھوٹی چھوٹی برائیاں بڑے گناہوں کی تحریک کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔ ضروری نہیں کہ ڈاکہ اور قتل ہی بڑے گناہ ہیں۔ کوئی بھی برائی جب معاشرے کا امن وسکون برباد کرے تو وہ بڑی برائی بن جاتی ہے۔ انسان کو یہ احساس مٹ جاتا ہے کہ وہ کیا کر رہا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر پاک ہونا ہے، اگر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنی ہے تو جہاں مستقل مزاجی سے برائیوں سے بچنے کی کوشش کرتے ہوئے شیطان کے قدموں پر چلنے سے بچنا ہے وہاں مستقل مزاجی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آ کر پاک ہونے کی کوشش کرنا بھی ضروری ہے اور مستقل اور ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کو پکارنے اور اس سے مدد مانگنا بھی ضروری ہے۔ اس کے بغیر انسان شیطان کے حملوں سے بچ نہیں سکتا۔

اب مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اقتباسات پیش کروں گا۔ بعض لوگوں کے دل میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو بنایا کیوں؟ پہلے ہی دن اس کی بیبا کی پر سزا دے کر اسے ختم کیوں نہ کر دیا؟ اگر پہلے ہی دن شیطان کو ختم کر دیا جاتا تو دنیا کے فساد ہی نہ ہوتے۔ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس پیش کرتا ہوں۔ اس سوال کے جواب میں کہ خدا نے شیطان کو کیوں بنایا، اس کو سزا کیوں نہ دی؟ آپ نے ایک جگہ فرمایا کہ اس کا جواب یہ ہے کہ:

’’یہ بات ہر ایک کو ماننی پڑتی ہے کہ ہر ایک انسان کے لئے دو جاذب موجود ہیں‘‘۔ (یعنی کھینچنے والی دو چیزیں موجود ہیں۔) ’’ایک جاذبِ خیر ہے جو نیکی کی طرف اس کو کھینچتا ہے۔ دوسرا جاذبِ شر ہے جو بدی کی طرف کھینچتا ہے۔ جیسا کہ یہ امر مشہود ومحسوس ہے کہ بسا اوقات انسان کے دل میں بدی کے خیالات پڑتے ہیں اور اس وقت وہ ایسا بدی کی طرف مائل ہوتا ہے کہ گویا اس کو کوئی بدی کی طرف کھینچ رہا ہے اور پھر بعض اوقات نیکی کے خیالات اس کے دل میں پڑتے ہیں اور اس وقت وہ ایسا نیکی کی طرف مائل ہوتا ہے کہ گویا کوئی اس کو نیکی کی طرف کھینچ رہا ہے۔ اور بسا اوقات ایک شخص بدی کر کے پھر نیکی کی طرف مائل ہوتا ہے اور نہایت شرمندہ ہوتا ہے کہ میں نے برا کام کیوں کیا۔ اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص کسی کو گالیاں دیتا اور مارتا ہے اور پھر نادم ہوتا ہے اور دل میں کہتا ہے کہ یہ کام میں نے بہت ہی بیجا کیا اور اس سے کوئی نیک سلوک کرتا ہے یا معافی چاہتا ہے۔‘‘ (برائی کا اسے احساس ہوتا ہے تو فرمایا) ’’سو یہ دونوں قسم کی قوتیں ہر ایک انسان میں پائی جاتی ہیں۔‘‘ (انسان کی فطرت ہے جو اللہ تعالیٰ نے بنائی ہے) اور شریعت اسلام نے نیکی کی قوت کا نام لِمّۂ مَلک رکھا ہے اور بدی کی قوت کو...... لِمّۂ شیطان سے موسوم کیا ہے‘‘۔ آپ فرماتے ہیں کہ ’’فلسفی لوگ تو صرف اس حد تک ہی قائل ہیں کہ یہ دونوں قوتیں ہر ایک انسان میں ضرور موجود ہیں‘‘ (یعنی بدی کی قوت بھی اور نیکی کی قوت بھی لیکن شریعت اسلام نے جو نیکی کی قوت ہے اس کو لِمّۂ مَلک کا نام دیا ہے اور بدی کی قوت کو لِمّۂ شیطان کا) آپ فرماتے ہیں کہ ’’فلسفی لوگ تو صرف اس حد تک ہی قائل ہیں کہ یہ دونوں قوتیں ہر ایک انسان میں ضرور موجود ہیں مگر خدا جو وراء الوراء اسرار ظاہر کرتا ہے۔‘‘ (بہت دور کے، بہت چھپے ہوئے بھید بھی بتاتا ہے) ’’اور عمیق اور پوشیدہ باتوں کی خبر دیتا ہے اس نے ان دونوں قوتوں کو مخلوق قرار دیا ہے۔ جو نیکی کا القاء کرتا ہے اس کا نام فرشتہ اور روح القدس رکھا ہے اور جو بدی کا القاء کرتا ہے اس کا نام شیطان اور ابلیس قرار دیا ہے۔‘‘ فرماتے ہیں کہ ’’مگر قدیم عقلمندوں اور فلاسفروں نے مان لیا ہے کہ القاء کا مسئلہ بیہودہ اور لغو نہیں ہے‘‘۔

یعنی یہ مسئلہ جو ہے بیہودہ نہیں اور یہ اس کو مانتے ہیں کہ یہ ایک صحیح چیز ہے کہ انسان کے دل میں برائی کی قوت بھی پیدا ہوتی ہے یا تحریک پیدا ہوتی ہے اور نیکی کی تحریک بھی پیدا ہوتی ہے۔ اس کی پھر آپ نے اس طرح وضاحت فرمائی ہے کہ:

’’یہ دونوں قوتیں جو ہر ایک انسان میں موجود ہیں خواہ تم ان کو یا دو قوتیں کہو اور یا روح القدس اور شیطان نام رکھو مگر بہرحال تم ان دونوں حالتوں کے وجود سے انکار نہیں کر سکتے اور ان کے پیدا کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا انسان اپنے نیک اعمال سے اجر پانے کا مستحق ٹھہر سکے۔ کیونکہ اگر انسان کی فطرت ایسی واقع ہوتی کہ وہ بہرحال نیک کام کرنے کے لئے مجبور ہوتا اور بدکام کرنے سے طبعاً متنفر ہوتا تو پھر اس حالت میں نیک کام کا ایک ذرہ بھی اس کو ثواب نہ ہوتا کیونکہ وہ اس کی فطرت کا خاصہ ہوتا۔ لیکن اس حالت میں کہ اس کی فطرت دو کششوں کے درمیان ہے اور وہ نیکی کی کشش کی اطاعت کرتا ہے اس کو اس عمل کا ثواب مل جاتا ہے۔‘‘

فرمایا کہ ’’بے شک انسان کے دل میں دو قسم کے القاء ہوتے ہیں۔ نیکی کا القاء اور بدی کا القاء۔ اب ظاہر ہے کہ یہ دونوں القاء انسان کی پیدائش کا جزو نہیں ہو سکتے۔‘‘ (یعنی پیدائش کے وقت یہ ان کا حصہ نہیں تھے) ’’کیونکہ وہ باہم متضاد ہیں‘‘ (آپس میں اختلاف رکھتے ہیں۔ بدی اور نیکی کا آپس میں اختلاف ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ بچپن سے ہی بچے کی فطرت میں نیکی اور بدی موجود ہے) فرمایا کہ یہ باہم متضاد ہیں’’ اور نیز انسان ان پر اختیار نہیں رکھتا۔ اس لئے ثابت ہوتا ہے کہ یہ دونوں القاء باہر سے آتے ہیں‘‘ (نیکی کا اثر بھی، بدی کا اثر بھی باہر سے انسان لیتا ہے۔ بچہ بھی جو آہستہ آہستہ نیکیوں میں بڑھتا ہے یا برائیوں میں بڑھتا ہے تو اس کا اثر باہر سے ہو رہا ہوتا ہے) فرمایا ’’اور انسان کی تکمیل ان پر موقوف ہے۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ ان دونوں قسم کے وجود یعنی فرشتہ اور شیطان کو ہندوؤں کی کتابیں بھی مانتی ہیں اور گبر بھی اس کے قائل ہیں‘‘ (یعنی وہ لوگ جو آتش پرست ہیں وہ لوگ بھی ان کے قائل ہیں) ’’بلکہ جس قدر خدا کی طرف سے دنیا میں کتابیں آئی ہیں سب میں ان دونوں وجودوں کا اقرار ہے۔ پھر اعتراض کرنا محض جہالت اور تعصب ہے۔ اور جواب میں اس قدر لکھنا بھی ضروری ہے کہ جو شخص بدی اور شرارت سے باز نہیں آتا وہ خود شیطان بن جاتا ہے جیسا کہ ایک جگہ خدا نے فرمایا ہے کہ انسان بھی شیطان بن جایا کرتے ہیں۔ اور یہ کہ خدا ان کو کیوں سزا نہیں دیتا‘‘ (اب سوال یہ اٹھتا ہے کہ جب بن گیا تو پھر ایسے لوگوں کو سزا کیوں نہیں دیتا) ’’اس کا جواب یہی ہے کہ شیطان کو سزا دینے کے لئے قرآن شریف میں وعدہ کا دن مقرر ہے۔ پس اس وعدہ کے دن کے منتظر رہنا چاہئے۔‘‘ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مَیں سزا دوں گا، ضرور دوں گا۔ کب؟ اس دنیا میں یا اگلے جہان میں جو بھی دن مقرر ہے اس دن اس کو سزا مل جائے گی) ’’کئی شیطان خدا کے ہاتھ سے سزا پا چکے اور کئی پائیں گے۔‘‘ (چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 294-293)

پھر اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ کون کون سی چیزیں ہیں جن کی طرف شیطان بلاتا ہے۔ کون سے انسان شیطان کے قدموں پر چلنے والے ہیں اور کون سی چیزیں ہیں جن کو حاصل کر کے انسان شیطان کے قدموں پر چلنے سے بچتا ہے۔ اس بارے میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’شیطان جھوٹ، ظلم، جذبات، خون، طُولِ اَمل، رِیا اور تکبر کی طرف بلاتا ہے اور دعوت کرتا ہے۔‘‘ (تکبر کی طرف بلاتا ہے اور دعوت کرتا ہے یعنی کہ بڑے چاؤ سے بڑی محبت سے بلاتا ہے۔ تمہیں دعوت دیتا ہے کہ آؤ ان برائیوں کی طرف۔) ’’اس کے بالمقابل اخلاق فاضلہ صبر، محویت، فنافی اللہ، اخلاص، ایمان، فلاح یہ اللہ تعالیٰ کی دعوتیں ہیں۔‘‘ (ایک طرف شیطان دعوت دے رہا ہے۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ ان نیکیوں کی دعوت دے رہا ہے۔ ’’انسان ان دونوں تجاذب میں پڑا ہوا ہے‘‘۔ (یعنی دونوں قسم کی جو کششیں ہیں، کھینچنے والی چیزیں ہیں ان دونوں میں پڑا ہوا ہے۔) ’’پھر جس کی فطرت نیک ہے اور سعادت کا مادہ اس میں رکھا ہوا ہے وہ شیطان کی ہزاروں دعوتوں اور جذبات کے ہوتے ہوئے بھی اس فطرت رشید سعادت اور سلامت روی کے مادہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑتا ہے۔‘‘ (یعنی جس طرح مرضی بلائے پھر۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے سعادت کا مادہ رکھا ہوا ہے وہ اپنی سعادت کی فطرت سے اور اس کی

برکت سے پھر وہ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف جھکتا بھی ہے جب انسان ایسی فطرت رکھنے والا ہو تو اللہ تعالیٰ پھر اسے اتنی توفیق دیتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑتا ہے بجائے شیطان کی طرف دوڑنے کے۔'' اور خدا ہی میں اپنی راحت تسلی اور اطمینان کو پاتا ہے۔''

پھر آپ نے فرمایا کہ:

''ہر چیز کے لئے نشانات ضرور ہوتے ہیں جب تک اس میں وہ نشان نہ پائے جاویں وہ معتبر نہیں ہوسکتی۔ دیکھو دواؤں کی طبیب شناخت کر لیتا ہے۔ بنفشہ، خیار شنبر ترنجبین اگر وہ صفات نہ پائے جائیں (یہ تمام ایسے پھل ہیں یا بوٹیاں ہیں جن سے دوائیں بنتی ہیں۔ فرمایا کہ) اگر وہ صفات ان میں نہ پائی جائیں جو ایک بڑے تجربے کے بعد ان میں متحقق ہوئے ہیں (ثابت ہوئے ہیں کہ یہ صفات ان میں پائے جاتے ہیں کہ ان سے بعض بیماریوں کو شفا ملتی ہے۔ اگر پتا لگ جائے کہ یہ خصوصیات نہیں) تو طبیب ان کو ردی کی طرح پھینک دیتا ہے۔ اسی طرح پر ایمان کے نشانات ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا بار بار اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔ یہ سچی بات ہے کہ جب ایمان انسان کے اندر داخل ہو جاتا ہے تو اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کی عظمت یعنی جلال، تقدس، کبریائی، قدرت اور سب سے بڑھ کر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کا حقیقی مفہوم داخل ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے اندر سکونت اختیار کرتا ہے اور شیطانی زندگی پر ایک موت وارد ہو جاتی ہے اور گناہ کی فطرت مر جاتی ہے۔'' (یہ فطرت کی وہ سعادت ہے کہ اگر صحیح ایمان ہے تو پھر گناہ کی فطرت مر جاتی ہے۔) ''اس وقت ایک نئی زندگی شروع ہوتی ہے اور وہ روحانی زندگی ہوتی ہے یا یہ کہو کہ آسمانی پیدائش کا پہلا دن وہ ہوتا ہے جب شیطانی زندگی پر موت وارد ہوتی ہے۔ اور روحانی زندگی کا تولّد ہوتا ہے''۔ (ملفوظات جلد2 صفحہ 169۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

تو یہی وہ وقت ہوتا ہے جب انسان پھر خدا تعالیٰ کا ہوتا ہے۔

پھر تکبر اور شیطان کے تعلق کو بیان فرماتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ:

''سب سے اول آدم نے بھی گناہ کیا تھا۔ (مذہب کی تاریخ میں آدم کے گناہ کا ذکر ملتا ہے) اور شیطان نے بھی (کیا تھا۔ گناہ دو تھے۔ ایک آدم نے کیا۔ ایک شیطان نے۔) مگر آدم میں تکبر نہ تھا اس لئے خدا تعالیٰ کے حضور اپنے گناہ کا اقرار کیا اور اس کا گناہ بخشا گیا۔ اسی سے انسان کے واسطے توبہ کے ساتھ گناہوں کے بخشا جانے کی امید ہے۔'' (تکبر نہ ہو، گناہوں کا اقرار ہو، انسان توبہ کرے۔ اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہے تو بخشا جاتا ہے اور یہ امید پیدا ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ بخش دے گا۔) ''لیکن شیطان نے تکبر کیا اور وہ ملعون ہوا۔ جو چیز کہ انسان میں نہیں،'' (جس کی انسان میں طاقت ہی نہیں)۔ آپ فرماتے ہیں۔ ''متکبر آدمی خواہ مخواہ اپنے لئے اس چیز کے دعوے کے واسطے تیار ہو جاتا ہے۔'' (اتنی طاقت ہی نہیں تمہیں کہ تم تکبر کرو۔ کہاں تک جا سکتے ہو۔ کتنے اونچے ہو سکتے ہو۔ جب یہ طاقت ہی اتنی نہیں کہ ہر کچھ حاصل کرو تو پھر تکبر کیسا۔ فرمایا کہ متکبر آدمی خواہ مخواہ اپنے لئے اس چیز کے دعوے کے واسطے تیار ہو جاتا ہے جو اس کے پاس ہے ہی نہیں۔) ''انبیاء میں بہت سے ہنر ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک ہنر سلب خودی کا ہوتا ہے'' (کہ اپنی خودی کو ختم کر لیتے ہیں۔) ''ان میں خودی نہیں رہتی۔ وہ اپنے نفس پر ایک موت وارد کر لیتے ہیں۔ کبریائی خدا کے واسطے ہے۔ جو لوگ تکبر نہیں کرتے اور انکساری سے کام لیتے ہیں وہ ضائع نہیں ہوتے۔''

(ملفوظات جلد9 صفحہ 281۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس تکبر سے بچو۔ یہ وہ خصوصیت ہے جو ایک مومن کو اختیار کرنی چاہئے ورنہ وہ شیطان کے قدموں پر چلنے والا ہے۔ تکبر کو بعض دفعہ انسان محسوس نہیں کرتا۔ اس لئے بڑی باریکی سے اس بارے میں ہمیں اپنے جائزے لینے چاہئیں۔

شیطان کس کس طرح انسان کو اپنے قابو میں کرنے کے حیلے کرتا ہے؟ اس بارے میں ایک جگہ بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ گناہ والا کوئی کام انسان نہ کرے۔ فرمایا کہ ''اگر انسان کے افعال سے گناہ دُور ہو جاوے'' (یعنی کوئی کام ایسا نہ کرے جو گناہ والا ہے کوئی اس کا فعل ایسا نہ ہو جس کو کہا جائے کہ یہ گناہ ہے) تو شیطان چاہتا ہے۔ (کیا چاہتا ہے شیطان) کہ آنکھ کان ناک تک ہی رہے۔'' اگر ظاہری طور پر کوئی عمل گناہ کرنے والا نہ ہو تب بھی شیطان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ انسان کی آنکھ میں بیٹھا رہے، کان میں بیٹھا رہے، ناک میں بیٹھا رہے۔) فرمایا کہ ''اور جب وہاں بھی اسے قابو نہیں ملتا تو پھر وہ یہاں تک کوشش کرتا ہے کہ اور نہیں تو دل ہی میں گناہ (بیٹھا) رہے۔'' (ظاہری گناہ بعض لوگ نہیں کرتے۔ بڑے گناہ نہیں کرتے یا چھوٹے گناہ بھی نہیں کرتے۔ بعضوں کے حالات میں موقع ہی نہیں ملتا یا ایسی وجہ ہی نہیں بنتی کہ گناہ کریں یا کسی خوف سے نہیں کرتے۔ ظاہری طور پر عملاً کوئی گناہ نہیں لیکن شیطان پھر بھی یہ کوشش کرتا رہتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ سے تعلق نہیں ہے تو کسی نہ کسی ذریعہ سے اس کے اندر گناہ کا بیج رکھے اور اس کے دل میں بیٹھ جائے۔) فرمایا کہ ''گویا شیطان اپنی لڑائی کو اختتام تک پہنچاتا ہے۔ مگر جس دل میں خدا کا خوف ہے وہاں شیطان کی حکومت نہیں چل سکتی۔'' (اگر خدا کا خوف ہو تو پھر دل میں سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کہ گناہ کا بیج بھی شیطان رکھ سکے۔) فرمایا کہ ''شیطان آخر اس سے مایوس ہو جاتا ہے اور الگ ہوتا ہے اور اپنی بڑائی میں ناکام و نامراد ہو کر اسے اپنا بوریا بستر باندھنا پڑتا ہے۔'' (پھر بیچارہ وہاں سے چلا جاتا ہے۔) (ملفوظات جلد3 صفحہ 401,402۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس اصل چیز یہی ہے کہ خدا کا خوف انسان کے دل میں رہے۔ خدا کا خوف ہوگا تو پھر بہت ساری برائیوں سے انسان بچتا ہے۔ ایک چور بھی چوری کرتا ہے۔ اگر اس کو یہ پتا لگ جائے کہ اس کو کوئی بچہ بھی دیکھ رہا ہے تو اس بچہ کا بھی اسے خوف ہوتا ہے۔ پس جب تک یہ ہمارے دلوں میں نہیں ہوگا کہ ہم کوئی بھی عمل کرتے ہوئے یا ہر وقت ذہن میں یہ رکھیں کہ خدا ہمارے ہر عمل کو دیکھ رہا ہے تو اس وقت تک انسان گناہوں سے نہیں بچ سکتا۔

بعض دفعہ شیطان نیکیوں کے خیالات ڈال کر بھی اپنے پیچھے چلاتا ہے۔ ایک مرتبہ ایک مجلس میں الہامات اور حدیث النفس میں امتیاز کے بارے میں ذکر تھا۔ الہامات کے متعلق یہ ذکر تھا کہ اس میں بہت مشکلات پڑتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ''بعض لوگ حدیث النفس اور شیطان کے القاء کو الہام الٰہی سے تمیز نہیں کر سکتے۔'' (نفس کی باتیں ہوتی ہیں۔ شیطان کا القاء ہوتا ہے۔ اس کو سمجھتے ہیں کہ الہام الٰہی ہے) ''اور دھوکہ کھا جاتے ہیں۔'' ''خدا کی طرف سے جو بات آتی ہے وہ پُر شوکت اور لذیذ ہوتی ہے۔ دل پر ایک ٹھوکر مارنے والی ہوتی ہے۔ وہ خدا کی انگلیوں سے نکلی ہوئی ہوتی ہے۔ اس کا ہم وزن کوئی نہیں۔ وہ فولاد کی طرح گرنے والی ہوتی ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْکَ قَوْلًا ثَقِیْلًا (المزمل:6)۔ (یعنی یقیناً ہم تجھ پر ایک کلام اتاریں گے جو بہت بھاری ہے۔) ثقیل کے یہی معنی ہیں۔ مگر شیطان اور نفس کا القاء ایسا نہیں ہوتا۔ حدیث النفس اور شیطان گویا ایک ہی ہیں۔ (نفس کی باتیں ہیں۔ اور شیطان کے القاء ہیں۔ یہ ایک ہی چیز ہے۔) انسان کے ساتھ دو قوتیں ہیں جو ہمیشہ لگی رہی ہیں ایک فرشتے اور دوسرے شیطان۔ گویا اس کی ٹانگوں میں دو رسّے پڑے ہوئے ہیں۔ فرشتہ نیکی میں ترغیب اور مدد دیتا ہے جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے اَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ (المجادلة:23) (یعنی اپنا کلام بھیج کر ان کی مدد کی) اور شیطان بدی کی طرف ترغیب دیتا ہے جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے یُوَسْوِسُ۔ ان دونوں کا انکار نہیں ہو سکتا۔ ظلمت اور نور ہر دو ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ عدم علم سے عدم شئے ثابت نہیں ہو سکتا۔'' (یعنی ان میں یہ نہیں ہے کہ اگر کسی بات کا علم نہیں تو وہ چیز ہی موجود نہیں ہے۔) فرمایا کہ ''ماسوائے اس عالم کے اور ہزاروں عجائبات ہیں۔'' (یہ دنیا جو اللہ تعالیٰ کی یہ کائنات ہے، ایک عجوبہ ہے، اس کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ کے ہزاروں عجائبات ہیں۔)

فرمایا کہ ''قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ میں شیطان کے ان وساوس کا ذکر ہے جو کہ وہ لوگوں کے درمیان ان دنوں ڈال رہا ہے۔ (خاص طور پہ یہ دن جو ہیں، یہ زمانہ جو ہے جس کو جدید زمانہ کہا جاتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کو انسان بھول رہا ہے، وہ شیطان ہی دلوں میں وسوسے ڈال رہا ہے۔) فرمایا کہ ''بڑا وسوسہ یہ ہے کہ ربوبیت کے متعلق غلطیاں ڈالی جائیں۔ جیسا کہ امیر لوگوں کے پاس بہت مال و دولت دیکھ کر انسان کہے کہ یہی پرورش کرنے والے ہیں۔'' (یہی میرا سب کچھ ہیں۔)

پھر اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ شیطان کس طرح وسوسہ ڈالتا ہے۔ ایک مثال تو پہلے دے دی اور اس وسوسے سے کس طرح بچنا ہے کہ یہ امیر لوگ ہماری ضروریات پوری کرنے والے ہیں یا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور ہستی بھی ہے جو ہماری ضروریات پوری کر سکتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ''اس واسطے حقیقی ربّ الناس کی پناہ چاہنے کے واسطے فرمایا۔'' (اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ دعا کرو کہ میں حقیقی ربّ الناس جو ہے اُس کی پناہ میں رہوں۔) ''پھر دنیاوی بادشاہوں اور حاکموں کو انسان مختارِ مطلق کہنے لگ جاتا ہے۔ اس پر فرمایا کہ مَالِکِ النَّاس۔ اللہ ہی ہے۔ پھر لوگوں کے وساوس کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ مخلوق کو خدا کے برابر ماننے لگ پڑتے ہیں اور ان سے خوف و رجاء رکھتے ہیں۔ اس واسطے اِلٰهِ النَّاسِ فرمایا۔ (تمہارا معبود اللہ تعالیٰ ہے۔) یہ تین وساوس ہیں۔ ان کے دُور کرنے کے واسطے یہ تین تعویذ ہیں (جو سورۃ الناس میں بیان کئے گئے ہیں) اور ان وساوس کے ڈالنے والا وہی خنّاس ہے (یعنی شیطان ہے) جس کا نام توریت میں زبان عبرانی کے اندر نحاش آیا ہے جو حوّا کے پاس آیا تھا۔ چھپ کر حملہ کرنے والا۔ اس سورۃ میں اسی کا ذکر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دجال بھی جبر نہیں کرے گا بلکہ چھپ کر حملہ کرے گا تا کہ کسی کو خبر نہ ہو۔'' (یہ دنیا کی جو چکا چوند ہے۔ آجکل جو نئی ایجادات ہیں یا آجکل کی تعلیم کے بہانے سے اللہ تعالیٰ سے دُوری اور مذہب سے دُوری کی طرف جو توجہ دلائی جاتی ہے اور اس میں حکومتیں بھی شامل ہیں، بڑی بڑی تنظیمیں بھی شامل ہیں کہ انسانی حقوق کے نام پر بعض باتیں کی جاتی ہیں کہ یہ دیکھو مذہب تمہیں ان باتوں کا پابند کرتا ہے حالانکہ انسانی حقوق کا تقاضا ہے کہ انسان کو مکمل آزادی ہو۔ تو یہ چیزیں آہستہ آہستہ دلوں میں ڈالی جاتی ہیں اور اس زمانے میں یہ چیزیں شیطان بھی کر رہا ہے اور اس میں حکومتیں بھی شامل ہیں۔ بڑی بڑی جو ہیومن رائٹس (Human Rights) کے نام پر یا ویمن رائٹس (Women Rights) کے نام پر، حقوق نسواں کے نام پر یا جیسا کہ پہلے مَیں نے کہا انسانی حقوق کے نام پر جو تنظیمیں ہیں یہ سب شامل ہیں۔ جہاں وہ دین سے ہٹانے کی کوشش کریں وہاں ہر ایک کو سمجھ لینا چاہئے، ہر احمدی کو

سمجھ لینا چاہئے، ہر مومن کو سمجھ لینا چاہئے کہ یہاں ہم پر شیطان کا حملہ ہونے والا ہے اور یہ دجّالی قوتیں ہیں جو ہم پر حملہ کر رہی ہیں۔)

اور پھر فرمایا کہ ’’یہ غلط ہے کہ شیطان خود حوّا کے پاس گیا ہو بلکہ جیسا کہ اب چھپ کر آتا ہے ویسا ہی تب بھی چُھپ کر گیا تھا۔‘‘ (کوئی وجود نہیں تھا، کوئی شخص نہیں تھا جو حوّا کے پاس گیا تھا اور اسی طرح وسوسے ڈالے تھے۔) فرمایا ’’کسی آدمی کے اندر وہ اپنا خیال بھر دیتا ہے اور وہ اس کا قائمقام ہو جاتا ہے۔ کسی ایسے مخالف دین کے دل میں شیطان نے یہ بات ڈال دی تھی۔ اور وہ بہشت جس میں حضرت آدم رہتے تھے وہ بھی زمین پر ہی تھا (کوئی فضا میں نہیں تھا۔) کسی بد نے ان کے دل میں وسوسہ ڈال دیا۔

قرآن شریف کی پہلی ہی سورۃ میں جو اللہ تعالیٰ نے تاکید فرمائی ہے کہ مغضوب علیھم اور ضالّین لوگوں میں سے نہ بننا۔ یعنی اے مسلمانو! تم یہود اور نصاریٰ کے خصائل کو اختیار نہ کرنا۔ اس میں سے بھی ایک پیشگوئی نکلتی ہے کہ بعض مسلمان ایسا کریں گے۔ یعنی ایک زمانہ آوے گا کہ ان میں سے بعض یہود اور نصاریٰ کے خصائل اختیار کریں گے کیونکہ حکم ہمیشہ ایسے امر کے متعلق دیا جاتا ہے جس کی خلاف ورزی کرنے والے بعض لوگ ہوتے ہیں۔‘‘ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 245-244۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر ایک موقع پر اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ دین کو ہر حال میں دنیا پر مقدم کرنا چاہئے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ’’دیکھو دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ جو اسلام قبول کر کے دنیا کے کاروبار اور تجارتوں میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ شیطان ان کے سر پر سوار ہو جاتا ہے۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ تجارت کرنی منع ہے۔ نہیں۔ صحابہ تجارتیں بھی کرتے تھے مگر وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتے تھے۔ انہوں نے اسلام قبول کیا تو اسلام کے متعلق سچا علم جو یقین سے ان کے دلوں کو لبریز کر دے انہوں نے حاصل کیا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ کسی میدان میں شیطان کے حملے سے نہیں ڈگمگائے۔ کوئی امر ان کو سچائی کے اظہار سے نہیں روک سکا۔ میرا مطلب اس سے صرف یہ ہے کہ جو بالکل دنیا ہی کے بندے اور غلام ہو جاتے ہیں گویا دنیا کے پرستار ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں پر شیطان اپنا غلبہ اور قابو پا لیتا ہے۔ دوسرے وہ لوگ ہوتے ہیں جو دین کی ترقی کی فکر میں ہو جاتے ہیں۔ یہ وہ گروہ ہوتا ہے جو حزب اللہ کہلاتا ہے اور جو شیطان اور اس کے لشکر پر فتح پاتا ہے۔ مال چونکہ تجارت سے بڑھتا ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے بھی طلب دین اور ترقی دین کی خواہش کو ایک تجارت ہی قرار دیا ہے۔‘‘ (یعنی دین کی طلب جو ہے اور اس میں ترقی یہ بھی ایک تجارت ہے۔ مال جو عام دنیاوی مال ہے وہ تو دنیا میں رہ جاتا ہے لیکن یہ مال، یہ تجارت آئندہ زندگی میں کام آنے والی ہے۔) ’’چنانچہ فرمایا ہے هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ (الصف:11)‘‘ (کیا مَیں تمہیں ایک ایسی تجارت کی خبر دوں جو تم کو دردناک عذاب سے بچا لے گی۔) فرمایا کہ ’’سب سے عمدہ تجارت دین کی ہے جو دردناک عذاب سے نجات دیتی ہے۔ اپنی جماعت کو فرمایا کہ پس مَیں بھی خدا تعالیٰ کے ان ہی الفاظ میں تمہیں یہ کہتا ہوں کہ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ (الصف:11)۔‘‘ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 194-193۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس ہمیں ایسی تجارت کرنی چاہئے، ان راستوں پر چلنے کی کوشش کرنی چاہئے جن کی طرف زمانے کے امام اور اللہ تعالیٰ کے فرستادے اور مسیح موعود اور مہدی معہود ہمیں بلا رہے ہیں تا کہ شیطان کے قدموں پر چلنے سے ہم بچیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرتے ہوئے دردناک عذاب سے بچیں۔

پھر اس طرف توجہ دلاتے ہوئے کہ مخفی گناہوں سے بچو، حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:
’’جب کوئی مصائب میں گرفتار ہوتا ہے تو قصور آخر بندے کا ہی ہوتا ہے۔‘‘ (مصیبتوں میں گرفتار ہونے کے بعد یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مصیبت آ گئی۔ نہیں۔ قصور بندے کا ہوتا ہے۔) ’’خدا تعالیٰ کا تو قصور نہیں۔ بعض لوگ بظاہر بہت نیک معلوم ہوتے ہیں اور انسان تعجب کرتا ہے کہ اس پر کوئی تکلیف کیوں وارد ہوئی یا کسی نیکی کے حصول سے یہ کیوں محروم رہا لیکن دراصل اس کے مخفی گناہ ہوتے ہیں جنہوں نے اس کی حالت یہاں تک پہنچائی ہوئی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ چونکہ بہت معاف کرتا ہے اور درگذر فرماتا ہے اس واسطے انسان کے مخفی گناہوں کا کسی کو پتا نہیں لگتا۔ مگر مخفی گناہ دراصل ظاہر کے گناہوں سے بدتر ہوتے ہیں۔ گناہوں کا حال بھی بیماریوں کی طرح ہے۔ بعض موٹی بیماریاں ہیں‘‘ (یعنی ظاہر کی بیماری) ’’ہر ایک شخص دیکھ لیتا ہے کہ فلاں بیمار ہے۔ مگر بعض ایسی مخفی بیماریاں ہیں کہ بسا اوقات مریض کو بھی معلوم نہیں ہوتا کہ مجھے کوئی خطرہ دامن گیر ہو رہا ہے۔ ایسا ہی تپ دق ہے کہ ابتدا میں اس کا پتا بعض دفعہ طبیب کو بھی نہیں لگ سکتا یہاں تک کہ بیماری خوفناک صورت اختیار کرتی ہے۔‘‘ (بعض دفعہ یہ ہوتا ہے کہ آخری سٹیج پر جا کر پتا چلتا ہے۔ بعض دفعہ کینسر کے مریض ہیں۔ اچھا بھلا صحت مند انسان بظاہر لگ رہا ہوتا ہے اور ایک دم پتا لگتا ہے کہ کینسر ہے اور ایسی سٹیج پر چلا گیا ہے جہاں اب کوئی علاج نہیں۔ پھیل چکا ہے اور مہینے کے اندر اندر انسان ختم ہو جاتا ہے۔ پس فرمایا کہ جس طرح بیماری کا پتا نہیں لگتا) ’’ایسا ہی انسان کے اندرونی گناہ ہیں جو رفتہ رفتہ اسے ہلاکت تک پہنچا دیتے ہیں۔ خدا تعالیٰ اپنے فضل سے رحم کرے۔ قرآن شریف میں آیا ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا (الشمس:10) کہ اس نے نجات پائی جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا۔ لیکن تزکیۂ نفس بھی ایک موت ہے۔ جب تک کہ کُل اخلاق رذیلہ کو ترک نہ کیا جاوے تزکیۂ نفس کہاں حاصل ہوتا ہے۔‘‘ (جتنے بیہودہ گندے گھٹیا اخلاق ہیں جب تک ان کو ترک نہیں کرو گے جن پہ شیطان چلانا چاہتا ہے۔ فحشاء اور منکر پر چلانا چلاتا ہے۔ منکر کا مطلب ہی یہی ہے کہ ہر ایسی چیز جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے وہ منکر ہے۔ جب تک کُل اخلاق رذیلہ کو ترک نہ کیا جاوے تزکیۂ نفس کہاں حاصل ہو سکتا ہے۔) ’’ہر ایک شخص میں کسی نہ کسی شر کا مادہ ہوتا ہے وہ اس کا شیطان ہوتا ہے جب تک کہ اس کو قتل نہ کرے کام نہیں بن سکتا۔‘‘

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 281-280۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے کہ ہمیں ہر وقت اللہ تعالیٰ کی پناہ کی ضرورت ہے اور اپنے جائزے لیتے رہنے کی ضرورت ہے۔

شیطان کو مارنے کے لئے کیا اور کس طرح ہمیں قدم اٹھانا چاہئے اس بارے میں ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ’’پیغمبر الوہیت کے مظہر اور خدا نما ہوتے ہیں۔ پھر سچا مسلمان اور معتقد وہ ہوتا ہے جو پیغمبروں کا مظہر بنے۔ صحابہ کرام نے اس راز کو خوب سمجھ لیا تھا اور وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں ایسے گم ہوئے اور کھوئے گئے کہ ان کے وجود میں اور کچھ باقی رہا ہی نہیں تھا۔ جو کوئی ان کو دیکھتا تھا ان کو محویت کے عالم میں پاتا تھا‘‘۔ (اللہ تعالیٰ کے قرب کو پانے میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ کو اپنانے میں ڈوبے ہوئے تھے۔) ’’پس یاد رکھو کہ اس زمانے میں بھی جب تک وہ محویت اور وہ اطاعت میں گمشدگی پیدا نہ ہوگی جو صحابہ کرام میں پیدا ہوئی تھی مریدوں معتقدوں میں داخل ہونے کا دعویٰ تب ہی سچا اور بجا ہوگا۔ یہ بات اچھی طرح پر اپنے ذہن نشین کر لو کہ جب تک یہ نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ تم میں سکونت کرے اور خدا تعالیٰ کے آثار تم میں ظاہر ہوں اس وقت تک شیطانی حکومت کا عمل و دخل موجود ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 169-168۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کا بننے کی کوشش کریں۔ تمام فحشاء اور منکر سے بچیں۔ تمام قسم کی برائیوں سے بچیں۔ ہر قسم کے تکبر سے بچیں۔ اپنے نفس کے تزکیہ کی کوشش کرتے رہیں تا کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔ ہمیشہ ہماری نظر خدا تعالیٰ پر ہو اور وہی ہمارا رب رہے۔ ہمیشہ اسی کی مالکیت ہمارے دلوں پر قبضہ جمائے رکھے۔ وہی ہمارا معبود رہے اور اس کو ہم ہمیشہ پکارنے والے بنے رہیں اور شیطان کے قدموں پر چلنے سے بچتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے بیلجیم میں ہونے والے حالیہ دہشتگردی کے واقعات کی شدید مذمّت اور متأثرین کے لئے دعا

(پریس ریلیز) عالمگیر جماعت احمدیہ مسلمہ کے پانچویں خلیفہ حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے برسلز (بیلجیم) میں 22 مارچ 2016ء کو ہونے والے دہشتگردی کے حملوں کی پُرزور مذمّت کی ہے اور ان حملوں کے متاثرین سے گہری ہمدردی کرتے ہوئے ان کے لئے دعا کی ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے اپنے پیغام میں فرمایا ہے کہ عالمگیر جماعت احمدیہ مسلمہ کی جانب سے برسلز میں دہشتگردوں کی جانب سے ہونے والے حالیہ بہیمانہ حملوں پر مَیں بیلجین لوگوں سے کہتا ہوں کہ دُکھ کی اس گھڑی میں دل کی گہرائیوں سے ہم اُن کے ساتھ ہیں اور ان وحشیانہ اور ظالمانہ حملوں کی قطعی طور پر پُرزور مذمّت کرتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ کسی قسم کے حالات میں بھی اسلام دہشتگردی کے ایسے واقعات یا معصوم لوگوں کو قتل کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ درحقیقت قرآن پاک فرما چکا ہے کہ ’’بلاوجہ ایک معصوم جان کا قتل ساری انسانیت کے قتل کے مترادف ہے‘‘۔ تاہم جنہوں نے بھی اسلام کے نام پر اس سفّاکانہ جرم کا ارتکاب کیا ہے ان کے پاس اپنے اس فعل کا ہرگز کوئی جواز نہیں ہے۔ وہ اسلام کو بدنام کر رہے ہیں اور امن عالم کو تباہ کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ہمارے دل کی گہرائیوں سے اُٹھتی ہوئی دعائیں اُن متأثرین کے لئے ہیں جو اِن حملوں کا نشانہ بنے ہیں یا کسی بھی طور پر متأثر ہوئے ہیں۔ اللہ کرے کہ اس برائی کے مرتکب افراد کو سزادہی کے لئے جلد انصاف کے کٹہرے میں لایا جائے۔

حضور انور ایدہ اللہ کا انگریزی پیغام حسب ذیل تھا:

“On behalf of the Ahmadiyya Muslim Community worldwide, I express my deepest sympathies and condolences to the Belgian people following the barbaric terrorist attacks that have taken place in Brussels. Such heinous and utterly inhumane attacks must be condemned in the strongest possible terms.

Under no circumstances does Islam permit terrorism of any kind or the murder of innocent people. In fact, the Holy Quran has said that to kill even one innocent person is akin to killing all of mankind. Therefore, those who commit such atrocities in the name of Islam can never find any justification. They are defaming Islam and destroying the peace of the world.

Our heartfelt prayers are with the victims of these attacks and all those who have been affected. May the perpetrators of this evil act be promptly brought to justice.”

تنزانیہ(مشرقی افریقہ)کے صوبہ مبیا(MBEYA)کی پہلی ''مسجد ناصر''اور نئے مشن ہاؤس کاافتتاح

ڈسٹرکٹ ڈپٹی کمشنر،اہل سنت کے صوبائی امام ودیگر معززین علاقہ کی شرکت۔

الیکٹرانک وپرنٹ میڈیا کے ذریعہ مسجد کے افتتاح اور جماعت کے تعارف کی وسیع پیمانے پر تشہیر۔

☆......میں اپنی زندگی میں پہلی بار کسی مسجد میں داخل ہوا ہوں۔(ایک عیسائی پادری) ☆......امن وسکون پھیلانے کے لئے ہماری خواہش وکوشش ایسی ہی ہونی چاہئے جیسی کہ جماعت کے مقدس بانی حضرت مرزا غلام احمد (علیہ السلام) کی تھی۔یہی وہ جماعت ہے جو محبتیں پھیلا رہی ہے اور اپنی تمام تر طاقت سے نفرتیں ختم کرنے کا کام کر رہی ہے۔(ڈسٹرکٹ کمشنر آف مبیا ٹاؤن NYEREMBE D. MUNASA) ☆......مَیں جماعتی کتب کا مطالعہ کرتا ہوں،آپ بھی پڑھیں۔(اہل سنت کے سرکاری صوبائی امام SHEIKH MOHAMMED MWANSASU) ☆......یہ مسجد مبیا شہر میں ایک نئی روشنی کی علامت ہے اور ترقی کا نشان۔(مہمان خصوصی ڈسٹرکٹ کمشنر آف MBOZI، AHMAD NAMOHE)

کریم الدین شمس صوبائی مبلغ Mbeya۔تنزانیہ

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جماعت احمدیہ مسلمہ کو مشرقی افریقہ کے ملک تنزانیہ کے تیسرے بڑے صوبہ MBEYA کے مرکز میں یعنی مبیا شہر میں ایک خوبصورت اور وسیع وعریض مسجد کی تعمیر کی توفیق ملی ہے۔یہ صوبہ تنزانیہ کے مرکزی شہر دارالسلام کے جنوب مغرب میں 825 کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔اور سطح سمندر سے 5500 فٹ کی بلندی پر واقع سرسبز وشاداب اور بلند وبالا پہاڑی سلسلہ میں گھرا ہوا ہے۔زمین کی زرخیزی اور بارشوں کی کثرت نے اس صوبہ کو مکئی، چاول، کیلا، بینز، آلو، سویا بینز اور گندم کی فصل کی کاشت کا سب سے بڑا صوبہ بنا دیا ہے۔کل آبادی 2.7 ملین ہے۔لوگوں کی زیادہ تر آبادی Wasafwa اور Wanyakyusa قبائل سے تعلق رکھتی ہے، جن کی معیشت کا زیادہ تر انحصار کاشتکاری پر ہے۔آبادی کی اکثریت رومن کیتھولک عیسائی ہے مگر عیسائیوں کے متعدد فرقے یہاں موجود ہیں یہی وجہ ہے کہ اس صوبہ میں تنزانیہ کے کسی بھی دوسرے صوبہ سے زیادہ گرجا گھر موجود ہیں۔ایک اندازے کے مطابق تین صد سے زائد گرجا گھر مبیا میں موجود ہیں جبکہ مساجد کی تعداد صرف تیس کے قریب ہے۔مسلمانوں میں سنّی، اہلحدیث اور شیعہ کے مختلف فرقے اور اس دَور میں اسلام کے حقیقی وارث احمدی موجود ہیں۔ہندو اور سکھ بھی معمولی سی تعداد میں ہیں۔

مبیا میں جماعت کا قیام

مبیا شہر میں جماعت کی ابتداء 1983/84ء میں چند احمدی گھروں کے یہاں آکر آباد ہونے سے ہوئی جن میں سے بعض روزگار کی تلاش میں اور بعض سرکاری ملازم ہونے کے باعث اپنے تبادلے کی وجہ سے یہاں آئے تھے۔ان احباب میں سے ایک معروف اور نہائت مخلص احمدی ڈاکٹر عیدی ابراہیم موائنگا صاحب ہیں جنہوں نے یہاں آتے ہی موجود دو تین احمدی گھرانوں کو اکٹھا کر کے جماعت کی شکل دی۔آپ لمبے عرصہ سے ریجنل صدر بھی ہیں۔نیز مکرم حسن موری صاحب کا ذکر بھی ضروری ہے۔آغاز میں ان کے گھر میں ایک عرصہ تک نمازیں اور دیگر جماعتی کام ادا ہوتے رہے۔موجودہ مسجد بھی ان کے محلّہ میں ہی بنی ہے۔اسی طرح مکرم Ambari Mpulaki صاحب بھی پرانے احمدیوں میں سے ہیں۔

سال 2005ء میں اس شہر میں باقاعدہ مشن اور نماز سنٹر کی ابتدا ایک گھر کی خرید سے ہوئی جس کے لئے اس وقت کے امیر ومشنری انچارج مکرم فیض احمد زاہد صاحب نے خصوصی کوشش کی اور مرکز کی منظوری سے یہ گھر 5.5 ملین تنزانین شلنگز میں خریدا۔2005ء تا نومبر 2015ء یہی گھر جماعتی سرگرمیوں کا مرکز رہا۔گھر کا ایک حصہ نماز سنٹر جبکہ دوسرا حصہ مبلغ سلسلہ کی رہائش کا کام دیتا رہا۔

اس صوبہ میں خدمت سلسلہ کی توفیق پانے والے ابتدائی مبلغین بالترتیب مکرم عیسیٰ کنیاٹا مرحوم، مکرم فرید احمد تبسم، مکرم مبارک احمد مرحوم، مکرم خواجہ مظفر احمد، مکرم بشارت الرحمٰن بٹ اور خاکسار کریم الدین شمس ہیں۔

زیر رپورٹ مسجد کے لئے پلاٹ کی خرید سے لے کر مسجد اور نئے مشن ہاؤس (مبلغ کی رہائشگاہ) کی تعمیر کی نگرانی وجملہ امور کی انجام دہی کی سعادت خاکسار کے حصہ میں آئی۔الحمد للہ علی ذالک۔اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے 28 نومبر 2015ء بروز ہفتہ دوپہر 1:20 پر اس مسجد کا افتتاح عمل میں آیا۔

مسجد کی تعمیر

امیر ومشنری انچارج تنزانیہ مکرم مولانا طاہر محمود چوہدری صاحب کی اجازت سے 15 مئی بروز جمعۃ المبارک صبح 10 بجے مسجد ومشن کا سنگ بنیاد خاکسار کریم الدین شمس صوبائی مبلغ مبیا نے رکھا اور دعا کروائی۔مسجد ومشن کی تعمیر میں کل چھ ماہ کا عرصہ صرف ہوا۔مسجد کے مسقّف حصہ میں تین صد سے زائد افراد نماز باجماعت ادا کر سکتے ہیں اور اگر صحن کے پختہ حصہ کو بھی شامل کر لیا جائے تو پانچسو پچاس افراد کی گنجائش بن جاتی ہے۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ مسجد اپنی خوبصورتی اور وسعت کے باعث پورے علاقے کے لوگوں کی توجہ اور گفتگو کا مرکز بنی ہوئی ہے خصوصاً مسجد کے فرنٹ پہ تحریر تو زبان زدِ خاص وعام ہے کہ: مَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا والی قرآنی عبارت مع سواحیلی ترجمہ کے لکھی ہوئی ہے یعنی یہاں جو بھی داخل ہوگا امن میں آجائے گا۔مسجد اور اس کے مینار شہر میں داخل ہونے والوں کا استقبال کرتے ہیں۔مسجد کا یہ نام (مسجد ناصر) ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہماری درخواست پر از راہ شفقت عطا فرمایا ہے۔مبیا صوبہ کی یہ ہماری پہلی مرکزی مسجد ہے۔

مسجد کے افتتاح کے لئے 28 نومبر 2015ء کا دن مقرر کیا گیا۔

مسجد کے افتتاح کے پروگرام کے لئے تین صد سے زائد دعوت نامے تیار کروا کر سرکاری وغیر سرکاری عمائدین، مذہبی لیڈران، سکول وکالجز کے پرنسپل صاحبان، بینک مینجران اور مختلف طبقات کے سرکردہ افراد میں تقسیم کئے گئے۔

سرکاری وغیر سرکاری مہمانان

مسجد کے افتتاح کیلئے تنزانیہ کے مرکز دارالسلام سے محترم امیر ومشنری انچارج صاحب اوران کی دو افراد پر

مشتمل M.T.A. کی ٹیم، موروگورو سے مکرم عابد محمود بھٹی صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ تنزانیہ، مکرم عزیز احمد صاحب استاد جامعہ، مکرم آصف محمود بٹ صاحب ریجنل مبلغ موروگورو، مکرم ریاض احمد ڈوگر صاحب ریجنل مبلغ ارنگا اور مکرم علی رضا صاحب مبلغ سلسلہ (امسال کے فارغ التحصیل از جامعہ کینیڈا) تشریف لائے۔فجزاھم اللّٰہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

مسجد ناصر کے افتتاح کے لئے جماعتی مہمانان کے علاوہ صوبہ مبیا (MBEYA) کے ریجنل کمشنر اور ڈپٹی کمشنر خاص مہمانان میں شامل تھے۔ریجنل کمشنر صاحب بوجہ بیماری حاضر نہ ہو سکے مگر انہوں نے ساتھ والی ڈسٹرکٹ کے ڈپٹی کمشنر صاحب کو نمائندہ مقرر کر دیا۔یوں افتتاح کی تقریب میں دو ڈپٹی کمشنر صاحبان موجود تھے۔کئی اہم مذہبی وغیر مذہبی شخصیات بھی حاضر پروگرام ہوئیں۔مسلمانوں میں سے سنّی، شیعہ، اہل حدیث کے نمائندگان شامل ہوئے بلکہ سنّیوں کے ریجنل امام، جو سرکاری طور پر اس عہدے پر فائز ہیں، اپنے وفد کے ہمراہ تشریف لائے اور تقریر بھی کی۔ہندوؤں اور عیسائیوں نے بھی شرکت کی۔افتتاح کی یہ تقریب پاکستانی، انڈین اور افریقن احباب کا خوبصورت اجتماع تھا۔

افتتاحی تقریب

مسجد ناصر کی افتتاحی تقریب 28 نومبر 2015ء بروز ہفتہ عمل میں آئی۔امیر ومشنری انچارج تنزانیہ اور مبیا کی ڈسٹرکٹ MBOZI کے ڈپٹی کمشنر مکرم AHMAD NAMOHE نے مل کر مقررہ وقت یعنی دوپہر 1:20 پر افتتاحی فیتہ کاٹا جس کے معًا بعد امیر ومشنری انچارج صاحب نے اجتماعی دعا کروائی۔دعا کے بعد مہمان خصوصی اور دیگر اہم مہمانان نے امیر صاحب کے ہمراہ مسجد کا وزٹ کیا۔

دوپہر 1:30 پر افتتاحی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا جو مکرم معلم رمضان شعبان صاحب نے کی۔نظم مکرم مکرانی حمزہ صاحب نے پڑھی جو کہ صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ تنزانیہ نے اس مسجد کے افتتاح کے لئے چند روز قبل لکھی تھی۔اس نظم کا عنوان تھا 'یہ امن و سلامتی کا گھر ہے'۔نظم کے بعد مہمانان کا تعارف کروایا گیا اور انہیں خوش آمدید کہا گیا۔اس تقریب میں معززین شہر کی ایک بڑی تعداد حاضر تھی۔حسب پروگرام چار مہمانان کو اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیا گیا۔

سب سے پہلے عیسائی پادری مکرم AMULIKE KAMENDU صاحب، جو فرقہ اہل سبت سے تعلق رکھتے ہیں۔انہوں نے کہا اس اہم تقریب میں مدعو کئے جانے پر شکرگزار ہوں اور میں اپنی چالیس سالہ بطور پادری زندگی میں پہلی بار کسی مسجد کے افتتاح میں شامل ہوا ہوں۔میری زندگی کا یہ حیران کن واقعہ ہے۔جماعت واقعی بنی نوع انسان میں کسی قسم کی تفریق نہیں کرتی۔جماعت نے مجھے دعوت دے کر ''محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں'' کا عملی ثبوت دیا ہے۔میں آپ سب کا بہت شکرگزار ہوں اور آپ کو مسجد کی تعمیر پر مبارکباد دیتا ہوں۔

ان پادری صاحب نے پروگرام کے آخر پر امیر صاحب سے درخواست کی کہ انہیں نماز باجماعت میں شامل ہونے کی اجازت دی جائے۔چنانچہ انہوں نے ہمارے ساتھ نماز ظہر وعصر ادا کیں اور مسجد کے محراب کے سامنے کھڑے ہو کر امیر صاحب اور دیگر مبلغین کرام کے ساتھ بطور یادگار تصویر بھی بنوائی۔

دوسری تقریر ڈپٹی کمشنر مبیا شہر مکرم Nyerembe D. Munasa صاحب کی تھی۔آپ نے کہا کہ جماعت نے اس مسجد کی تعمیر کا جو اہم فریضہ سرانجام دیا ہے۔اس پر جماعت کو مبارکباد پیش کرتا ہوں نیز دنیا بھر میں ایسی ہزاروں مساجد کی تعمیر، قرآن کریم کے ستر سے زائد تراجم کرنے، سواحیلی زبان میں سب سے قبل دینی اخبار جاری کرنے اور دنیا بھر میں خدمت انسانیت کرنے پر خصوصی مبارکباد دی اور کہا کہ جماعت ہر وقت، ہر لمحہ اپنی پوری طاقت اس بات پر صَرف کرتی ہے کہ مساوات اور

عدل و انصاف کا قیام ہو، سب کو حق ملے اور سبھی کو خوشی کی زندگی میسر آئے۔ آپ نے مزید کہا کہ امن و سکون پھیلانے کے لئے ہماری خواہش و کوشش ایسی ہی ہونی چاہئے جیسی کہ جماعت کے مقدس بانی حضرت مرزا غلام احمد (علیہ السلام) کی تھی۔ آپ نے "محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں" کے جماعتی سلوگن کو بار بار دہرایا اور کہا کہ یہ بات بالکل سچی ہے اور یہی وہ جماعت ہے جو محبتیں پھیلا رہی ہے اور اپنی تمام تر طاقت سے نفرتیں ختم کرنے کا کام کر رہی ہے۔

تیسری تقریر، بکواٹا (اہل سنّت کا رجسٹرڈ سرکاری نام) کے صوبائی امام، Sheikh Mohammed Mwansasu صاحب کی تھی۔ آپ نے جماعت کو ایک خوبصورت اور بڑی مسجد کی تعمیر پر مبارکباد دیتے ہوئے کہا کہ آپ نے اپنی کوششوں کی زبردست عملی تصویر پیش کی ہے اور بجائے شور کرنے کے خاموشی سے کام کر کے دکھایا ہے۔ آپ نے حاضرین سے مخاطب ہوکر کہا کہ میں جماعت کو قریب سے دیکھتا ہوں اور جماعتی کتب کا مطالعہ کرتا ہوں لہٰذا آپ بھی پڑھیں۔ اور آپ جو بکواٹا (اہل سنّت) پر اعتراض کرتے ہیں تو احمدیوں سے مل جائیں کہ ان میں تو کوئی برائی نہیں۔

آپ کے بعد ریجنل کمشنر مبیا کے نمائندہ و مہمان خصوصی ڈپٹی کمشنر آف ڈسٹرکٹ Mbozi مکرم Ahmad Namohe صاحب سٹیج پر تشریف لائے اور مسجد کی مبارکباد دیتے ہوئے کہا کہ وہ ذاتی طور پر اس تعمیر سے بہت خوش ہوئے ہیں۔ یہ مسجد مبیا شہر میں ایک نئی روشنی کی علامت ہے اور ترقی کا نشان۔ یہ مسجد اس بات کی آئینہ دار ہے کہ جماعت عملی کوشش کرتی ہے صرف باتیں نہیں کرتی۔ ہمیں اس شاندار مسجد کی تعمیر کی مثال کو اپناتے ہوئے بڑے بڑے ٹارگٹ اپنے سامنے رکھنے چاہئیں تا ترقی کی اونچی اونچی منازل طے کرسکیں۔ اور اپنے اختلافات کو ایک طرف رکھتے ہوئے ہر اچھے کام کی قدر کرنی چاہئے خواہ اس کا کرنے والا کوئی بھی ہو، تا اس نیک کام کے بہتر نتائج ظاہر ہوں۔

مکرم امیر و مشنری انچارج صاحب تنزانیہ نے آخر پر سب حاضرین و شاملین کا شکریہ ادا کیا خصوصًا مہمان خصوصی و دیگر مقررین کا نیز آپ نے کہا کہ اس وقت دنیا بھر میں احمدیہ مساجد ہی عافیت کا مقام ہیں۔ یہ مسجد بھی اس علاقہ کی امن کی جگہ ہوگی۔ آپ نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے بنائی گئی یہ مسجد بلاتفریق مذہب وملّت سب کے لئے ہے۔ ہر کسی کو اس مسجد میں خدائے واحد کی عبادت کی کھلی اجازت ہے۔ آپ نے احمدی افراد کو توجہ دلاتے ہوئے کہا کہ احمدیوں کو اب مسجد کو آباد رکھنے کی خاص کوشش کرنی چاہئے۔ اگر بعض کے گھر مسجد سے دور بھی ہیں تو بھی انہیں کوشش کر کے کم از کم ایک یا دو نمازوں کے لئے مسجد آنا چاہئے تا کہ ہم مسجد کی تعمیر کے بعد اس کا حق ادا کرنے والے بن سکیں۔ آپ نے اپنی نصائح کے اختتام پر دوبارہ تمام حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور اختتامی دعا کروائی، جس کے بعد سب شاملین کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ کھانے کے بعد امیر صاحب نے نماز ظہر وعصر پڑھائیں اور یوں یہ پُروقار محفل اپنے اختتام کو پہنچی۔

نئے مشن ہاؤس (مبلغ کی رہائش) کا افتتاح

نماز ظہر وعصر کے معًا بعد (28 نومبر 2015ء) کو ہی مسجد کے ساتھ بننے والے نئے مربی ہاؤس کے افتتاح کا بھی پروگرام تھا جو کہ مسجد کے دائیں طرف تعمیر ہوا ہے۔ چنانچہ نمازوں کی ادائیگی کے بعد تمام احباب امیر صاحب کی معیت میں مشن ہاؤس تشریف لے گئے جہاں امیر صاحب نے رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا والی دعا پڑھتے ہوئے افتتاحی فیتہ کاٹا اور دعا کروائی۔ یہ گھر چار بیڈ رومز، کچن، فیملی ہال و سٹنگ روم وغیرہ پر مشتمل ہے اور موجودہ زمانہ کی تعمیری ضرورتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے تعمیر کیا گیا ہے۔

اس پروگرام میں کل حاضری اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے 235 رہی جن میں 125 غیر احمدی یا غیر مسلم تھے۔

الیکٹرانک و پرنٹ میڈیا میں اشاعت وتشہیر

مسجد ناصر کے افتتاح کے موقع پر تنزانیہ کے چار نیشنل ٹیلی ویژن، پانچ ریڈیوز اور پانچ بڑے قومی اخبارات کے نمائندگان حاضر تھے۔ اللہ کے فضل سے مسجد کی خوب تشہیر ہوئی۔ دو نیشنل ٹیلیویژن، T.B.C اور ITV نے مسجد کی تصاویر کے ساتھ تفصیلی خبریں نشر کیں۔ Fm.Mbeya Radio, Radio Afrika, Radio Fm 100, FM-T.B.C Radio اور دیگر کئی ریڈیوز نے بھی مسجد کے افتتاح کی خبریں بار بار نشر کیں۔ اسی طرح نیشنل سطح پر پرنٹ ہونے والے کئی بڑے بڑے اخبارات نے تفصیلی خبریں پرنٹ کیں جیسے کہ اخبار NIPASHE، اخبار UHURU، اخبار MTANZANIA، اور اخبار MAJIRA۔ یوں اندازاً ڈیڑھ ملین سے زائد لوگوں تک جماعت کا پیغام پہنچا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

قارئین الفضل کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اس علاقے کے لوگوں کی اکثریت اسلام احمدیت کے نور سے جلد از جلد منور ہو سکے۔ آمین۔

☆......☆......☆

نماز جنازہ حاضر وغائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ 2/جنوری 2016ء بروز ہفتہ بوقت 10 بجے صبح حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے احاطہ میں تشریف لا کر **مکرم بشیر احمد ملک صاحب کی نماز جنازہ حاضر** پڑھائی۔

مکرم بشیر احمد ملک صاحب (ابن مکرم نذیر احمد ملک صاحب مرحوم آف ڈسکہ۔ حال یوکے) 29/دسمبر 2015ء کو طویل علالت کے بعد وفات پاگئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّـا اِلَیْـہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ قادیان میں پیدا ہوئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحابیہ حضرت اماں رکھی صاحبہ کے پوتے تھے۔ بچپن سے ہی صوم وصلوۃ کے پابند، ملنسار، بہت شریف النفس، مخلص اور محبت کرنے والے انسان تھے۔ خلافت سے عقیدت اور محبت کا تعلق تھا۔ آپ کو پاکستان میں مقامی سطح پر بطور زعیم انصاراللہ خدمت کی توفیق ملی۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور چھ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

اس کے ساتھ ہی حسب ذیل مرحومین کی **نماز جنازہ غائب** بھی ادا کی گئی:

(1) مکرم الحاج غلام نبی صاحب ناظر (آف یاری پورہ کشمیر۔ بھارت)

5 دسمبر 2015ء کو 80 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ کشمیری اور اردو زبان کے منجھے ہوئے شاعر ادیب، محقق، نقاد اور مترجم تھے۔ آپ نے قرآن کریم کا بامحاورہ کشمیری ترجمہ اور منتخب احادیث اور منتخب اقتباسات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی کشمیری زبان میں ترجمہ کیا ہے جو جماعت کی طرف سے شائع ہوا۔ آپ نے اردو اور کشمیری زبان میں شاعری کے علاوہ مختلف موضوعات پر قریباً 45 کتب بھی تحریر کیں۔ اس کے علاوہ مرحوم کی اردو شاعری کی کتاب ''پیام احمدی'' جماعت نے شائع کی۔ اور احمدیت کے متعلق کشمیری شاعری پر مشتمل ایک اَور کتاب اشاعت کے لئے تیار ہے۔ مرحوم کا خلافت سے غیر معمولی وفا اور محبت کا تعلق تھا۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ اور تہجد کے پابند، بہت ہی نیک اور مخلص انسان تھے۔ آپ کو مقامی جماعت میں کئی اہم عہدوں پر خدمت کی توفیق ملی۔ آپ جماعت میں شاعرِ کشمیر اور شاعرِ احمدیت کے نام سے جانے جاتے تھے۔

(2) مکرم عبدالرشید منہاس صاحب (ابن مکرم چوہدری عبدالحق صاحب مرحوم۔ دارالیمن ربوہ)

11/دسمبر 2015ء کو 83 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت چوہدری مہر دین صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نواسے تھے۔ آپ نے دفتر وصیت اور نظارت اصلاح و ارشاد مقامی میں خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کو فرقان فورس میں بھی خدمت کا موقعہ ملا۔ صوم وصلوۃ کے پابند، تہجد گزار، اچھے اخلاق کے مالک، بہت نیک، سلسلہ کے فدائی اور خلافت سے گہری محبت رکھنے والے مخلص انسان تھے۔ چندہ جات میں باقاعدہ اور ہر مالی تحریک پر حسب توفیق لبیک کہتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں چار بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک پوتے مکرم عبدالخبیر رضوان صاحب مربی سلسلہ آجکل دفتر پرائیویٹ سیکرٹری لندن میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(3) مکرمہ مریم بھنو صاحبہ (اہلیہ مکرم احمد یداللہ بھنو صاحب سابق مبلغ سلسلہ فرانس و ماریشس)

10 دسمبر 2015ء کو مختصر علالت کے بعد 95 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّـا لِلّٰـہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے والد ماریشس کے ابتدائی احمدیوں میں سے تھے۔ آپ کو صدر لجنہ اماء اللہ ماریشس کے علاوہ دیگر مختلف حیثیتوں سے خدمت بجا لانے کی توفیق ملی۔ آپ کو حج بیت اللہ کے علاوہ قادیان اور ربوہ کی زیارت کی بھی توفیق ملی۔ 1992ء میں اپنے شوہر کی وفات کے بعد تمام عرصہ نہایت صبر وشکر سے گزارا۔ سلسلہ کی فدائی خاتون تھیں۔ خلافت سے نہایت محبت اور عقیدت کا تعلق تھا۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم ڈاکٹر فضل محمود بھنو صاحب واگا ڈوگو (برکینا فاسو) میں انچارج احمدیہ کلینک کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(4) مکرمہ سیدہ رخسانہ وسیم صاحبہ (اہلیہ مکرم سید وسیم احمد شاہ صاحب۔ آف لاہور)

23 اکتوبر 2015ء کو جرمنی میں وفات پاگئیں۔ اِنَّـا لِلّٰـہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نمازوں کی پابند، باقاعدگی سے تلاوت قرآن کریم کرنے والی، شریف النفس، شفیق، مخلص اور نیک خاتون تھیں۔ وفات سے قبل اپنی بیٹی کی شادی کے سلسلہ میں جرمنی گئی تھیں کہ خدا تعالیٰ کی تقدیر غالب آئی اور وہاں بیمار ہو کر وفات پاگئیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم سید رحمٰن شاہ رخ صاحب مربی سلسلہ ہیں جو آجکل سنت نگر لاہور میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(5) مکرمہ مبارکہ سلطانہ شاہد صاحبہ (اہلیہ مکرم میاں شاہد صاحب۔ مسقط عمان)

11 نومبر 2015ء کو 63 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّـا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت حافظ نبی بخش صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پڑنواسی تھیں۔ مرحومہ صوم وصلوۃ کی پابند، کم گو، غریبوں اور مسکینوں کا خیال رکھنے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت سے عشق کی حد تک پیار تھا۔ بہت خدمت گزار، مہمان نواز اور مالی قربانیوں میں پیش پیش رہتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ پر کامل توکل اور بھروسہ تھا۔ مرحومہ 1/9 حصہ کی موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ ایک بیٹی اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

(6) مکرم محمد عبداللہ صاحب (ابن مکرم حاجی صالح محمد صاحب۔ چک منگلا)

15 دسمبر 2015ء کو 89 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّـا لِلّٰـہِ وَ اِنَّـا اِلَیْـہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ہاتھ پر 1955ء میں بیعت کی۔ بیعت کرنے کے بعد آپ نے کثرت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ کیا تا کہ دوسروں کو بھی پیغام حق پہنچا سکیں۔ آپ نے چک منگلا کے صدر جماعت کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ چک منگلا کی جماعت قائم ہوتے ہی آپ نے یہ ذمہ داری سنبھالی اور پھر تا حیات اس کو کامل وفا اور اخلاص کے ساتھ نبھایا۔ پنجوقتہ نماز باجماعت کے پابند، تہجد گزار، دعا گو اور خلافت کی طرف سے ہونے والی ہر تحریک پر لبیک کہنے والے بہت مخلص اور باوفا انسان تھے۔ آپ کو مقامی مسجد کی توسیع کروانے کی بھی توفیق ملی۔ آپ کی زبان میں بہت اثر تھا۔ بہت پیار اور سادہ انداز میں نصیحت کیا کرتے تھے۔ چندوں کی ادائیگی کو ہمیشہ اوّلیت دیتے۔ جماعت کے لئے بہت غیرت رکھتے تھے۔ تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ مہمان نوازی آپ کا ایک نمایاں وصف تھا۔ خلافت کے ساتھ والہانہ عشق کا تعلق تھا۔ MTA سے استفادہ کے لئے جماعت میں بھرپور انتظام کروایا۔

(باقی صفحہ 13 پر ملاحظہ فرمائیں)

بقیہ: جلسہ سالانہ بینن

از صفحہ 4

جماعت احمدیہ آج اِس طرح کے مسائل سے محفوظ ہے کیونکہ حضرت خلیفۃ المسیح ہر وقت ہماری راہنمائی کرتے ہیں۔ اس لئے دوسرے مسلمان بھی اگر مسائل سے بچنا چاہتے ہیں تو خلافت کے سایہ میں آجائیں۔

اس سیشن کی دوسری تقریر مکرم میاں قمر احمد صاحب مبلغ سلسلہ نے ''جماعت احمدیہ پر ہونے والے اعتراضات کے جوابات'' کے موضوع پر کی۔ آپ نے مختلف اعتراضات مثلاً احمدیوں کا کلمہ اَور ہے، حضرت مسیح موعودؑ نے حج نہیں کیا، احمدی حج نہیں کرتے، احمدی نماز کے بعد دعا نہیں کرتے، احمدیوں کی نماز اور ہے، احمدیوں کو غیر مسلم ممالک سے امداد ملتی ہے، اور احمدی جہاد نہیں کرتے

وغیرہ کے مختصر مگر جامع جوابات دیئے۔ نماز مغرب اور عشاء اور کھانے کے بعد لوکل زبانوں میں جلسے منعقد کیے گئے جن کا عنوان تھا "خلیفہ وقت کی قبولیت دعا کے واقعات"۔

جلسہ سالانہ کا تیسرا اور آخری روز

آج جلسہ سالانہ کے آخری دن کا آغاز بھی حسب روایت نماز تہجد سے ہوا۔ نماز فجر کے بعد ''احمدیوں کے لئے صرف احمدیوں میں شادی کرنے کی اہمیت'' کے موضوع پر درس دیا گیا۔

جلسہ چوتھے سیشن کا آغاز تلاوت قرآن سے ہوا۔ نظم کے بعد معزز مہمانوں کے خطاب تھے۔

صدر مملکت کے ٹیکنیکل امور کے مشیر نے کہا کہ جماعت احمدیہ کو ہر کوئی جانتا ہے۔ جماعت کے فلاحی کام کسی سے چھپے نہیں ہیں۔ انہوں نے ماڈل ویلج بنایا ہے۔ یہ امن کے لئے کام کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت دے اور ایسے کام جاری رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

سپیکر قومی اسمبلی کے نمائندہ نے کہا کہ جناب سپیکر صاحب کسی وجہ سے تشریف نہیں لا سکے۔ انہوں نے تمام شاملین کو سلام کہا ہے اور جماعت کی طرف سے جلسہ میں شرکت کی دعوت پر شکریہ ادا کیا ہے۔ میں خود بھی جماعت کے ساتھ ہوں۔ میں جماعت کے فلاحی کاموں سے بہت متأثر ہوں۔ میں گزشتہ چھ سال سے جماعت کی مسجد میں نماز پڑھ رہا ہوں۔ مَیں نے احمدیوں کی نماز میں کوئی فرق نہیں پایا۔ مَیں یہاں آکر بہت خوش ہوں۔ آپ لوگوں کا بہت بہت شکریہ۔

مکرم عیسی بدرو صاحب سابق وزیر اور بینن کی پورٹ کے ڈائریکٹر نیز فروری 16ء میں بینن میں ہونے والے صدارتی انتخابات کے امیدوار نے اپنے خطاب میں جماعت احمدیہ کی امن اور ترقی کی کوششوں کا شکریہ ادا کیا اور جماعت کو ہر لحظہ اپنے تعاون کا یقین دلایا۔

آرتھو ڈوکس چرچ کے پادری Mr Benoit صاحب نے جماعت کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ وہ جماعت کے پروگراموں میں اکثر آتے رہتے ہیں۔ انہیں جلسہ میں شامل ہونے پر بہت خوشی ہے۔ جماعت بلا امتیاز مذہب سب کی خدمت کر رہی ہے۔

ڈینٹل سرجن مکرم ڈاکٹر احمد صاحب جو کہ مصر کے رہنے والے ہیں۔ انہوں نے جماعت کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ وہ گزشتہ چھ سال سے جماعت کے جلسہ میں شامل ہو رہے ہیں۔ آپ سب لوگ اللہ کی خاطر اخلاص سے ہر سال جمع ہوتے ہیں۔ اللہ کرے کہ آپ کی باہمی اخوت اسی طرح قائم رہے اور آپ ہر سال جوش و خروش سے یہاں آتے رہیں۔

مکرم اعزاز احمد خان صاحب مبلغ سلسلہ نے ''احمدیت وقت کی ضرورت'' کے عنوان پر تقریر کی۔ آپ نے قرآن اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں سے احمدیت کی سچائی ثابت کی۔ اور خلافت کی اہمیت اور برکات بیان کرتے ہوئے کہا کہ احمدیت کی ایک سو ستائیس سالہ تاریخ میں احمدیت دو سو سات ممالک میں پھیلی۔ مگر آج تک کسی بھی احمدی کا کسی بھی قسم کے دہشت گردی کے واقعہ سے تعلق ثابت نہیں ہوا۔ احمدیت اس وقت دنیا کی سب سے بڑی جماعت ہے جو ایک خلیفہ کے ہاتھ پر جمع ہے۔ اور مسلم دنیا جن مسائل میں گھری ہوئی ہے ان کا حل صرف خلافت احمدیہ کے ہاتھ پر جمع ہونے میں ہی ہے۔

مکرم Eric Houndété صاحب ڈپٹی سپیکر نیشنل اسمبلی بینن نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مجھے بہت فخر ہے کہ مجھے جلسہ میں شامل ہونے کی سعادت ملی ہے۔ میں ہر وقت آپ لوگوں کے ساتھ ہوں۔ آپ لوگ اپنے ماٹو "محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں" کی عملی تصویر ہیں۔ آپ کی کمیونٹی میں اور آپ کے فلاحی کاموں میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔

سپریم کورٹ کے چیف جسٹس صاحب کے نمائندہ نے کہا کہ بینن میں جماعت اپنے کاموں کی وجہ سے مشہور ہے۔ ہر کوئی جماعت کو جانتا ہے۔ جماعت مساجد تعمیر کر رہی ہے۔ سکول کھول رہی ہے۔ ہسپتال، یتیم خانہ، ماڈل ویلج بنا رہی ہے۔ میڈیکل کیمپس کا انعقاد کرتی ہے۔ ڈونیشن کے پروگرام کرتی ہے۔ عید کے مواقع پر ضرورتمندوں میں تحائف تقسیم کرتی ہے۔ بین المذاہب پروگرامز کا انعقاد کرتی ہے۔ اللہ آپ کو جزا دے۔ احمدی نماز پڑھتے ہین حج کرتے ہیں۔ زکوٰۃ دیتے ہیں۔ دوسرے مسلمانوں اور احمدیوں میں فرق صرف یہ ہے کہ احمدیوں کا ایک خلیفہ ہے جو اُن کی فکر کرتا ہے۔ ان کی رہنمائی کرتا ہے۔ اور یہی بات ہے جس کی وجہ سے احمدی دوسرے مسلمانوں سے ممتاز ہیں۔

آخر پر امیر صاحب بینن مکرم رانا فاروق احمد صاحب نے تمام شاملین کا شکریہ ادا کیا کہ آپ لوگ جان، مال اور وقت کی قربانی کر کے مشکل اور لمبا سفر کر کے تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی جزا دے۔ آپ کے ایمان میں ترقی عطا فرمائے۔ اور آپ کو خیریت سے واپس منزل پر لے جائے۔ اور پھر آپ نے دعا کروائی۔ دعا کے بعد احباب بڑے جوش سے نعرہ ہائے تکبیر بلند کرتے رہے اور لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـه مُـحَـمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰـه کا با آواز بلند ورد کرتے رہے۔ اور یوں یہ بابرکت جلسہ سالانہ اختتام پذیر ہوا۔

تبلیغی و معلوماتی نمائش

امسال جلسہ سالانہ میں قران کریم کے تراجم اور ایک تصویری نمائش کا اہتمام بھی کیا گیا تھا۔ جس میں حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے خلفاء کرام کے بڑی بڑی تصاویر کے ساتھ تعارف اور کارہائے نمایاں لکھے گئے تھے علاوہ ازیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ بینن کی تصاویر اور ڈاکٹر عبدالسلام صاحب اور حضرت چوہدری سر ظفر اللہ خانصاحب کی تصاویر کے ساتھ کارہائے نمایاں لکھے گئے تھے۔ جلسہ میں شامل ہونے والے مہمانانِ گرامی کو اس نمائش کا وزٹ کروایا گیا جس پر انہوں نے جماعت کی امن عالم اور ترقی نیز اسلام کی خدمت کو سراہا۔

اس جلسہ کی حاضری 4317 افراد تھی۔ اس جلسہ کی کوریج ORTB ٹی وی اور نیشنل اخبار نے کی۔ شاملین میں سے بعض ریجنز کے افراد دو دن کا مشکل سفر اور بہت زیادہ مالی قربانی کر کے تشریف لائے تھے۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کے ایمان اور عرفان میں اضافہ فرمائے۔ آمین

ریا ایک مرض ہے اور اس کے بڑے خطرناک نتائج نکلتے ہیں

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''نیکی میں قناعت اور سُستی اور کمزوری نہیں ہونی چاہئے۔ ہمارا کام نیکی میں بڑھنا ہے مگر یہ ضرور یاد رہے کہ اس کے ساتھ رِیا نہ ہو۔ بہت سے لوگ اپنے کاموں کا اظہار چاہتے ہیں کہ ان کے کاموں کو بار بار سراہا جائے۔ مگر یہ ایک مرض ہے جو بہت مخفی ہوتا ہے اور اس کے بڑے خطرناک نتائج نکلتے ہیں۔ یہ بات مبلغوں میں بھی ہے۔ وہ رپورٹ لکھ کر بھیجتے ہیں۔ جب نہ چھپے تو اخبار والوں کو ڈانٹ ڈانٹ کر خط لکھتے ہیں کہ کیا ہمارا حق نہیں تھا کہ اخبار میں ہماری رپوٹ چھپتی۔ واعظوں میں بھی یہ بات ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کے دل کو زنگ لگ جاتا ہے۔ کئی انجمنیں ہیں جن کی خواہش ہوتی ہے کہ ان کے کام کی تعریف کی جائے۔ وہ اپنے کام کی نمائش کرتی ہیں تا کہ لوگ کہیں کہ انہوں نے بڑا کام کیا ہے۔ حالانکہ ایسا کرنے والوں نے کچھ بھی نہیں کیا۔ دوسروں کو کام پر آمادہ کرنے اور تحریک کے لئے کسی کو اپنا کام دکھانا اور بات ہے۔ مگر یہ نہ ہو کہ دوسروں کے منہ سے یہ سننے کے لئے کہ انہوں نے بڑا کام کیا ہے، ایسا کیا جائے۔ پس مومن کو ریا سے بچنا چاہئے۔ خدا کا قرب ایسا نہیں کہ ریاکاری سے میسّر آجائے۔''

(خطباتِ محمود جلد 5 صفحہ 526-527)

مکرم چودھری فضل کریم بھٹہ صاحب مرحوم

(ڈاکٹر عبدالرحمٰن بھٹہ۔ جرمنی)

میرے والدِ محترم چودہری فضل کریم بھٹہ، ضلع لدھیانہ کے گاؤں ''رام گڑھ سرداراں'' کے رہنے والے تھے۔ اس گاؤں کی آبادی جیسا کہ نام سے ظاہر ہے، زیادہ تر ہندوؤں اور سکھوں پر مشتمل تھی۔ گاؤں میں سکھوں کا قلعہ بھی تھا جس کی دیوار ہمارے گھر کے سامنے تھی۔ ایک دو منزلہ مکان والد مرحوم نے وہاں بنوایا تھا جس کے چوبارے اور آنگن میں کھیلنا مجھے یاد ہے۔ اور یہ بھی یاد ہے کہ ہم ''کُپ'' سٹیشن پر اتر کر یکّہ میں بیٹھ کر گاؤں جایا کرتے تھے۔ اسی گاؤں میں والد صاحب نے ابتدائی تعلیم حاصل کی اور پھر انہوں نے لدھیانہ کے ایک عیسائی سکول میں داخلہ لے لیا۔ اس سکول سے میٹرک پاس کرکے انہوں نے وہیں ملازمت اختیار کر لی۔

قبولِ احمدیت

والد صاحب بتایا کرتے تھے کہ اُس سکول کے عیسائی ماحول میں اسلام کے خلاف بہت سے اعتراضات اُن کو سننے کو ملتے تھے۔ ان اعتراضات کے جواب کے لئے والد صاحب کئی مولویوں سے رابطہ کرتے لیکن کہیں سے اُن کو تسلی بخش جواب نہ ملتا تھا۔ یہ صورتحال ان کے لئے بہت پریشان کُن تھی۔

اُن کی احمدیت کی طرف رہنمائی کرنے والا ایک ہندو پنڈت لالہ کشن پرشاد تھا۔ وہ چُھٹی پر گاؤں گئے تو پنڈت نے پوچھا ''کیا بات ہے فضل کریم! کچھ پریشان دکھائی دیتے ہو۔'' والد صاحب نے اپنی پریشانی بیان کردی۔ پنڈت نے سن کر کہا کہ ان مولویوں سے تمہیں کچھ نہیں ملنے کا۔ اگر عیسائیوں کے اعتراضات کا جواب چاہتے ہو تو میں تمہیں پتہ بتاتا ہوں۔ ایک نواحی بستی ''ملوڈ'' تھی جس میں دو تین احمدی گھرانے تھے۔ پنڈت نے ان میں سے ایک کا پتہ بتا دیا۔ والد محترم وہاں پہنچے اور وہاں سے اُن کو دو کتابیں ''چشمۂ مسیحی'' اور ''سراج دین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب'' مل گئیں۔ جماعت کے متعلق کچھ اور معلومات بھی ملیں۔ واپس آکر انہوں نے رات کو وہ کتابیں پڑھیں۔ اُن کُتب سے وہ اس قدر متاثر ہوئے کہ صبح اُٹھ کر انہوں نے بیعت کا خط لکھ دیا۔ سب اعتراضات کے نہایت تسلی بخش جوابات ان کو مل گئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت بھی عیاں ہوگئی۔ یہ 1917ء کی بات ہے۔ بعد میں قادیان جا کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی دستی بیعت بھی کی۔ ملوڈ میں جمعہ ہوتا تھا۔ وہاں جا کر جمعہ پڑھنا شروع کر دیا۔ وہاں سے مزید لٹریچر بھی پڑھنے کو ملتا رہا۔ بعد میں کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور سلسلہ کا دیگر لٹریچر بھی خرید لیا تھا اور اچھا مطالعہ کیا۔ اس علمی خزانہ سے ہم بھی فیضیاب ہوتے رہے ہیں۔ بچپن میں ان کے ساتھ جلسہ پر قادیان جانا مجھے یاد ہے۔ ہم مکرم مولانا عبدالرحیم درد صاحب کی کوٹھی میں ٹھہرا کرتے تھے۔ والد مرحوم کی انگلی پکڑ کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ملاقات کو جانا بھی یاد ہے۔

سوشل بائیکاٹ۔ تعلیمی ترقی

والد صاحب اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھے۔ بہن بھائی تو پہلے ہی نہ تھے۔ اب بیعت کے بعد دوسرے رشتہ داروں نے بھی چھوڑ دیا۔ سوشل بائیکاٹ کر دیا گیا۔ اس طرح وہ بالکل تنہا رہ گئے۔ کسی تقریب میں اُن کو بلایا نہ جاتا تھا۔ اور اگر وہ شامل ہوتے تو دوسرے مہمان شامل ہونے سے انکار کر دیتے۔ اس طرح میزبان کو ان سے معذرت کرنی پڑتی۔

اس تنہائی کو والد مرحوم نے اپنے حق میں یوں استعمال کیا کہ اپنی تعلیمی ترقی کی طرف توجّہ دینا شروع کر دی۔ آہستہ آہستہ انہوں نے بی اے اور بی ٹی کی ڈگریاں حاصل کر لیں۔ اور پھر ادیب فاضل اور منشی فاضل بھی پاس کر لیے اور اس طرح اُن کو بی۔ او۔ ایل کی اعزازی ڈگری بھی مل گئی اور جلد ہی ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر کے عہدہ تک پہنچ گئے۔ بارہ سال تک وہ عارف والا ضلع پاکپتن میں بطور ہیڈ ماسٹر کام کرتے رہے۔ 1941ء میں اُن کا تبادلہ ٹوبہ ٹیک سنگھ کے ہائی سکول میں ہوگیا۔ وہاں سے اپریل 1947ء میں بورے والا ضلع وہاڑی کے ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے۔ پھر یہاں سے ہی وہ 1952ء میں ریٹائر ہوئے اور یہیں رہائش اختیار کر لی۔ ہم بھائیوں نے جب ہوش سنبھالا تو والد صاحب کو بطور ہیڈ ماسٹر اور صدر جماعت ہی دیکھا۔

عادات وخصائل

والد محترم کا طرزِ زندگی بہت سادہ لیکن پُر وقار تھا۔ لباس عام طور پر شلوار قمیض کے ساتھ کوٹ یا اچکن اور پگڑی تھا۔ موقع محل کے لحاظ سے سوٹ اور ٹائی بھی پہنتے تھے۔ خوراک بالکل سادہ تھی۔ جو پکتا خوشی سے کھا لیتے تھے۔ ہم نے کبھی ان کو کھانے میں نقص نکالتے نہیں دیکھا۔ نہ ہی کبھی کسی خاص خوراک کے بارے میں کوئی فرمائش کرتے دیکھا۔ کسی چیز کی عادت نہ تھی۔ یہ کہتے تھے کہ انسان کو استعمال تو ہر چیز کر لینی چاہئے لیکن عادت کسی چیز کی نہیں ڈالنی چاہئے۔ مَیں کالج سے چھٹیوں میں گھر آتا تو رات کھانے کے بعد اپنے ایک دوست کے ساتھ ٹہلنے نکل جاتا۔ ہم راستے میں پان خرید لیتے۔ دو چار دن کے بعد ایک روز والد صاحب نے مجھے کہا کہ مَیں نے دیکھا ہے کہ تم پان کھاتے ہو۔ یہ عادت اچھی نہیں۔ اس کے بعد میں نے پان کھانا چھوڑ دیا۔

وہ اپنی صحت کا خیال رکھتے تھے۔ روزانہ سیر کرتے تھے اور ہم بچوں کو بھی صبح جلد جگا کر نماز کے بعد سیر پر ساتھ لے کر جاتے۔ ان کا قاعدہ تھا کہ طلوع آفتاب سے پہلے پہلے سیر سے واپس آجانا چاہئے۔ بہت تیز چلتے تھے۔ اس طرح ہمیں بھی تیز چلنے کی عادت ہوگئی۔ جوانی میں ٹینس اور شکار بھی کھیلتے رہے تھے۔ بچپن میں مجھے ان کے ساتھ ٹینس کلب جانا یاد ہے۔ اور شکار تو ہم سب بھائیوں نے اُن کے ساتھ خوب کھیلا ہے۔

بھینسیں پالنے کا والد صاحب کو بڑا شوق تھا۔ گھر میں دودھ، دہی، مکھن اور گھی کی ہمیشہ فراوانی رہی۔ ان کی صفائی اور صحت کا خاص خیال رکھتے تھے۔ کہتے تھے کہ بھینس کا کالا رنگ چمکنا چاہئے۔

اپنی ہیڈ ماسٹری کی تقریباً 25 سالہ سروس میں اگرچہ بھینسوں کو سنبھالنا، چارہ ڈالنا ملازم کے ہی ذمہ تھا۔ مگر تمام امور کی مکمل نگرانی رکھتے۔ 1952ء میں ریٹائر ہونے کے بعد ایک ہی بھینس رہ گئی تھی جس کے تمام امور خوراک کی تیاری، نہلانا، موسم کے لحاظ سے اس کے آرام کا خیال رکھنا، اندر باہر، دھوپ چھاؤں، گرمی سردی کے لحاظ سے نہ صرف ہم بھائیوں کو ہدایات دیتے بلکہ خود بھی ہاتھ بٹاتے۔ صبح سیر پر جاتے تو ہم بعض اوقات بھینس کو بھی ساتھ لے جاتے اور نہر میں اسے نہلاتے۔ والدہ صاحبہ بھی بھینسوں کی خدمت حسبِ توفیق خود بڑی خوش دلی اور محبت سے کرتی تھیں۔ کہتی تھیں یہ بے زبان جانور ہے اس کی خدمت سے خدا خوش ہوتا ہے۔ جانور سے اُن کے لگاؤ کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے۔

ایک دفعہ ہمارے پاس تین بھینسیں ہوگئی تھیں۔ والد صاحب نے بڑی بھینس کو فروخت کر دیا۔ جب والد صاحب باہر گلی میں سودا کر رہے تھے تو والدہ اندر کھڑی کھڑکی کی جالی سے دیکھ رہی تھیں۔ میں والدہ کے ساتھ کھڑا تھا۔ ان کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ جب نیا مالک بھینس کو لے جانے لگا تو بھینس چند قدم چلی اور پھر رک گئی۔ پھر اس نے مڑ کر کمرہ کی طرف دیکھا۔ والدہ صاحبہ بے ساختہ رونے لگیں۔ نیا مالک زور لگاتا رہا لیکن بھینس اُسی طرح مڑ کر دیکھتی رہی۔ پھر والد صاحب نے آگے بڑھ کر اس کو ہانکا تب وہ چلی۔ والدہ نے بھینس کو ایسے رخصت کیا جیسے بہن، بیٹی کو رخصت کر رہی ہوں۔ ہاں کیوں نہ دکھی ہوتیں۔ بھینس نے بھی تو ان کے بچوں کو برسوں دودھ پلایا تھا۔ رضاعت کا رشتہ تو تھا ناں۔ بھینس کا مڑ کر الوداعی نگاہیں ڈالنا میرے لئے بہت حیران کن تھا۔ دل میرا بھی بھر آیا تھا۔

تربیت وتبلیغ

والد صاحب عالم باعمل تھے۔ جوانی سے ہی پابند صوم وصلوٰۃ، تہجد گزار اور صاحب رؤیا بزرگ تھے۔ گھر میں بچوں کے ساتھ نماز باجماعت ادا کرتے۔ فجر کی نماز کے بعد قرآن کریم کا درس دیتے جس میں پوری فیملی شامل ہوتی۔ کھیل کود سے منع نہیں کرتے تھے لیکن نماز اور پڑھائی کی طرف بھی توجہ دلاتے رہتے اور اگر اس بارہ میں کوتاہی دیکھتے تو باز پرس بھی ہوتی اور ڈانٹ ڈپٹ بھی۔ عصر اور مغرب کی نماز اکثر ہمارے کھیل کے درمیان آتی۔ ہم نیکر پہن کر کھیلتے تھے۔ ایک دھوتی گھر میں رکھی ہوتی تھی۔ ہم کھیل چھوڑ کر آتے، وضو کرتے اور نیکر کے اوپر دھوتی لپیٹ کر نماز ادا کرتے اور پھر بھاگ جاتے۔

آپ نے قرآن کریم، حدیث اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا گہرا مطالعہ کیا تھا۔ تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ بورے والہ میں روزانہ شام کو بیٹھک کے باہر کھلی فضا میں کرسیاں بچھ جاتیں اور ہم بھائی اُن سے کوئی نہ کوئی سوال کر کے گفتگو کا آغاز کر دیتے۔ ہمارے پڑوس میں دو تین غیر احمدی استاد رہتے تھے۔ وہ بھی اکثر آ شامل ہوتے اور اچھی خاصی تبلیغی نشست ہوجاتی۔ ہر طرح کے سوالات اور اعتراضات زیر بحث آتے تھے۔ اگر حوالوں کی ضرورت محسوس ہوتی تو میں بھاگ کر جاتا اور کتاب لاکر حوالے نکالتا۔ وہ استاد بعض اوقات کہتے ''دیکھو اس لڑکے کو، باپ سے بھی تیز ہے۔'' موقع محل کے مطابق جواب ایسا برجستہ دیتے کہ مخالف لاجواب ہوجاتا۔ اندازِ گفتگو مدلّل اور مہذب ہوتا تھا۔ اعتراض خواہ کیسا ہی تلخ ہوتا کبھی جوش یا غصہ میں نہیں آتے تھے۔ بلکہ اصل جواب دینے سے پہلے ہلکے پھلکے انداز سے کوئی بات کر کے فضا کی تلخی کو پہلے دور کرتے پھر اصل مسئلہ کی وضاحت کرتے۔ ان کا کہنا تھا کہ گفتگو صبر وتحمل سے کرنی چاہئے۔ جوش اور غصہ سے دلیل کا اثر کم ہوجاتا ہے۔ بحث کرنے والا مدّ مقابل اکثر آپ کے جواب کی معقولیت کو محسوس کرنے کے باوجود تسلیم کرنے سے گریز کرتا ہے۔ لہٰذا حاضرین کو مدنظر رکھنا چاہئے۔ وہ اثر لیتے ہیں۔

شہر میں احراریوں کا جلسہ تقریباً ہر سال ہی ہوتا تھا۔ جماعت کے خلاف بہت تقریریں ہوتی تھیں۔ ہم دُور بیٹھ کر اعتراضات نوٹ کرتے اور پھر گھر آکر والد صاحب مرحوم کو بتاتے اور وہ ہمیں ان کے جواب بڑی تسلی اور سیاق وسباق کے ساتھ سمجھاتے تھے۔ اگر اعتراض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کسی تحریر کے حوالے سے ہوتا تو کہتے جاؤ جا کر الماری سے متعلقہ کتاب لے کر خود اصل عبارت پڑھو۔ اس طرح ہمیں جواب بھی مل جاتا اور یہ بھی علم ہوجاتا کہ یہ مولوی کس طرح لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔

ایک دفعہ ہمارے پڑوسی غیر احمدی استادوں نے کہا کہ ہمارے جلسہ پر مولوی محمد علی جالندھری آئے ہوئے ہیں۔ ان سے ہم آپ کی ملاقات کرانا چاہتے ہیں۔ والد صاحب نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ لے آئیں ان کو۔ چنانچہ مولوی صاحب ایک استاد کے ساتھ رات کے اندھیرے میں کچھ گھونگھٹ سا نکال کر آئے۔ ختم نبوت پر بات ہوئی۔ والد صاحب نے کہا کہ جب حضرت مسیحؑ آئیں گے تو ختم نبوت کہاں جائے گی؟ مولوی صاحب نے کہا وہ پرانے نبی ہیں ان کے آنے سے ختم نبوت نہیں ٹوٹتی۔ صرف نئے نبی کے آنے سے ٹوٹتی ہے۔ والد محترم نے کہا کہ کیا آپ یہ بات لکھ کر دے سکتے ہیں۔ میں نے مولوی صاحب کے سامنے کاغذ رکھا۔ انہوں نے تحریر لکھی اور اٹھ کھڑے ہوئے۔ بس چند منٹ ہی ملاقات رہی تھی۔

صداقت مسیح موعود علیہ السلام کی دلیل

ابّا جی کبھی ہم سے بھی سوال پوچھ لیا کرتے تھے۔ ایک روز مجھ سے پوچھا اگر صداقت مسیح موعودؑ پر تم سے صرف ایک دلیل مانگی جائے تو کیا دوگے۔ میں نے قدرے سوچ کر جواب دیا ''شدّت مخالفت'' جیسی شدید مخالفت حضور علیہ السلام کی ہوئی ہے کبھی کسی جھوٹے نبی کی نہیں ہوئی۔ اور نہ ہی کوئی سچا نبی ایسی شدید مخالفت سے بچا ہے۔ یہ ایک طرّہ امتیاز ہے سچے اور جھوٹے نبی میں۔ میرے جواب کو انہوں نے سراہا تھا۔ ایسے ہی سوال وجواب سے ہمارے علم وایمان میں پختگی پیدا کرتے رہتے تھے۔

طالب علمی کے زمانہ میں ہی ہم بھائیوں کو اختلافی مسائل از قسم وفات مسیح، ختم نبوت اور صداقتِ مسیح موعود علیہ السلام پر عبور حاصل ہوگیا تھا اور ہم کھل کر بات کر سکتے تھے۔ ہمارا ایمان احمدیت پر خدا کے فضل سے علیٰ وجہ البصیرت قائم ہوگیا تھا۔ ایک دفعہ میڈیکل کالج کے زمانہ میں ایک غیر احمدی بزرگ نے بڑے ناصحانہ انداز میں مجھ سے کہا ''دیکھو بیٹا یہ ضروری نہیں ہوتا کہ انسان بے سوچے سمجھے باپ کے پیچھے چلتا چلا جائے۔ تم پڑھ لکھ گئے ہو۔ اپنی عقل سے بھی فیصلہ کر سکتے ہو۔''

میں نے ان سے اتفاق کرتے ہوئے کہا ''آپ کی بات بالکل درست ہے۔'' اس پر انہوں نے کہا ''پھر تم چھوڑ دو اس کو جس کو تمہارے باپ نے مانا ہے اور مسلمان ہو جاؤ۔'' میں نے فوراً جواب دیا کہ میں صرف اس لئے احمدی نہیں ہوں کہ میرا باپ احمدی ہے۔ اب میں اچھی طرح سوچ سمجھ کر احمدی ہوں اور جس کو چھوڑنے کا آپ مشورہ دے رہے ہیں اس پر میں ہزار بار اپنے ماں باپ قربان کر سکتا ہوں۔'' وہ بزرگ خاموش ہوگئے۔

احمدیہ بلڈنگس میں مولوی محمد علی صاحب سے ملاقات

(لاہور میں پیغامیوں کا مرکز)

ایک دفعہ ابّا جی لاہور گئے تو احمدیہ بلڈنگس کے قریب سے گزرتے ہوئے مولوی محمد علی صاحب کے پاس چلے گئے اور ان سے کہا ''مولوی صاحب! آپ کی تقریریں سن کر تو

ہم لوگ احمدی ہوئے۔ اور اب آپ قادیان چھوڑ کر یہاں آ بیٹھے ہیں۔'' مولوی صاحب نے وضاحت کی کہ ہم تقریریں تو مسیح موعود کی صداقت پر کرتے رہے۔ خلافت سے ہمیں اختلاف ہے۔ اس کی ضرورت نہیں۔ اباجی نے کہا ''تو پھر پہلی خلافت کو کیوں چھ سال تک مانتے رہے۔'' مولوی صاحب کچھ سوچ کر بولے ''وہ ہماری غلطی تھی۔ وہ چھ سال کا عمل ہمیں قربان کرنا پڑے گا۔'' اباجی یہ کہہ کر واپس آ گئے۔ ''پھر تو آپ کا کوئی اعتبار نہ رہا۔ اگر آپ پہلے غلطی پر تھے تو اب بھی غلطی پر ہی ہیں۔''

ظفر علی خان ایڈیٹر اخبار ''زمیندار'' نے ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک لفظ پر اعتراض کیا تھا جو شعر میں استعارۃً استعمال ہوا تھا۔ ان ہی دنوں مولانا ظفر علی خان کی ایک نظم اخبار میں چھپی جس میں ایک لفظ استعارۃً استعمال کیا گیا تھا۔ اباجی لاہور گئے تو مولانا ظفر علی سے جا ملے اور ان کی نظم کے اس شعر کو پیش کر کے نہایت سادگی سے پوچھا ''اس کا کیا مطلب ہے کچھ سمجھ نہیں آئی؟'' مولانا نے کہا ''یہاں یہ لفظ اپنے حقیقی معنوں میں نہیں، استعارے کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔'' والد صاحب نے فوراً گرفت کی اور کہا ''یہ استعارے صرف آپ کے لئے رہ گئے ہیں۔ کیا کوئی دوسرا ان کو استعمال نہیں کرسکتا۔'' پھر ان کے اعتراض کی نشاندہی کر کے کہا کہ اُس شعر میں بھی وہ لفظ استعارۃً ہی استعمال ہوا تھا۔ مولانا نے اپنی غلطی تسلیم کی۔ اخبار کا تازہ پرچہ والد صاحب کو پیش کیا اور کہا ''مرزا محمود سے میرا اسلام کہنا۔''

دعا اور خلافت سے وابستگی

دعاؤں کو ابّاجی کی زندگی میں ایک خاص مقام حاصل تھا۔ اس سلسلہ میں اکثر اپنے تجربات کا ذکر کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ مجھ سے کہا کہ جس امر کے لئے دعا کی توفیق نہ ملے یا توجہ میسر نہ آئے تو محسوس ہو جاتا ہے کہ وہ امر مشیّتِ الٰہی کے خلاف ہے۔ دعا کے بارے میں تاکید کرتے رہتے اور اس کی افادیت اور اہمیت ذہن نشین کرواتے رہتے تھے۔ چھٹّی گزار کر جب میں لاہور واپس جانے لگتا تو مجھے بَس پر سوار کرانے ساتھ جاتے۔ ایک دفعہ بسوں کے اڈّے پر مَیں نے ذکر کیا کہ آج کل بسوں کے حادثات بہت ہو رہے ہیں۔ سن کر فرمایا ''دعا کر کے سوار ہوا کرو اور راستہ میں بھی دعا کرتے رہا کرو۔ اللہ تعالیٰ ایک مومن کی خاطر دوسروں کو بھی بچا لیتا ہے۔''

خلافت سے آپ کی گہری وابستگی تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں باقاعدگی سے خط لکھا کرتے تھے۔ کوئی مسئلہ یا پریشانی ہوتی تو ان کا پہلا کام حضورؓ کی خدمت میں دعا کی درخواست ہوتا تھا۔ بعض اوقات میں نے دیکھا کہ باہر سے آئے ہیں اور ابھی پگڑی بھی نہیں اتاری، کھڑے کھڑے ہی خط لکھا اور مجھے پوسٹ کرنے کے لئے دے دیا۔ اُن دنوں خط لکھنے کے لئے عام طور پر پوسٹ کارڈ استعمال ہوتے تھے۔ خط لکھ کر اکثر مجھے ہی پوسٹ کرنے کے لئے دیتے تھے۔ اور راستہ میں وہ دعا کا خط میں پڑھ لیتا تھا۔ اس سے مجھے بھی دعا کے لئے حضورؓ کی خدمت میں خط لکھنے کی ترغیب ہوتی اور لکھنے کا سلیقہ بھی آ گیا۔

ایک دفعہ میں خط پوسٹ کر کے واپس آیا تو میں نے پوچھا کہ جس امر کے لئے آپ نے دعا کا خط لکھا ہے اس کا تو کل فیصلہ ہو جائے گا جبکہ یہ خط حضور کی خدمت میں دو روز بعد پہنچے گا۔ آپ نے فرمایا ''خدا کو تو علم ہو جاتا ہے کہ میں نے اس کے خلیفہ کی خدمت میں دعا کی درخواست کی ہے۔ آگے خدا اور اس کے خلیفہ کا باہمی معاملہ ہے۔ خدا تعالیٰ بعض اوقات اپنے خلیفہ کی دعا اس کے دعا کرنے سے بھی پہلے قبول کر لیتا ہے۔ لہٰذا خط لکھنے میں سستی نہیں کرنی چاہئے۔ ضروری یہ ہے کہ پورے خلوص اور یقین سے لکھا جائے۔''

والد صاحب بطور ہیڈ ماسٹر

بطور ہیڈ ماسٹر والد صاحب کا سلوک اساتذہ اور مددگار عملہ کے ساتھ نہایت مشفقانہ اور ہمدردانہ رہا۔ وہ اُن کے سرکاری مسائل اور گھریلو پریشانیوں کو خود دلچسپی لے کر دُور کروانے کی کوشش کرتے۔ اس لئے اساتذہ بھی اپنے فرائض احسن طریق سے ادا کرتے اور سکول کے رزلٹ ہمیشہ بہت اچھے رہتے۔

شہر کے سرکاری محکموں کے سربراہان سے ذاتی تعلقات رکھتے تھے جو بہت عزت اور احترام سے پیش آتے تھے۔ اس کے علاوہ اردگرد کے زمینداروں اور بااثر شخصیات کے ساتھ بھی آپ کے تعلقات بہت اچھے تھے۔ آپ کی کارکردگی اور اخلاق کی وجہ سے آپ کے محکمہ کے افسران بالا آپ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ چنانچہ سکول کے سالانہ معائنہ کے بعد انسپکٹر صاحبان اساتذہ کے متعلق ریمارکس آپ کے مشورہ سے ہی دیتے تھے۔

سکول کے طلباء سے بھی سلوک مشفقانہ اور ہمدردانہ ہوتا تھا۔ آپ کے دور میں سپورٹس اور گیمز کی خوب حوصلہ افزائی رہی۔ بایں ہمہ بعض عناصر ان کے خلاف الزام تراشی کرتے رہتے۔

بعض اوقات احراری مولوی صاحبان انسپکٹر صاحب کے پاس شکایت لے کر جاتے کہ ہیڈ ماسٹر صاحب احمدیت کی تبلیغ کرتے ہیں۔ انسپکٹر صاحب ان سے پوچھتے کہ سکول کے رزلٹ کیسے ہیں۔ مولوی صاحبان کو کہنا پڑتا کہ وہ تو بہت اچھے ہیں۔ اس پر انسپکٹر صاحب فرماتے کہ آپ کو اور کیا چاہئے۔ مولوی صاحبان کو شرمندہ ہو کر آنا پڑتا۔

والد محترم اور مخالفین

ہمارا گھرانا شہر میں جماعت کا مرکز تھا۔ جمعہ ہمارے ہاں ہوتا تھا۔ والد صاحب عمر بھر صدر جماعت رہے۔ تبلیغی نشستیں، بحث مباحثہ اور سوال و جواب ہوتا رہتا تھا۔ ہم بھائی بھی اپنے اپنے دائرہ میں گفتگو کرتے رہتے تھے۔ لہٰذا جب بھی شہر میں مخالفت کی رَو چلتی تو ہمارا گھرانا ہی زیادہ تر نشانہ بنتا تھا۔ بایں ہمہ والد صاحب کو شہر میں ایک عزت و وقار کا مقام حاصل تھا۔ مخالف بھی اکثر احترام سے پیش آتے تھے۔

1953ء میں لاہور میں فسادات ہوئے تو دوسرے شہروں میں بھی جلوس نکلے تھے۔ بورے والا میں بھی آگ بھڑکائی گئی تھی اور ڈنڈے اور پتھر لے کر ہجوم نے ہمارے گھر کا محاصرہ کر لیا تھا۔ کھڑکی سے ابّاجی صورتحال کا جائزہ لیتے رہے۔ جب ہجوم منتشر نہ ہوا تو وہ دروازہ کھول کر سامنے آ گئے۔ ہجوم ذرا ہٹ کر خاموش کھڑا ہو گیا۔ اباجی نے پوچھا ''آپ لوگ کیا چاہتے ہیں؟'' مطالبہ ہوا ''بس ایک بار آپ اُن کی نبوت کا انکار کر دیں۔'' اباجی نے بڑے وثوق سے جواب دیا ''نہیں۔ یہ خواہش تمہاری کبھی پوری نہ ہوگی۔ وہ نبی تھے اور ضرور تھے۔'' انہوں نے دروازہ بند کر لیا اور ہجوم بکھرنے لگا۔

23 ستمبر 1963ء کو اچانک آپ کی وفات ہوئی۔ احمدی احباب کے علاوہ بیسیوں غیر از جماعت احباب جنازہ میں شمولیت کے لئے آئے اور چہرہ بھی دیکھا۔ کئی روز تک لوگ تعزیت کے لئے آتے رہے۔ ان میں معززین شہر بھی تھے اور مخالفین جماعت بھی۔ مرحوم کے اوصافِ حمیدہ کا ذکر ہوتا۔ کئی غیر احمدی معزز شہریوں نے کہا ''سچی بات تو یہ ہے کہ شہر میں اگر کوئی مسلمان تھا تو یہ شخص تھا۔'' کئی ایک نے تو مرحوم کے لئے 'ولی' کا لفظ بھی استعمال کیا۔ مرحوم بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند سے بلند تر فرماتا رہے۔ آمین

بقیہ: نمازجنازہ حاضر وغائب

از صفحہ 10

مرحوم موصی تھے۔ آپ محترم محمد اسلم شاد منگلا صاحب مرحوم (پرائیویٹ سیکرٹری ربوہ) کے بڑے بھائی تھے۔

(7) مکرمہ منورہ سلطانہ صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری منور احمد صاحب مرحوم۔ لاہور)

30 نومبر 2015ء کو 73 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ ایسٹ افریقہ سے بیعت کرنے والے ابتدائی احمدی مکرم سید عبد الغنی شریف صاحب کی بیٹی تھیں۔ آپ کی والدہ نے 1905ء میں قادیان جا کر بیعت کی سعادت پائی۔ آپ کو سرگودھا شہر کی صدر لجنہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ مرحومہ صوم وصلوۃ کی پابند، بہت دعا گو، خلافت کے ساتھ بے انتہا محبت کرنے والی، نظام جماعت کی اطاعت گزار، چندہ جات میں باقاعدہ اور بڑی مخلص نیک خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(8) مکرم صوفی غلام رسول صاحب (بیت الحمد ربوہ)

گزشتہ دنوں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو اپنے محلّہ میں سیکرٹری دعوت الی اللہ کے طور پر خدمت کا موقعہ ملا۔ پنجوقتہ نمازوں کے پابند، چندوں میں باقاعدہ، دینی علم رکھنے والے، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ خلافت کے ساتھ انتہائی عقیدت اور وفا کا تعلق تھا۔

(9) عزیزم طلحہ جاوید خان (ابن مکرم شاہد جاوید خان صاحب۔ ڈیریانوالہ ضلع نارووال پاکستان)

27 نومبر 2015ء کو حصول علم کے لئے اپنے گاؤں سے نارووال شہر جاتے ہوئے ایک حادثہ کے نتیجہ میں 14 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ عزیزم کلاس نہم کے ہونہار طالبعلم تھا اور جماعتی کاموں اور پروگراموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا تھا۔ اپنے سکول میں تعلیمی لحاظ سے پوزیشن حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ ورزشی مقابلہ جات میں بھی انعامات حاصل کیا کرتا تھا۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

عہدیداران کے انتخابات سے متعلق
حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ایک تازہ ہدایت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 12 جنوری 2016ء میں فرمایا:

''ہمیں پہلے سے زیادہ اس بات کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ ہم نے کس طرح عبداللہ بننے کا حق ادا کرنا ہے اور اپنی ضد اور اَنانیت چھوڑنی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ انتخابات کے موقع پر بھی ایسے سوال اٹھتے رہتے ہیں اگر بعض دفعہ بعض حالات میں جب اکثریت ووٹ کے خلاف فیصلہ دیا جائے تو اس قسم کے سوال لوگ لکھتے رہتے ہیں۔

یہ سال بھی انتخابات کا سال ہے۔ جماعتی لحاظ سے اس سال میں انتخاب ہونے ہیں۔ اس لحاظ سے بھی ہر ایک کو اپنی سوچوں کو درست کرنے کی ضرورت ہے کہ دعا کے بعد ہر تعلق کو اور ہر رشتے کو چھوڑ کر اپنا حق جو ہے وہ صحیح استعمال کریں، اپنی رائے دیں اور اس کے بعد جو فیصلہ ہو جائے اس کو قبول کر لیں۔ مکمل طور پر اپنی ذاتیات سے بالا ہو کر اپنے فیصلے کریں۔

ذیلی تنظیموں میں بھی ایسے سوالات اٹھتے رہتے ہیں۔ ابھی دو دن پہلے ہی ایک ملک میں ایک مجلس کی لجنہ کا انتخاب ہوا وہاں سے مجھے خط آ گیا کہ کیوں فلاں کو بنایا گیا ہے، فلاں کو کیوں نہیں بنایا گیا۔ وہ تو ایسی ہے، وہ ویسی ہے۔ تو اس قسم کی بیہودگیوں سے ہمیں بچنا چاہئے اور جو بھی بنا دیا جائے اس عرصے کے لئے جب تک وہ بنایا گیا بہرحال اس سے مکمل تعاون کرنا چاہئے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 12 جنوری 2016ء)

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

کیا حضرت یسوع مسیح واقعی پانی پر چلے تھے؟

ڈاکٹر طارق احمد مرزا۔ آسٹریلیا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے منسوب ہونے والے بعض معجزات میں سے ایک یہ معجزہ بھی ان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے کہ انہوں نے پانی پر بھی چل کر دکھایا تھا۔ ان سطور میں اس دعویٰ کا ایک مختصر تحقیقی جائزہ پیش ہے، جس کا پس منظر کچھ یوں ہے کہ عہد نامہ جدید کی تین اناجیل میں ایک واقعہ بیان ہوا ہے جس کے مطابق حضرت یسوع مسیح نے ایک مرتبہ پانی پر چل کر دکھایا تھا۔

واضح رہے کہ قرآن مجید نے، جو کہ محکماتِ فرقانی پر مشتمل اور گزشتہ کتب کے درست مندرجات کا مصدق ہے، نبی اللہ حضرت عیسیٰ مسیح ناصری علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے متبعین کے حالات بیان کرتے ہوئے اس قسم کا کوئی واقعہ یا معجزہ بیان نہیں کیا اور قرآن کریم ہی نہیں بلکہ اناجیل اربعہ میں سے لوقا کی انجیل بھی اس بارہ میں بالکل خاموش نظر آتی ہے۔ ایک اتنا اہم اور غیر معمولی معجزہ اگر واقعۃً رونما ہوا تھا اور جو یسوع مسیح نے اپنی زندگی میں صرف ایک بار دکھایا ہو اس کو یکسر نظرانداز کر دینا لوقا سے بھلا کیسے ممکن ہو سکتا تھا۔ یہی ایک حقیقت اس واقعہ کی صحت کو مشکوک حیثیت دینے کے لئے کافی ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ یہ واقعہ باقی کی تین اناجیل میں بہت بعد میں اضافہ کر کے شامل کیا گیا جس کا اصل مقصد یہ تھا کہ رومن دنیا میں یسوع مسیح کی شخصیت کو ایک مافوق البشر دیومالائی کردار کے طور پر پیش کروا کر لوگوں کو زیادہ سے زیادہ پولوسی عیسائیت سے متاثر کیا جا سکے۔

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ اپنی کتاب "Christianity -A journey from Facts to Fiction" میں اس ضمن میں پولوس کے کردار کے حوالے سے لکھتے ہیں:

" What St Paul changed was only the names of the pagan gods and replaced them with Jesus,God the Father and the Holy Ghost."

یعنی پولوس نے صرف دیومالائی خداؤں کے نام تبدیل کر کے ان کی جگہ یسوع، خداوند باپ اور مقدس روح کے نام ڈال دیئے۔''

(Christianity -A journey from Facts to Fiction صفحہ 136 ۔ایڈیشن چہارم سن اشاعت 2006ء۔ شائع کردہ اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز لمیٹڈ)

چنانچہ قدیم رومن دیومالائی مذہب میں پہلے ہی ایک ایسے معبود کی پرستش کی جاتی تھی جو زلزلوں، آندھیوں اور پانی کا خدا تھا اور نہ صرف وہ خود بلکہ اس کے گھوڑے بھی رتھ سمیت پانی پہ چلنے اور دوڑنے کی قدرت رکھتے تھے۔ اس دیوتا کا لاطینی نام نیپچون تھا جس سے ہمارے نظام شمسی کا ایک سیارہ بھی منسوب ہے۔ (آزاد دائرۃ المعارف وکی پیڈیا زیرعنوان نیپچون Neptune بمطابق اشاعت 21 فروری 2016)۔

یونانی کتب میں یہی دیوتا کچھ اور ناموں سے بھی یاد کیا گیا ہے۔ رومن دنیا کو یسوع مسیح کی شکل میں ایک متبادل معبود پیش کرنے کے لئے ضروری تھا کہ اسے بھی ان طاقتوں سے متصف بیان کیا جائے جو رومن دیوتاؤں سے منسوب تھیں۔ اس کی قلعی مرقس کی انجیل کا ایک فقرہ بھی کھولتا نظر آتا ہے جو اناجیل کے قدیم لاطینی اور کچھ انگریزی تراجم میں موجود ہے مگر جدید تراجم (بشمول اردو) میں سے حذف کیا جا چکا ہے۔ چنانچہ مرقس کی اردو انجیلوں میں لکھا ہے کہ یہ واقعہ رات کے ''پچھلے پہر'' پیش آیا (مرقس باب 6: (45-53) اردو بائبل پی ڈی ایف شائع کردہ Mojzat.org۔ اشاعت بمطابق 14/ فروری 2016)

جبکہ انگریزی ترجمہ میں لکھا ہے کہ یہ واقعہ رات کے ''چوتھے پہر'' پیش آیا تھا۔

"About the **fourth watch** of the night he cometh unto them,walking upon the sea". (Mark6:38)

(بحوالہ: The Holy Bible (Authorised King James Version) شائع کردہ National Publishing Company ایڈیشن 1987 صفحہ 1038

واضح رہے کہ اس علاقہ میں اس زمانہ میں یہودی قانون کے تحت رات کے تین پہر ہی شمار کیے جاتے تھے جبکہ چار پہروں کی رات روم میں رائج تھی ۔

(بحوالہ Smith's Bible Dictionary ۔ ناشر Grand Rapids, MI: Christian Classics Ethereal Library۔ سن اشاعت 2002۔ صفحہ 795)

کیتھولک بائبل پریس امریکہ کی شائع کردہ انگریزی بائبل کے 1993 ایڈیشن میں **رات** کا لفظ اب ہٹا دیا گیا ہے اور اس کی جگہ صبح کے الفاظ لکھ دیئے ہیں:

"And early **in the morning** he came walking toward them on the sea". (Matthew 14:25)

بحوالہ "The Holy Bible.New Revised Standard Version:Catholic Edition. Published by Catholoc Bible Press (1993"

پس حقیقت یہی ہے کہ اس واقعہ کا اصل مصنف ایک خوش اعتقاد رومن شخص ہی ہو سکتا ہے نہ کہ یسوع مسیح کا کوئی حواری یا شاگرد۔

اناجیل کے بیانات میں ابہام وتضادات

اناجیل میں درج اس مبینہ واقعہ کی دیگر جزوی تفصیلات میں بھی کافی ابہام اور تضاد پایا جاتا ہے چنانچہ یوحنا باب:6 (16-21) میں یہ واقعہ کچھ یوں بیان ہوا ہے:

''پھر جب شام ہوئی تو اس کے شاگرد جھیل کے کنارے گئے اور کشتی میں بیٹھ کر جھیل کے پار کفرنحوم کو چلے جاتے تھے۔ اس وقت اندھیرا ہو گیا تھا اور یسوع ابھی تک ان کے پاس نہ آیا تھا۔ اور آندھی کے سبب سے اس جھیل میں موجیں اٹھنے لگیں۔ پس جب وہ کھیتے کھیتے تین چار میل کے قریب نکل گئے تو انہوں نے یسوع کو جھیل پر چلتے اور کشتی کے نزدیک آتے دیکھا اور وہ ڈر گئے۔ مگر اس نے ان سے کہا کہ میں ہوں، ڈرو مت۔ پس وہ اسے کشتی میں چڑھا لینے کو راضی ہوئے اور فوراً وہ کشتی اس جگہ جا پہنچی جہاں وہ جاتے تھے''۔

(یوحنا باب:6(16-21) بحوالہ اردو بائبل پی ڈی ایف شائع کردہ Mojzat.org۔ بمطابق 14 فروری 2016)

مرقس باب 6: (45-53) میں لکھا ہے: ''اور فی الفور اس نے اپنے شاگردوں کو مجبور کیا کہ کشتی پر بیٹھ کر اس سے پہلے اُس پار بیت صدا کو چلے جائیں جب تک وہ لوگوں کو رخصت کرے۔ اور ان کو رخصت کر کے پہاڑ پر دعا کرنے چلا گیا۔ اور جب شام ہوئی تو کشتی جھیل کے بیچ میں تھی اور وہ اکیلا خشکی پر تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ وہ کھینے سے بہت تنگ ہیں کیونکہ ہوا ان کے مخالف تھی تو رات کے پچھلے پہر کے قریب وہ جھیل پر چلتا ہوا ان کے پاس آیا اور ان سے آگے نکل جانا تھا۔ لیکن انہوں نے اسے جھیل پر چلتے دیکھ کر خیال کیا کہ بھوت ہے اور چلّا اٹھے۔ کیونکہ سب اسے دیکھ کر گھبرا گئے تھے مگر اس نے فی الفور ان سے باتیں کیں اور کہا خاطر جمع رکھو، میں ہوں، ڈرو مت۔ پھر وہ کشتی پر ان کے پاس آیا اور ہوا تھم گئی اور وہ اپنے دل میں نہایت حیران ہوئے۔ اس لئے کہ وہ روٹیوں کے بارے میں سمجھے نہ تھے بلکہ ان کے دل سخت ہو گئے تھے۔ اور وہ پار جا کر گنیسرت کے علاقہ میں پہنچے اور کشتی گھاٹ پر لگائی''۔

(مرقس باب 6 : (45-53) بحوالہ اردو بائبل پی ڈی ایف شائع کردہ Mojzat.org۔ اشاعت بمطابق 14/فروری 2016)

مندرجہ بالا دونوں بیانات کے **موٹے موٹے تضادات** یہ ہیں کہ ایک طرف یسوع کے شاگرد کفرنحوم کو جا رہے تھے مگر دوسری طرف لکھا ہے کہ یسوع نے انہیں بیت صدا جانے کو کہا تھا۔ تیسری طرف باوجودیکہ یسوع خود ان سے آملا پھر بھی وہ سب نہ تو بیت صدا اور نہ ہی کفرنحوم بلکہ گنیسرت کے گھاٹ پر پہنچے، جو تمام مختلف مقامات ہیں۔

اسی طرح کشتی کا تین چار میل کے فاصلہ پہ ہونا جھیل کے بیچ میں ہونے سے بھی مختلف بیان ہے۔

اسی طرح سے بعض محققین نے یوحنا باب 6 آیت 1 ('' ان باتوں کے بعد یسوع گلیل کی جھیل یعنی تبریاس کی جھیل کے پار گیا'') سے یہ سوال بھی اٹھایا ہے کہ یسوع اس دن تو پہلے ہی جھیل کے پار موجود تھا تو پھر شاگردوں کو بنفس نفیس دوسری طرف موجود ہو کر انہیں رخصت کرنا کس طرح سے ممکن ہوا؟ وغیرہ۔

اس واقعہ کے حوالہ سے متی کی انجیل کا بیان اور بھی مختلف اور دلچسپ ہے جس نے اپنی انجیل (باب 28-31:14) میں اس واقعہ کی ذیل میں یہ ضمنی تفصیل بھی درج کر دی کہ جب یسوع کے حواری پطرس نے یسوع کو پانی پر چلتے دیکھا تو کہا ''کہ اے خداوند اگر تو ہے تو مجھے حکم دے کہ پانی پر چل کر تیرے پاس آؤں۔ اس نے کہا آ۔ پطرس کشتی سے اتر کر یسوع کے پاس جانے کے لئے پانی پر چلنے لگا۔ جب ہوا دیکھی تو ڈر گیا اور جب ڈوبنے لگا تو چلا کر کہا اے خداوند مجھے بچا۔ یسوع نے فوراً ہاتھ بڑھا کر اسے پکڑ لیا اور اس سے کہا اے کم اعتقاد تو نے کیوں شک کیا؟''

(متی باب 14:28-31 بحوالہ اردو بائبل پی ڈی ایف شائع کردہ Mojzat.org۔ اشاعت بمطابق 14/فروری 2016ء)

اس ذیلی واقعہ کا ذکر بقیہ اناجیل نے نہیں کیا۔ متی کی انجیل کے مطابق یسوع کے متبعین میں سے صرف ایک فرد یعنی پطرس نے پانی پر چلنے کی جرأت تو کی مگر باوجود یسوع کی اعجاز نما موجودگی اور صحبت کے وہ بھی ڈوبنے لگ گیا تھا اور یسوع کو اسے پکڑ کر اس کی جان بچانی پڑی۔

متی کی انجیل میں اس واقعہ کو درج کرنے والے نے مرقس کی طرح ایک ''احتیاط'' یہ بھی برتی کہ یوحنا کی بیان کردہ ''آندھی'' کا ذکر سرے سے غائب کر دیا اور اس کی جگہ ''**ہوا مخالف تھی**'' تحریر کیا۔ آندھی اور مخالف سمت سے چلنے والی ہوا میں بہت فرق ہوتا ہے۔ اور اس کا سبب بعض محققین نے یہ بیان کیا ہے کہ دراصل یسوع جھیل پر بنے عرشہ (jetty) پر چل رہا تھا جو کہ آندھی کے سبب جھیل میں اٹھنے والی بلند موجوں کی وجہ سے زیرآب آ چکا تھا۔ اور یہ بھی ایک روزمرہ کا عام مشاہدہ ہے کہ پانی چڑھا ہو تو عرشے زیرآب آ جاتے ہیں مگر پھر بھی ان پر چلنا ممکن ہوتا ہے اور دور سے دیکھنے والے افراد کو یوں لگتا ہے جیسے کوئی پانی پر چل رہا ہے، خاص طور پر جبکہ رات کا اندھیرا چھا چکا ہو اور تیز ہوا موجیں اڑا رہی ہو۔ اور انگلش بائبل کے مطابق تو اس وقت موجیں نہیں بلکہ پورا سمندر ہی اوپر کو اٹھا ہوا تھا:

"**And the sea arose**" (John 6:18)

(The Holy Bible. Authorised King James Version)

(شائع کردہ National Publishing Company ایڈیشن 1987ء صفحہ 1104)

اکثر عرشے لمبے ہوتے ہیں اور پانی میں دُور تک پہنچے ہوتے ہیں۔ International Journal of Nautical Archaeology کی اشاعت مارچ 2013ء میں یہ تحقیق شائع ہوئی ہے کہ مذکورہ جھیل میں غوطہ خوروں کو کئی ہزار سال پرانا ایک چبوترہ یا پلیٹ فارم دریافت ہوا ہے جو دس میٹر بلند اور ستر (70) میٹر لمبا ہے اور یہ قدرتی نہیں بلکہ پتھروں سے بنایا گیا انسانی تعمیر کا نمونہ ہے جو کہ عموماً آجکل زیرآب ہی رہتا ہے۔

ماہرین تاریخ کے مطابق یہ وہی چبوترہ یا پلیٹ فارم ہو سکتا ہے جس کے اوپر یسوع مسیح چلے تھے اور طغیانی اور اندھیرے کی وجہ سے ان کے شاگردوں کی نظروں کو یہ دھوکہ لگا کہ گویا وہ پانی پہ چل رہے ہیں۔

مزید یہ کہ چونکہ شاگردوں کے لئے کشتی کھینا مشکل تھا کافی دیر بعد بھی باوجود چپّو چلانے کے وہ اس پلیٹ فارم کے قریب ہی تھے مگر انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ تین چار میل دور بلکہ جھیل کے درمیان پہنچ چکے ہیں۔

یہاں یہ دلچسپ حقیقت بیان کرنا مناسب ہوگا کہ بائبل کے ایک اوّلین اردو ترجمہ کے مطابق، جو 1878ء میں شائع ہوا تھا، مسیح کے شاگردوں کو دراصل یہ نظارہ نظر کا دھوکہ ہی معلوم ہوا تھا۔ بنارس ٹرانسلیشن کمیٹی (Banaras Translation Committee) نے یہ ترجمہ براہ راست یونانی زبان سے اردو میں کیا تھا اور اسے رومن اردو میں شائع کیا گیا تھا۔ اس کے الفاظ میں:

"Jab unhon ne use darya par chalte dekha,khiyal kia,ki kuchh dhokha hai"

یعنی: ''جب انہوں نے اُسے دریا پر چلتے دیکھا، خیال کیا، کہ کچھ دھوکہ ہے''۔

(Marqus Bab VI:49 .Injil I Muqaddas (I).Third Edition Published 1878 by British And Foreign Bible Society Instituted In The Year 1804. Page 49)

جدید تراجم میں ''دھوکہ'' کی بجائے ''بھوت'' کا لفظ لکھ دیا گیا ہے۔ اسی طرح سے یہاں ''دریا'' کا لفظ بھی توجہ طلب ہے کیونکہ بعد کے اردو تراجم میں اسے ''جھیل'' اور انگلش تراجم میں سمندر ''sea'' لکھا گیا ہے۔

اگر تو یہ واقعہ کسی دریا پر پیش آیا تھا تو پھر مرقس اور

یوحنا کی اناجیل میں بیان شدہ جغرافیائی مقامات کا ذکر مشکوک ہوکر رہ جاتا ہے۔غالبًا اسی کی پیش بندی کرتے ہوئے متّی نے یسوع مسیح کی طرف منسوب بیان میں کسی مقام کا نام لینے کی بجائے صرف ''اُس پار'' کے الفاظ لکھنے پر اکتفا کیا۔

متی کی انجیل میں بیان کردہ اس واقعہ کو اب ذیل میں نقل کیا جاتا ہے جسے مندرجہ بالا بحث کی روشنی میں پڑھنا کہیں زیادہ دلچسپی کا باعث ہوگا:

''اوراس نے فوراً شاگردوں کو مجبور کیا کہ کشتی میں سوار ہوکراس پار چلے جائیں جب تک وہ لوگوں کو رخصت کرے۔اورلوگوں کو رخصت کر کے تنہا دعا کرنے کے لئے پہاڑ پر چڑھ گیا اور جب شام ہوئی تو وہاں اکیلا تھا۔مگر کشتی اس وقت جھیل کے بیچ میں تھی اور لہروں سے ڈگمگا رہی تھی کیونکہ ہوا مخالف تھی۔اور وہ رات کے چوتھے پہر جھیل پر چلتا ہوا ان کے پاس آیا۔شاگرد اسے جھیل پر چلتے ہوئے دیکھ کر گھبرا گئے اور کہنے لگے کہ بھوت ہے اور ڈر کر چلّا اٹھے۔یسوع نے فوراً ان سے کہا خاطر جمع رکھو، میں ہوں، ڈرومت۔'' (متی باب14:27-22)

(بحوالہ اردو بائبل پی ڈی ایف شائع کردہ Mojzat.org۔ اشاعت بمطابق14 فروری 2016ء)

یہ امر بھی تعجب خیز ہے کہ مبینہ طور پر پانی پر چلنے کے واقعہ کے بارہ میں خود یسوع مسیح اوراس کے شاگرد بعد میں بالکل خاموش رہے اوراسے اپنی صداقت کی تائید میں بطور شہادت یا دلیل پیش نہیں کیا چنانچہ کسی انجیل میں بظاہر اتنے عظیم الشان اور محیر العقول واقعہ کا براہ راست یا بالواسطہ دوبارہ ذکر نہیں ملتا۔اس بارہ میں مروجہ اناجیل کی خاموشی معنی خیز ہے اور جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا لوقا کی انجیل میں تواس واقعہ کا سرے سے کوئی ذکر ہے ہی نہیں۔

بانئ جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود ومہدی موعود علیہ السلام مروجہ اناجیل کے بارہ میں فرماتے ہیں:

''اصل بات یہی ہے کہ زمانہ دراز گزرا ہے۔اصل کتاب موجود نہیں۔نرے تراجم ہی تراجم رہ گئے ہیں۔خدا جانے کیا کچھ ان لوگوں نے اپنی طرف سے بڑھایا اور کیا کیا نکال دیا،اس کا علم خدا ہی کو ہے۔''

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 537)

ادھر ایک آسٹریلین محقق پروفیسر Barbara Thiering نے اپنی ایک کتاب Jesus The Man میں یہ بیان کیا ہے کہ ''پانی پر چلنے'' سے مراد سچ مچ پانی پہ چلنا نہیں بلکہ یہ محض ایک مروجہ اصطلاح تھی جو یہودی رَبّیوں کی اس رسم کے لئے استعمال ہوتی تھی جب کوئی غیر یہودی (جو شریعت کے پابند نہ تھے مگر) یہودی سوسائٹی کا حصہ بننا چاہتے اوراس مقصد کے لئے انہیں ایک کشتی میں بٹھا کر پانی میں انتظار کروایا جاتا اور پھر ایک ربّی عرشہ پر چل کر کشتی تک پہنچتا اور انہیں برکت دے کر سوسائٹی کا غیر یہودی ممبر بنا دینے کی رسم پوری کرتا۔رَبی کے عرشہ پر چلنے کو اصطلاحاً ''پانی پر چلنا'' قرار دیا جاتا چنانچہ مذکورہ رات کو حضرت عیسیٰؑ نے کسی ربی کی بجائے خود یہ رسم سرانجام دے کر سب کو گویا پیغام دیا کہ اب یہ رسم سرانجام دینا ان کا ہی حق ہے نہ کہ ان ربّیوں کا جواُن پر ایمان نہیں لائے۔

(خلاصۃً بحوالہ "Jesus The Man":By Dr Barbra Thiering.Corgi Edition Published 1993.Page 123

لیکن اصطلاح کے علاوہ یہ نظارہ ایک کشف یا رؤیا بھی ہوسکتا ہے۔ چنانچہ حکم وعدل حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک مرتبہ رؤیا میں دیکھا کہ آپ ہوا میں تیر رہے ہیں اورفرماتے ہیں کہ ''عیسیٰؑ تو پانی پر چلتے تھے اور میں ہوا پر تیر رہا ہوں''۔

(روزنامہ الفضل ربوہ۔2فروری2016ء صفحہ نمبر6)

پس حضرت عیسیٰؑ کا پانی پر چلنا ایسا ہی ہوسکتا ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ کا ہوا میں تیرنا۔جس سے استنباط کرتے ہوئے مصلح موعود حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا کہ ''اس رؤیا کے ماتحت میں سمجھتا ہوں کہ وہ زمانہ آنے والا ہے کہ...... جلسہ کے ایام میں تھوڑے تھوڑے وقفے پر یہ خبریں بھی ملا کریں گی کہ ابھی ابھی فلاں ملک سے اتنے ہوائی جہاز آئے ہیں۔''

(روزنامہ الفضل ربوہ۔2فروری2016ء صفحہ نمبر6)

پس کسی بشر کا،خواہ وہ نبی و رسول بھی ہو،بغیر کسی سہارے کے ہوا میں اڑنا یا پانی پر چلنا ایک تمثیل،ایک رؤیا یا کشفی نظارہ تو ہوسکتا ہے مگر مادی یا جسمانی ہرگز نہیں۔

وَمَاعَلَینا الّا البلٰغ۔

بقیہ: جماعت احمدیہ میں عہدیداروں کا طریقِ انتخاب

از صفحہ 20

مت کر کیونکہ اگر درخواست سے تجھ کو (عہدہ یا حکومت) ملے تو اس کا بوجھ تجھ پر ہوگا اور اگر بغیر سوال کے ملے تو خداتعالیٰ کی نصرت شاملِ حال ہوگی۔''

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس ضمن میں حضرت مصلح موعودؓ کا یہ حوالہ بھی پیش فرمایا:

''**بعض لوگوں کو یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ اس قسم کے عہدے لینے کے لئے مجالس میں شامل ہوتے ہیں۔ایسے لوگ لعنت ہوتے ہیں اپنی قوم کے لئے اورلعنت ہوتے ہیں اپنے نفس کے لئے۔** وہ وہی ہیں جن کے متعلق خداتعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے **فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلٰوتِهِمْ سَاهُوْنَ۔ الَّذِیْنَ هُمْ یُرَآءُوْنَ** (الماعون:5 تا7) ریا ہی ریا ان میں ہوتی ہے۔کام کرنے کا شوق ان میں نہیں ہوتا۔''

حضرت مصلح موعودؓ اس ضمن میں مزید فرماتے ہیں:

''کارکنوں کو چاہئے کہ تندہی سے کام کریں۔ یہ خواہش کہ ہمارا نام ونمود ہو ایسا خیال ہے جو خراب کرتا ہے۔اس خیال کے ماتحت بہت لوگ خراب ہو گئے ہیں، ہوتے ہیں، ہوتے رہیں گے۔تم اللہ سے ڈرو اور اسی سے خوف کرو اوراس بات کو مدنظر رکھو کہ اس کا کام کر کے اس سے انعام کے طالب ہو......اورلوگوں سے مدح اورتعریف نہ چاہو۔اللہ تعالیٰ ہمارے کاموں میں للّٰہیت پیدا کرے۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے اور مجھ پر بھی رحم کرے۔آمین''۔

(خطبات مسرور جلد اول صفحہ 528 تا530)

....

ان تمام امور کی روشنی میں جماعت احمدیہ میں عہدیداران کو منتخب کرنے کیلئے چند عمومی قواعد ذیل میں درج ہیں۔مقامی اور ملکی سطح پر انتخابات کے تفصیلی قواعد جاننے کیلئے ملاحظہ ہوں قواعد نمبر 215 تا 290 (قواعد وضوابط تحریک جدید انجمن احمدیہ، ایڈیشن 2008):

عمومی قواعد:

قاعدہ نمبر221:

یہ بات ذہن نشین رہنی چاہئے کہ تمام عہدیداران:

(الف) داڑھی رکھتے ہوں۔ استثنائی صورت میں (داڑھی نہ رکھنے والے کا بھی انتخاب ہوسکتا ہے لیکن) اس کی اجازت حضرت خلیفۃ المسیح سے لینا ضروری ہوگا۔

(ب) معروف طور پر متقی ہوں۔

قاعدہ نمبر222:

(الف) درج ذیل افراد کسی بھی جماعتی انتخاب میں ووٹ دینے کے اہل نہ ہوں گے۔

- **ایسا شخص جو لازمی چندہ جات کا نادہندہ ہو۔**
- **ایسا شخص جس کی عمر 18 سال سے کم ہو۔**
- **ایسے افراد جن کے خلاف نظام جماعت نے تعزیری کارروائی کی ہو۔**

نوٹ: ایسے زیرتعزیر افراد کو حضرت خلیفۃ المسیح کی طرف سے معاف کیے جانے کے بعد تین سال کا عرصہ گزرنے پر دوبارہ الیکشن میں حصہ لینے کی اجازت ہوگی۔

- **ایسے عہداران جنہیں نظام جماعت نے بوجوہ معطل کردیا ہو (معطّلی کے عرصہ کے دوران)۔**

(ب) ایسے بقایا داران/ نادھندگان، جو انتخاب کی تاریخ کے اعلان کے بعد اپنا چندہ ادا کریں وہ اس انتخاب میں حصہ نہیں لے سکتے۔محض انتخاب میں حصہ لینے کی خاطر چندے کی ادائیگی کی سختی سے حوصلہ شکنی کی جانی چاہئے۔

(ج) ایک نومبائع اپنی بیعت کے ایک سال کے بعد انتخاب میں حصہ لینے کا حق دار ہوگا۔ بشرطیکہ وہ قواعد و ضوابط میں دی گئی تمام دوسری شرائط پوری کرتا ہو۔

نوٹ نمبر1: چندہ ادا کرنے والے ممبر سے مراد ایسا شخص ہے جو چھ ماہ یااس سے زائد کے لازمی چندہ جات کا بقایادار نہ ہو،اس شرط سے وہ افراد مستثنیٰ ہیں جنہوں نے مرکز سے بقایاجات کی بالاقساط ادائیگی یا رعایتی شرح سے چندہ کی ادائیگی کی اجازت حاصل کی ہو۔تاہم ایسے تمام افراد کسی جماعتی عہدہ یا مجلس انتخاب کے ممبر کی حیثیت سے منتخب نہیں کئے جاسکتے سوائے اس کے کہ مرکز کی طرف سے قبل از وقت ان کے انتخاب کی اجازت حاصل کرلی گئی ہو۔

نوٹ نمبر2: ایسا شخص جو اپنی متعلقہ ذیلی تنظیم (مجلس انصاراللہ/مجلس خدام الاحمدیہ) کے چندہ مجلس کا چھ ماہ سے زیادہ کا بقایادار اور چندہ سالانہ اجتماع کا ایک سال سے زائد عرصہ کا بقایادار ہو وہ کسی بھی جماعتی عہدہ کے لئے منتخب نہیں ہوسکتا۔

....

ان معروف قواعد کی تھوڑی سی مزید تشریح کی جاتی ہے کہ جن عہدیداروں کا انتخاب کیا جائے وہ شعار اسلامی پر پابند ہوں۔جن میں ایک اہم چیز داڑھی کا رکھنا ہے۔ داڑھی رکھنا سنت نبوی ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اور آپ کے خلفاء نے وقتاً فوقتاً اس کی طرف توجہ بھی دلائی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ سے ایک عرب نے داڑھی کی نسبت دریافت کیا تو حضرت اقدسؑ نے فرمایا:

''یہ انسان کے دل کا خیال ہے بعض انگریز تو داڑھی اور مونچھ سب کچھ منڈوا دیتے ہیں وہ اسے خوبصورتی خیال کرتے ہیں اور ہمیں اس سے ایسی کراہت آتی ہے کہ سامنے ہو تو کھانا کھانے کو جی نہیں چاہتا۔داڑھی کا جو طریق انبیاء اور راستبازوں نے اختیار کیا وہ بہت پسندیدہ ہے البتہ اگر بہت لمبی ہو جاوے تو کٹوا دینی چاہئے ایک مشت رہے۔خدا نے یہ ایک امتیاز مرد اور عورت کے درمیان رکھ دیا ہے۔'' (ملفوظات جلد نمبر4 صفحہ388۔ ایڈیشن 1985ء۔مطبوعہ انگلستان)

حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 14 فروری1945ء میں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

''اصل بات یہ ہے کہ گو داڑھی کو مذہب میں کوئی بڑا دخل نہیں لیکن اغیار تمہاری داڑھیوں کو، سر کے بالوں کو اور تمہارے کپڑوں کو اس نظر سے دیکھتے ہیں کہ تم اپنے مذہب کے لئے کتنی غیرت رکھتے ہو اور تم اسلامی شعار کو قائم کرنے کی کس قدر کوشش کرتے ہو۔''

فرماتے ہیں:

''جب تم داڑھی منڈواتے ہو یا چھوٹی چھوٹی داڑھی رکھتے ہو تم اپنے منہ سے اقرار کرتے ہو کہ اسلام کے احکام پر عمل نہیں ہوسکتا پھر تم یہ بتاؤ تم دوسروں پر کیا اثر ڈال سکتے ہو۔''

آپ نے اس خطبہ میں فرمایا کہ داڑھی رکھنے میں بھی کئی حکمتیں اور مصالح ہیں، یہ جسمانی صحت کے لئے مفید ہے اور جماعتی تنظیم کے لئے بھی بہت فائدہ مند ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھیں مشعل راہ جلد اول صفحہ 402-401)

خطبہ جمعہ 18 اپریل میں آپ نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

''اسی طرح داڑھی رکھنے کا مسئلہ ہے آپ نے فرمایا (یعنی حضرت مسیح موعودؑ نے) کہ ہم تو نصیحت کردیتے ہیں جسے ہمارے ساتھ محبت ہوگی وہ خود رکھے گا، ہماری داڑھی ہے اور جو ہمارے ساتھ محبت کرے گا، وہ خود رکھ لے گا،تو کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ اب ہمیں داڑھی رکھنے پر کوئی زور نہیں دینا چاہئے۔پس عہدیداروں کا داڑھی رکھنا اس بات کی نشاندہی ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور ہم نے اس پر پابند ہونا ہے۔''

(مشعل راہ جلد اول صفحہ 38)

متعلقہ قواعد میں ایک بات یہ ہے کہ ایسا شخص جس کو کسی عہدہ کے لئے چنا جائے وہ متقی ہو۔تقویٰ کا پیمانہ ناپنے کا آلہ تو اللہ کے پاس ہے،کوئی انسان کسی کے تقویٰ کو ناپ تول نہیں سکتا، جو ظاہری حالات ہوں اس سے انسان پتہ لگا سکتا ہے کہ کسی کے اخلاق کیسے ہیں اس لئے درج ذیل باتوں کی طرف توجہ ہونی چاہئے کہ ایسا شخص متکبر نہ ہو۔خود غرض نہ ہو۔غیبت کرنے والا نہ ہو، باتوں کو غیر ضروری طور پر ادھر ادھر پھیلانے والا نہ ہو،جس سے بدامنی ہوتی ہو یا لوگوں کے اندر بے چینی پیدا کرنے والی ہوں۔ اس کے اندر پیار، نرمی ، اخوت، محبت اور جماعت کے افراد کے لئے ہمدردی پائی جاتی ہو۔اور وہ صبر وتحمل رکھنے والا ہو۔

حضرت مسیح موعودؑ کا تو مشن ہی تقویٰ پیدا کرنا تھا آپ نے جماعت کو بار بار تقویٰ کی راہ اختیار کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے اور بعض اوقات اس پر بے چینی کا اظہار بھی فرمایا۔ایک موقع پر آپ نے فرمایا:

''خداتعالیٰ کی عظمت کو یاد کر کے سب ترساں رہو اور یاد رکھو کہ سب اللہ کے بندے ہیں کسی پر ظلم نہ کرو۔ نہ تیزی کرو نہ کسی کو حقارت سے دیکھو جماعت میں اگر ایک آدمی گندہ ہوتا ہے تو وہ سب کو گندہ کر دیتا ہے اگر حرارت کی طرف تمہاری طبیعت کا میلان ہو تو پھر اپنے دل کو ٹٹولو کہ یہ حرارت کس چشمہ سے نکلی ہے یہ مقام بہت نازک ہے۔''

(ملفوظات جلد4 صفحہ 9)

پھر فرمایا:

''اہل تقویٰ کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کریں یہ تقویٰ کی ایک شاخ ہے...... میں نہیں چاہتا کہ میری جماعت والے آپس میں ایک دوسرے کو چھوٹا یا بڑا سمجھیں یا ایک دوسرے پر غرور کریں یا نظر استخفاف سے دیکھیں خدا جانتا ہے کہ بڑا کون ہے یا

چھوٹا کون ہے یہ ایک قسم کی تحقیر ہے جس کے اندر حقارت ہے ڈرے کہ یہ حقارت بیج کی طرح بڑھے اور اس کی ہلاکت کا باعث ہو جاوے۔ بعض آدمی بڑوں سے مل کر بڑے ادب سے پیش آتے ہیں لیکن بڑا وہ ہے جو مسکین کی بات مسکینی سے سنے۔ اس کی دلجوئی کرے اس کی بات کی عزت کرے کوئی چڑ کی بات منہ پر نہ لاوے کہ جس سے دکھ پہنچے۔''

فرمایا: ''خدا کے کلام سے پایا جاتا ہے کہ متقی وہ ہوتے ہیں جو حلیمی اور مسکینی سے چلتے ہیں وہ مغرورانہ گفتگو نہیں کرتے ان کی گفتگو ایسی ہوتی ہے جیسے چھوٹا بڑے سے گفتگو کرے ہم کو ہر حال میں وہ کرنا چاہئے جس سے ہماری فلاح ہو، اللہ تعالیٰ کسی کا اجارہ دار نہیں وہ خاص تقویٰ کو چاہتا ہے۔ جو تقویٰ کرے گا وہ مقام اعلیٰ کو پہنچے گا۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 37-36 لندن ایڈیشن)

اپنی جماعت کی خیرخواہی کے لئے زیادہ ضروری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ تقویٰ کی بابت نصیحت کی جاوے کیونکہ یہ بات عقلمند کے نزدیک ظاہر ہے کہ بجز تقویٰ اور کسی بات سے اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہوتا...... ہماری جماعت کو خاص کر تقویٰ کی ضرورت ہے خصوصاً اس خیال سے بھی کہ وہ ایک ایسے شخص سے تعلق رکھتے ہیں اور اس کے سلسلہ کی بیعت میں ہیں جس کا دعویٰ ماموریت کا ہے تا وہ لوگ جو خواہ کسی قسم کے بغضوں، کینوں یا شرکوں میں مبتلا تھے یا کیسے ہی روبہ دنیا تھے ان تمام آفات سے نجات پاویں۔''

(صفحہ 10)

عہدیداران کا تعلق چونکہ لوگوں سے ہوتا ہے ان کا دن رات کا واسطہ ان سے پڑتا ہے اس لئے یہ اقتباسات چنے گئے ہیں۔ ورنہ تقویٰ کے بارے میں حضرت اقدسؑ کی کتب بھری پڑی ہیں جن سے تقویٰ کی اہمیت اور برکات معلوم ہو سکتی ہیں۔

....

قواعد وضوابط میں ایک اور بات جس کا ذکر ہے اور کبھی کبھی اِکّا دُکّا اس بات کا اظہار کر دیتے ہیں کہ چندوں پر کیوں زور دیا جاتا ہے اور قواعد میں یہ بات کیوں رکھی گئی ہے۔ اس لئے اس موقعہ پر یہ بھی مناسب ہے کہ چندوں کی برکت اور اس کا مقصد بھی بیان کیا جائے اور عہدیداران کو تو ہر لحاظ سے معیاری ہونا چاہئے خواہ اس کا تعلق خدا تعالیٰ سے ہو خواہ بندوں سے ہو۔

اللہ تعالیٰ قران کریم میں فرماتا ہے: ''اور اللہ کے راستے میں (مال و جان) خرچ کرو اور اپنے ہی ہاتھوں (اپنے آپ کو) ہلاکت میں مت ڈالو۔ (البقرۃ:2:196)

سورۃ آل عمران آیت 93 میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو فرمایا کہ: ''تم کامل نیکی کو ہرگز نہیں پا سکتے جب تک اپنی پسندیدہ اشیاء میں سے (خدا کے لئے) خرچ نہ کرو اور جو کوئی چیز بھی تم خرچ کرو اللہ اسے یقیناً خوب جانتا ہے۔''

صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ میں یہ روایت آتی ہے کہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ اپنی نسبتی ہمشیرہ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ کو نصیحت فرمائی کہ اللہ کی راہ میں گن گن کر خرچ نہ کیا کرو، ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمہیں گن گن کر ہی دیا کرے گا اپنے روپیوں کی تھیلی کا منہ (بخل کی راہ سے) بند کر کے نہ بیٹھ جانا ورنہ پھر اس کا منہ بند ہی رکھا جائے گا۔ جتنی طاقت ہے دل کھول کر خرچ کیا کرو۔''

(مالی قربانی ایک تعارف ناشر تحریک جدید انجمن احمدیہ صفحہ 13-12)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے چندوں اور مالی قربانی، اس کی ضروریات اور اہمیت کو بھی متعدد مرتبہ بیان فرمایا۔ اشتہار تبلیغ رسالت میں آپ فرماتے ہیں:

''خدا تعالیٰ نے متواتر ظاہر کر دیا ہے کہ واقعی اور قطعی طور پر وہی شخص اس جماعت میں داخل سمجھا جائے گا جو اپنے عزیز مال کو اس راہ میں خرچ کرے گا۔''

(مالی نظام حصہ دوم نظارت بیت المال صفحہ 3)

پھر فرماتے ہیں:

''قوم کو چاہئے کہ ہر طرح سے اس سلسلہ کی خدمت بجا لاوے۔ مالی طرح پر بھی خدمت کی بجا آوری میں کوتاہی نہیں چاہئے۔ دیکھو دنیا میں کوئی سلسلہ بغیر چندہ کے نہیں چلتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ سب رسولوں کے وقت چندے جمع کئے گئے۔ پس ہماری جماعت کے لوگوں کو بھی اس امر کا خیال ضروری ہے۔'' (مالی نظام۔ حصہ اول صفحہ 56)

ان اقتباسات سے یہ بات ظاہر و باہر ہے کہ مالی قربانی سے انسان کو خدا تعالیٰ کا قرب، تزکیۂ نفس اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے اور یہ ہر احمدی کا فرض اوّلین ہے کہ مالی قربانیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے۔ آخری زمانے میں چونکہ اشاعت اسلام حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ ہوئی ہے جس کا سورۃ الصّف کے آخری رکوع میں ذکر بھی ہے کہ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو کیا میں تمہیں ایک ایسی تجارت پر مطلع کروں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دے گی؟ تم جو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہو اور اللہ کے راستے میں اپنے اموال اور اپنی جانوں کا ساتھ جہاد کرتے ہو یہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو، وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں ایسی جنتوں میں داخل کر دے گا جن کے دامن میں نہریں بہتی ہیں اور ایسے پاکیزہ گھروں میں بھی جو ہمیشہ رہنے والی جنتوں میں ہیں یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

(سورۃ الصّف 13-61:11)

تو مالی قربانی تزکیۂ نفس کے لئے ہے۔ اس وجہ سے انتخاب قواعد وضوابط میں یہ بات شامل ہے کہ ایسا شخص جسے لوگوں کی خدمت پر مامور کیا گیا ہے انہیں ایک رول ماڈل بننا چاہئے اور ان کی مالی قربانیاں بھی معیاری ہونی چاہئیں۔

....

اب چندہ عام کی شرح 1/16 ہے۔ جماعت کے قواعد کے مطابق ایسا شخص ہی الیکشن میں حصہ لے سکتا ہے اور ووٹ دے سکتا ہے جس کا چندہ معیاری ہو اور باشرح ہو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ پھر فرماتے ہیں:

''میری ساری زندگی کا تجربہ ہے کہ جو لوگ مالی قربانی میں خدا تعالیٰ سے صاف معاملہ نہیں رکھتے اور تقویٰ کے ساتھ اپنے مال میں سے اللہ اور اس کے دین کا حصہ الگ نہیں کرتے ان کے دیگر معاملات بھی بگڑ جاتے ہیں، گھروں کا سکون تباہ ہو جاتا ہے، کاروبار میں نقصان اٹھانے لگتے ہیں، اولاد کی تربیت میں بگاڑ آ جاتا ہے اور بالعموم انسان کی زندگی سے برکتیں اٹھ جاتی ہیں۔ پھر ایسے لوگوں کے دعوت الی اللہ کے کام میں بھی کوئی جان اور قوت پیدا نہیں ہوتی۔ اس لئے اس مسئلہ کو معمولی نہ سمجھیں۔ خدا خوفی کے ساتھ، اپنے ہی بھلے کے لئے اس طرف پوری توجہ دیں۔ اور یقین رکھیں کہ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے سے مال بڑھتے ہی ہیں، گھٹتے ہرگز نہیں۔''

(مالی نظام۔ حصہ اول صفحہ 96 ناشر صدر انجمن احمدیہ پیغام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع)

پس یہ وہ راز ہیں مالی قربانی کے، عہدیداروں کو اس پر خود عمل کرنا چاہئے تا کہ دوسروں سے عمل کرا سکیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ مالی قربانی کو قواعد وضوابط میں رکھا گیا ہے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے متعدد بار تحریک جدید اور وقفِ جدید کے نئے سالوں کے آغاز پر اعلان میں متعدد واقعات ایسے سنائے ہیں کہ کس طرح خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے افراد مالی قربانیوں میں آگے سے آگے بڑھتے چلے جا رہے ہیں اور ان مالی قربانیوں کے نتیجے میں خدا تعالیٰ انہیں کس طرح روحانی اور تعلق باللہ جیسی کامیابیوں سے نواز رہا ہے۔ الحمدللہ۔ اس لئے یہ مالی قربانی کا مطالبہ بار بار کیا جا رہا ہے کہ خاص طور پر وہ لوگ جن کو جماعت کی خدمات سپرد ہیں وہ ایک اعلیٰ نمونہ قائم کریں اور دوسروں کے لئے رول ماڈل بنیں۔

....

عہدیداروں کو نصیحت

حضور نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 5 دسمبر 2003ء میں عہدیداران کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

''پھر آخر میں خلاصۃً دوبارہ بیان کر دیتا ہوں کہ جو باتیں مَیں نے کہی ہیں عہدیداران کے لئے اور یہ خلفائے سلسلہ کہتے چلے آئے ہیں پہلے بھی لیکن ایک عرصہ گزرنے کے بعد بعض باتیں یاد نہیں رہتیں۔ جو نئے آنے والے عہدیداران ہوتے ہیں جو نہیں سمجھ رہے ہوتے صحیح طرح اس لئے بار بار یاددہانی کروانی پڑتی ہے۔ تو خلاصۃً یہ باتیں ہیں:

(1)...... عہدیداران پر خود بھی لازم ہے کہ اطاعت کا اعلیٰ نمونہ دکھائیں اور اپنے سے بالا افسر یا عہدیدار کی مکمل اطاعت اور عزت کریں۔ اگر یہ کریں گے تو آپ کے نیچے جو لوگ ہیں، افراد جماعت ہوں یا کارکنان، آپ کی مکمل اطاعت اور عزت کریں گے۔

(2)...... یہ ذہن میں رکھیں کہ لوگوں سے نرمی سے پیش آنا ہے۔ ان کے دل جیتنے ہیں، ان کی خوشی غمی میں ان کے کام آنا ہے۔ اگر آپ یہ فطری تقاضے پورے نہیں کرتے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے عہدیدار کے دل میں تکبر پایا جاتا ہے۔

(3)...... امراء اور عہدیداران یا مرکزی کارکنان یہ دعا کریں کہ ان کے ماتحت یا جن کا ان کو نگران بنایا گیا ہے، شریف النفس ہوں، جماعت کی اطاعت کی روح ان میں ہو اور نظام جماعت کا احترام ان میں ہو۔

(4)...... کبھی کسی فرد جماعت سے کسی معاملہ میں امتیازی سلوک نہ کریں اور یہ بھی یاد رکھیں کہ بعض لوگ بڑے ٹیڑھے ہوتے ہیں۔ مجھے علم ہے کہ امراء کے، عہدیداران کے، یا نظام جماعت کے ناک میں دم کیا ہوتا ہے ایسے لوگوں نے لیکن پھر بھی ان کی بدتمیزیوں کو جس حد تک برداشت کر سکتے ہیں کریں اور ان کی طرف سے پہنچنے والی تکلیف پر کسی قسم کا شکوہ نہ کریں، بدلہ لینے کا خیال بھی کبھی دل میں نہ آئے۔ ان کے لئے دعا کریں، اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں۔

(5)...... پھر یہ کہ نظام جماعت کا استحکام اور حفاظت سب سے مقدم رہنا چاہئے اور اس کے لئے ہمیشہ کوشش کرتے رہنا چاہئے۔ پھر کبھی اپنے گرد 'جی حضوری' کرنے والے یا خوشامد کرنے والے لوگوں کو اکٹھا نہ ہونے دیں۔ جن عہدیداروں پر ایسے لوگوں کا قبضہ ہو جاتا ہے پھر ایسے عہدیداران سے انصاف کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ ایسے عہدیدار پھر ان لوگوں کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بن جاتے ہیں۔ تبھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دعا کی تلقین فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی بُرے مشیر میرے اردگرد اکٹھے نہ کرے۔

(6)...... پھر یہ بھی یاد رکھنے والی بات ہے جیسا کہ مَیں بیان بھی کر چکا ہوں کہ جہاں نظام جماعت کے تقدّس پر حرف نہ آتا ہو، عفو اور احسان کا سلوک کریں۔ ان کے لئے مغفرت مانگیں جو ان کی اصلاح کا موجب بنے۔ یہ تو عہدیدارن کے لئے ہے لیکن آخر میں مَیں پھر احباب جماعت کے لئے ایک فقرہ کہہ دیتا ہوں کہ آپ پر بھی، جو عہدیدار نہیں ہیں، ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ کا کام صرف اطاعت، اطاعت اور اطاعت ہے اور ساتھ دعا کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی ذمہ داریاں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔''

(خطبات مسرور جلد اول صفحہ 532-531)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہ نصیحت بھی فرمائی کہ:

''جماعت احمدیہ میں عہدیدار اسٹیجوں پر بیٹھنے یا رعونت سے پھرنے کے لئے نہیں بنائے جاتے بلکہ اس تصور سے بنائے جاتے ہیں کہ قوم کے سردار قوم کے خادم ہیں۔...... **وہ تمام عہدیدار چاہے ذیلی تنظیموں کے عہدیدار ہوں، چاہے جماعتی عہدیدار ہوں، خلیفۂ وقت کے نمائندے کے طور پر اپنے اپنے علاقہ میں متعین ہیں اور ان سے یہی امید کی جاتی ہے اور یہی تصور ہے کہ وہ خلیفۂ وقت کے نمائندے ہیں۔ اگر وہ اپنے علاقہ کے احمدیوں کے حقوق ادا نہیں کر رہے، ان کی غمی خوشی میں شریک نہیں ہو رہے، ان سے پیار محبت کا سلوک نہیں کر رہے، یا اگر خلیفۂ وقت کی طرف سے کسی معاملہ میں رپورٹ منگوائی جاتی ہے تو بغیر تحقیق کے مکمل طریق کے جواب دے دیتے ہیں یا کسی ذاتی عناد کی وجہ سے، جو خدا نہ کرے ہمارے کسی عہدیدار میں ہو، غلط رپورٹ دے دیتے ہیں تو ایسے تمام عہدیدار گنہگار ہیں۔''**

(خطبات مسرور جلد اول صفحہ 517-516)

....

احباب کو نصیحت

حضور انور نے جہاں عہدیداروں کو نصائح فرمائیں وہاں احباب جماعت کو بھی ان کے عہدیداروں کے تعلق میں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

''اب مَیں افراد جماعت کو بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں کہ ان کا نظام جماعت میں کیا کردار ہونا چاہئے۔ پہلی بات یاد رکھیں کہ **جتنے زیادہ افراد جماعت کے معیار اعلیٰ ہوں گے اتنے زیادہ عہدیداران کے معیار بھی اعلیٰ ہوں گے۔** پس ہر کوئی اپنے آپ کو دیکھے اور ان معیاروں کو اونچا کرنے کی کوشش کرے اور اپنے فرائض یعنی ایک فرد جماعت کے عہدیدار کے لئے کہ اطاعت کرنی ہے اس کے بھی اعلیٰ نمونے دکھائیں۔ یہ نمونے جب آپ دکھا رہے ہوں گے تو اپنی نسلوں کو بھی بچا رہے ہوں گے۔ انہی نمونوں کو دیکھتے ہوئے آپ کی اگلی نسل نے بھی چلنا ہے اور انہیں نمونوں پر جو نسلیں قائم ہوں گی وہ آئندہ جب عہدیدار بنیں گی تو وہ وہی نمونے دکھا رہی ہوں گی جو اعلیٰ اخلاق کے نمونے ہوتے ہیں۔...... امیر کی اور نظام جماعت کی اطاعت کے بارے میں یہ حکم ہے۔ لوگ تو یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم خلیفہ کی اطاعت سے باہر نہیں ہیں، مکمل طور پر اطاعت میں ہیں، ہر حکم ماننے کو تیار ہیں۔ لیکن فلاں عہدیدار یا فلاں امیر میں فلاں فلاں نقص ہے اس کی اطاعت ہم نہیں کر سکتے۔ تو **خلیفۂ وقت کی اطاعت اسی صورت میں ہے جب نظام کے ہر عہدیدار کی اطاعت ہے۔ اور تب ہی اللہ کے رسول کی اور اللہ کی اطاعت ہے۔''**

(خطبات مسرور جلد دوم صفحہ 955)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت میاں نور محمد صاحب کھوکھرؓ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 28/اکتوبر 2011ء میں حضرت میاں نور محمد صاحب کھوکھرؓ آف امیر پور ضلع ملتان کا مختصر ذکرِخیر شامل اشاعت ہے۔

حضرت میاں نور احمد صاحب مدرس مدرسہ امدادی بستی وریام کملانہ (شورکوٹ ضلع جھنگ) کا ذکر حضرت مہدی معہود نے ''حقیقۃ الوحی'' کے نشان نمبر 141 میں فرمایا ہے۔ آپؓ کے کہنے پر آپ کے چھوٹے بھائی حضرت میاں نور محمد صاحب نے استخارہ کیا اور 15/اگست 1907ء کو قادیان جاکر حضورؑ کی زیارت اور بیعت کی توفیق پائی۔ بیعت کے بعد حضرت اقدسؑ نے آپ سے ملتان میں سلسلہ کی مخالفت کے حالات دریافت فرمائے تو آپ نے عرض کیا بہت لوگ مخالف ہیں۔ اس پر حضرت اقدس نے ایک روح پرور تقریر فرمائی جس کے آخری الفاظ یہ تھے: خداتعالیٰ کی قدرت دیکھو کہ جہاں ہماری مخالفت میں زیادہ شور اٹھا ہے وہاں ہی زیادہ جماعت تیار ہوئی ہے جہاں مخالفت کم ہے وہاں ہماری جماعت بھی کم ہے۔

حضرت میاں نور محمد صاحبؓ غریبوں کے ہمدرد اور منکسر المزاج شخص تھے۔ نماز تہجد کے پابند اور بہت دعاگو تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کا ذکر کرتے ہوئے آپ کی آنکھوں سے اکثر آنسو رواں ہو جاتے تھے۔ گنگارام ہسپتال لاہور میں 28/اکتوبر 1949ء کو آپؓ کی وفات ہوئی۔ حضرت مصلح موعودؓ نے آپؓ کا جنازہ پڑھایا۔

''وقت کم ہے بہت ہیں کام چلو''

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 3/نومبر 2011ء میں مکرم پروفیسر راجا نصراللہ خان صاحب کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں وقت کی اہمیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا تھا کہ اَنْتَ الشَّیْخُ الْمَسِیْحُ الَّذِیْ لَایُضَاعُ وَقْتُہٗ کہ تُو وہ بزرگ مسیح ہے جس کا وقت ضائع نہیں کیا جائے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے سورۃ العصر کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: ''زمانہ جس طرح پر تیزی سے گزر رہا ہے اسی طرح ہماری عمریں تیزی سے گزر رہی ہیں۔ ...... اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ شریف میں جہاں انسانی عمر کے اس طرح تیزی سے گزرنے کی طرف متوجہ کیا ہے۔ ساتھ ہی اس سورۃ میں اس کا علاج بتایا ہے کہ تمہیں زمانہ کی پروا نہیں اگر ہمارا حکم مان لو۔ اس حکم کی تعمیل سے تم زندہ جاوید ہو جاؤ گے اور وہ یہ ہے کہ آپ مومن بنو اور اعمال صالحہ کرو۔ دوسرے کو مومن بناؤ اور حق کی وصیت کرو۔ حق کے پہنچانے میں تکالیف سے نہ ڈرو اور صبر و استقلال سے کام لو۔ اس علاج پر اگر مومن عمل کرے اور اس کو اپنا دستورالعمل بنالے تو یقیناً یقیناً وہ ہمیشہ کی زندگی پالے گا''۔

عام طور پر کہتے ہیں کہ فلاں شخص اپنا وقت ضائع کر رہا ہے جبکہ حقیقت یہ ہوتی ہے کہ وہ شخص خود کو ضائع کر رہا ہوتا ہے۔ اور اپنی زندگی کو تعمیری اور کامیاب بنانے کے مواقع ضائع کر رہا ہوتا ہے۔ وقت کی مثال برف کی طرح ہے جس نے آخرکار پگھل ہی جانا ہے۔ چنانچہ زندگی کے آخری ایام میں ٹامس ایڈیسن سے پوچھا گیا کہ دنیا میں سب سے قیمتی شے کیا ہوتی ہے؟ وہ بولا ''وقت۔ کیونکہ آپ ایک ملین ڈالر دے کر بھی گزرا ہوا منٹ نہیں خرید سکتے''۔

بائبل میں وقت کی قدر نہ کرنے والوں کی ایک تمثیل بیان ہوئی ہے۔ دس کنواریاں اپنی مشعلیں لے کر ایک دولہا کے استقبال کے لئے نکلیں ان میں سے پانچ بیوقوف تھیں اور پانچ عقلمند۔ بیوقوف کنواریوں نے اپنی مشعلیں لیں لیکن (وقت پر) ان میں تیل نہ ڈالا۔ عقلمند کنواریوں نے اپنی مشعلیں ہر طرح سے تیار رکھیں۔ دولہا نے دیر لگائی۔ سب اونگھنے لگیں اور سو گئیں۔ آدھی رات کو شور ہوا دیکھو دولہا آ گیا۔ اس کے استقبال کو نکلو' سب کنواریاں اپنی مشعلیں درست کرنے لگیں ...... بیوقوف کنواریاں تیل خریدنے دوڑیں۔ اُس وقت دولہا آ گیا۔ جو تیار تھیں وہ اس کے ساتھ شادی کے جلوس میں اندر چلی گئیں اور دروازہ بند ہو گیا (وقت ضائع کرنے والی کنواریاں محروم رہ گئیں)۔

بعض لوگ آرام پسندی اور تن آسانی کی وجہ سے کہہ دیتے ہیں ''ابھی بہت وقت پڑا ہے۔ یہ کام بعد میں کرلیں گے''۔ لیکن عقلمند اور دُوراندیش انسان موقع کو غنیمت جانتا ہے اور ''پہلے کام اور پھر آرام'' کے اصول کو اپنا کر بہت آگے نکل جاتا ہے۔ شیخ سعدیؒ کے ایک فارسی شعر کا ترجمہ ہے کہ ایک چراگاہ ہزار درجہ میدانِ خشک سے بہتر ہے لیکن افسوس کہ گھوڑے کی لگام خود اس کے ہاتھ میں نہیں ہے۔

بعض لوگوں کو وقت کی کمی کی شکایت رہتی ہے۔ اصل میں زیادہ کچھ کر سکنے کے لئے وقت سے فائدہ اٹھانے اور وقت کو صحیح رنگ میں استعمال کرنے کا سلیقہ جاننا چاہئے۔ نیک نیّتی اور بلند ہمّتی سے تھوڑا وقت مختلف کاموں کو عمدگی سے بجالانے کے لئے کافی ہوسکتا ہے۔

قائداعظم محمد علی جناح کا راہنما اصول تھا ''کام، کام اور کام''۔ آپ اپنے ہر کام کو معیّن وقت پر کرنے کی انتہائی پابندی کرتے تھے۔

وقت کو بابرکت اور پُرلذت بنانے کا ایک قیمتی نسخہ یہ ہے: ''دست با کار دل بایار''۔ محترم بشیر احمد خان صاحب رفیق تحریر کرتے ہیں کہ میرا ذاتی مشاہدہ ہے کہ انگلستان میں جب گرمیوں کے موسم میں دن بہت لمبے اور راتیں بہت چھوٹی یعنی محض چند گھنٹوں کی ہوتی ہیں تب بھی حضرت چودھری محمد ظفراللہ خانصاحبؓ نے نماز تہجد اور نماز فجر کی بروقت ادائیگی کا التزام رکھا۔ ذکرالٰہی اور تسبیح وتحمید کے لئے یوں تو آپ کا ہر لمحہ وقف تھا لیکن بطور خاص روزانہ دو میل کی سیر کے دوران درود شریف اور تسبیحات کا ورد فرماتے اس لئے سیر کے دوران کسی کی معیت پسند نہیں فرماتے تھے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے 1920ء میں نونہالانِ جماعت کی راہنمائی اور تربیت کے لئے طویل اور حد درجہ اثر انگیز نظم لکھی تھی۔ بلاشبہ نوجوانی عمر کا بہترین حصہ ہے تاہم یہ عرصہ بھی محدود ہوتا ہے اور اس کا احساس بعد میں ضرور ہو جاتا ہے۔ حضرت شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ: اگر ہر رات قدر کی رات ہوتی تو شب قدر کی یقیناً کوئی قدر نہ رہتی۔ اگر تمام پتھر لعل بدخشاں (اعلیٰ قسم کے لعل) بن جاتے تو لعل کی قیمت اور معمولی پتھر کی قیمت برابر ہوتی۔

پس زندگی کو سنوارنے کا بہترین وقت عہد جوانی ہے۔ اس دَور میں کی جانے والی محنت اور اولوالعزمی کا یہ سلسلہ بڑھاپے بلکہ آخری دم تک جاری وساری رہتا ہے۔ اس کی ایک مثال حضرت مولانا نورالدین کا تحصیل علم کے لئے سفر ہے۔ آپؓ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ میرے باپ پر رحم فرمائے۔ انہوں نے مجھ کو اس وقت جبکہ میں تحصیل علم کے لئے پردیس کو جانے لگا فرمایا اتنی دور جاکر پڑھو کہ ہم میں سے کسی کے مرنے جینے سے ذرا بھی تعلق نہ رہے''۔

حضرت مصلح موعودؓ اپنے لیکچر 'منہاج الطالبین' میں فرماتے ہیں: ''جو دوست جلسہ پر آتے ہیں وہ تو سمجھتے ہوں گے کہ میں نے دو دن لیکچر دیا تو یہ کونسا بڑا کام ہے۔ مگر وہ یہ نہیں جانتے کہ اس لیکچر کے لئے مجھے کس قدر مطالعہ کرنا پڑتا ہے۔ جو مسئلہ میں بیان کرتا ہوں اس کے متعلق مختلف مذاہب کے لوگوں کے خیالات معلوم کرنے کے لئے مجھے بہت کچھ ورق گردانی کرنی پڑتی ہے۔ یہی لیکچر جو میں آج دینا چاہتا ہوں اس کی تیاری کے لئے میں نے کم ازکم بارہ سو صفحے پڑھے ہوں گے۔ ان میں سے میں نے بہت ہی کم کوئی بات بطور سند کے لی ہے اور یہ صفحات میں نے محض خیالات کا موازنہ کرنے کے لئے پڑھے ہیں۔ یہ درست ہے کہ میرے دماغ میں جو باتیں آتی ہیں محض خدا کے فضل سے آتی ہیں۔ مگر خدا کے فضل کے جاذب بھی ہونے چاہئیں اور اس کے لئے فکر کی ضرورت ہوتی ہے، مطالعہ کی ضرورت ہوتی ہے، مراقبہ کی ضرورت ہوتی ہے۔

ڈاکٹر عبدالسلام صاحب 20 سال کی عمر میں کیمبرج یونیورسٹی میں طالب علم کی حیثیت سے آئے۔ آپ اُن دنوں روزانہ چودہ تا سولہ گھنٹے لگاتار کام کیا کرتے تھے۔ آپ کا مطالعہ بہت وسیع وعمیق تھا اور نہ صرف علوم ریاضی و طبیعات کا مطالعہ کرتے تھے بلکہ تاریخی کتب بھی ان کے زیرمطالعہ رہتی تھیں۔ خصوصاً تاریخ اسلام، اسلامی تہذیب وثقافت تاریخ ہند اور تاریخ اقوام عالم۔ یہاں انہوں نے دنیا کی تمام مذہب کی الہامی کتابوں کا مطالعہ بھی کیا ...... انہوں نے اپنے تین سالہ Tri Po's (کیمبرج میں آنرز ڈگری کا امتحان ٹرائی پاس) دو ہی سالوں میں مکمل کرلیا اور بغیر کسی مشکل کے Wrangler (کیمبرج سے فرسٹ ڈویژن میں کامیاب آنرز گریجوایٹ) بن گئے۔ آپ برصغیر ہند و پاک بلکہ اسلامی دنیا کے پہلے سائنسدان تھے جنہیں کیمبرج یونیورسٹی میں لیکچرار بننے کی پیشکش کی گئی۔ پھر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب 1961ء میں (جبکہ آپ کی عمر فقط 35 سال تھی) صدر پاکستان کے سائنسی مشیر اعلیٰ مقرر کئے گئے۔

حضرت چوہدری ظفراللہ خانصاحبؓ کو فارغ رہنا کس قدر ناپسند تھا اور ہر وقت مصروف رہنے کا ایسا جنون تھا کہ ایک بار آپؓ نے فرمایا: میں جب امریکہ اور یورپ میں ہوتا ہوں تو تعطیلات میں دیہاتوں کی طرف چلا جاتا ہوں اور تبلیغ کرتا ہوں، دیہاتوں میں بیشمار دوست ہیں اور ٹھہرنے کے ٹھکانے ہیں۔ مجھے اَور کوئی شوق نہیں ہے۔ سینما اور سینما کی قسم کی چیزوں سے واسطہ نہیں رکھتا۔ ڈنروں اور لنچوں میں بھی اس لئے شریک ہوجاتا ہوں کہ فرائض منصبی مجبور کرتے ہیں ورنہ حقیقتاً دلچسپی دو ہی کاموں سے ہے۔ یا فرائض منصبی کی ادائیگی سے یا تبلیغ سے۔

حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد ہے: متقی وہی ہیں کہ خداتعالیٰ سے ڈر کر ایسی باتوں کو ترک کر دیتے ہیں جو منشاء الٰہی کے خلاف ہیں۔ نفس اور خواہشات نفسانی کو اور دنیا و مافیہا کو اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں ہیچ سمجھیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جن پانچ نعمتوں کا وقت ڈھل جانے سے پہلے پہلے فائدہ اٹھانے کی تلقین فرمائی ہے ان میں سے ایک صحت کی نعمت کا زمانہ ہے۔ مولانا حالی نے حدیث کے حوالہ سے یہ شعر کہا:

غنیمت ہے صحت علالت سے پہلے
جوانی ، بڑھاپے کی زحمت سے پہلے

عمر اور علالت کی وجہ سے انسانی قویٰ پر زبردست منفی اثر پڑتا ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ اپنی جوانی کے دَور کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ''مَیں جوانی کے عالم میں جبکہ جہلم کا دریا خوب چڑھا ہوا ہوتا تھا تیر کر پار چلا جاتا تھا''۔ نیز فرماتے ہیں: ''زمانۂ طالب علمی میں کئی کئی وقت کھانا نہیں کھاتا تھا اور کوئی ضعف و نقاہت قطعاً محسوس نہیں ہوتا تھا''۔

جوانی میں اپنی دانتوں کی مضبوطی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ''میں کسی زمانہ میں ایک بڑے امیر (مہاراجہ کشمیر) کے ساتھ اس کے باغ میں گیا۔ باغ میں سے اس امیر نے اپنے ہاتھ سے بادام توڑ کر مجھے دیئے۔ میں نے بادام دانت سے توڑ توڑ کر کھانے شروع کئے۔ اس امیر نے میری طرف بڑی حیرت سے دیکھا۔ یا آج یہ حالت ہے کہ چھوہارہ اور انگریزی مٹھائی نہیں کھاسکتا''۔

قرآن کریم نے یہ اٹل قانونِ قدرت بیان فرما دیا ہے کہ ہر جان موت کا مزا چکھنے والی ہے۔ اس لئے ہر وقت موت کو یاد رکھنا چاہئے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ''یاد رکھو قبریں آوازیں دے رہی ہیں اور موت ہر وقت قریب ہوتی جاتی ہے۔ ہر ایک سانس تمہیں موت کے قریب کرتا جاتا ہے اور تم اسے فرصت کی گھڑیاں سمجھتے ہو۔''

چنانچہ قرآن کریم نے اہل ایمان کو یہ دعا سکھلائی ہے: وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَار۔ اور ہمیں نیکوں کے ساتھ موت دے یعنی نیکوکاروں کے زمرہ میں شامل کر کے موت دے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ اپنے مضامین میں عموماً اور اپنی عمر کے آخری سالوں میں خاص

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 19 جولائی 2011ء میں مکرم فرید احمد نوید صاحب کی ایک طویل نظم بعنوان ''مسافرانِ رہِ وفا'' شامل اشاعت ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب پیش ہے:

یہ مسافرانِ رہِ وفا ، بڑے عزم سے بڑی شان سے
سرِ بزمِ یار گزر گئے لہو سلسلوں میں جہان سے
وہ جو حوصلے تھے پہاڑ سے ، تھے بلند وہم وگمان سے
وہ جنہیں وفا تھی عزیز تر، کہیں بڑھ کے رشتۂ جان سے

مرے دوستوں نے وفا کئے وہ جو عہد باندھے تھے یار سے
اک عجیب عالمِ شوق میں، سرِ دار ضبط و قرار سے
نئے باب لکھتے چلے گئے مئے دلبری کی خُمار سے
کوئی کیفیت ہو، کوئی گھڑی، انہیں یاد کرتے ہیں پیار سے

یہی لوگ فخرِ جہان ہیں ، تمہیں لگ رہا ہے حقیر ہیں
تمہیں تاب کیا کہ سمجھ سکو ، شہِ شش جہت کے سفیر ہیں
تری مشقِ ظلم کو چیر دیں ، یہ دعائے شب کے وہ تیر ہیں
مرا یار توڑے گا خود اُنہیں ، جہاں جو بھی دستِ شریر ہیں

طور پر انجام بخیر ہونے کی دعا پر بہت زور دیتے تھے۔ 1958ء میں آپ نے ''نیا سال اور ہماری ذمہ داریاں'' کے زیرعنوان ایک قیمتی مضمون لکھا اور اس کے آخر میں تحریر فرمایا کہ یہ مضمون میں نے جنوری کے آغاز میں شروع کیا تھا مگر اعصابی تکلیف اور احساس بے چینی کی وجہ سے اسے جلد ختم نہ کرسکا بلکہ آہستہ آہستہ لکھ کر اور اوپر تلے کئی دنوں کا ناغہ کر کے قریباً ایک ماہ میں آج ختم کیا ہے اور پھر بھی میری خواہش کے مطابق مکمل نہیں ہوا۔ حالانکہ صحت کے زمانہ میں مَیں ایسا مضمون قریباً ایک گھنٹہ میں لکھ لیا کرتا تھا۔ لہٰذا دوستوں سے دعا کی درخواست کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے آخر عمر تک یعنی 'زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند' خدمت دین کی توفیق دیتا رہے اور میری کمزوریوں کو معاف فرمائے اور انجام بخیر ہو۔

لائبیریا میں اشاعت اسلام کے دوران تائیدالٰہی کے نظارے

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 28 اکتوبر 2011ء میں مکرم محمد اکرم باجوہ صاحب سابق امیر و مشنری انچارج لائبیریا کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں لائبیریا میں اشاعت اسلام کے دوران تائیداتِ الٰہی کے بعض واقعات بیان کئے گئے ہیں۔

آپ بیان کرتے ہیں کہ خاکسار نے بطور مبلغ 27 رمئی 1988ء کو سرزمین لائبیریا پر قدم رکھا تو خاکسار کی تقرری Voin Jama میں ہوئی جو منروویا سے 250 میل دُور تھا۔ یہ فاصلہ عموماً 7 گھنٹے میں طے ہوتا ہے لیکن برسات اور بارشوں سے اُس وقت راستے بہت خراب تھے۔ لہٰذا یہ سفر 60 گھنٹے میں طے کیا۔ غیرآباد جنگل سے گزر کر تیسرے دن ایک شہر پہنچنے پر کھانا میسر ہوا۔ اجنبی ماحول میں خداتعالیٰ کا ہی آسرا تھا۔ چنانچہ کرائے پر ایک گھر لے کر مرکز قائم کیا۔ ایک دن ایک جرنلسٹ وہاں آیا تو اُس کے ذریعے مقامی ریڈیو سٹیشن پر یہ اعلان کروادیا کہ جو مسلمان قرآن پڑھنا چاہتا ہو احمدی مبلغ اسے چھ ماہ میں مکمل قرآن پڑھا سکتا ہے۔

یہ اعلان سن کر ایک صاحب موسیٰ ابراہیم صاحب مشن ہاؤس آئے۔ تبلیغی گفتگو ہونے لگی اور تین ماہ بعد انہوں نے احمدیت قبول کرلی اور پھر اپنی ایک رؤیا کا ذکر کیا جو میرے Voin Jama آنے سے قبل انہوں نے دیکھی تھی۔ اس کے بعد مزید بیعتیں ہونے لگیں۔

کچھ عرصہ بعد مجھے ملیریا اور ٹائیفائیڈ ہوگیا۔ اُن دنوں خواب میں دیکھا کہ 'میرے جسم کا ایک حصہ کاٹ دیا گیا'۔ مَیں نے اس کی تعبیر یہ سمجھی کہ میرا بیٹا بعمر 5 سال شاید وفات پا گیا ہے۔ اس خیال سے مرغ بسمل کی سی تڑپ پیدا ہوئی۔ بے وطنی کی حالت اور اکیلے پن میں اضطراری کیفیت پیدا ہوئی تو وضو کر کے نفل ادا کرنے لگ گیا۔ ابھی سورۃ فاتحہ پڑھ رہا تھا کہ دل میں یہ خیال ڈالا گیا کہ جو تُو سمجھتا ہے وہ نہیں۔ خواب کی تعبیر بعد میں سمجھ آئی جب بیماری کی وجہ سے 26 پونڈ وزن کم ہوگیا۔

تندرست ہونے کے بعد دو سیمینارز کا انعقاد کیا جن میں عیسائی اور مسلمان مدعو تھے۔ ان سے احمدیت کا مؤثر تعارف ہوا۔ چنانچہ قریبی گاؤں کے ایک دوست مکرم محمد کائتو (Kaito) صاحب نے تسلّی کرنے کے بعد بیعت کرلی۔ جب وہ واپس اپنے گاؤں گئے تو اُن کے گاؤں میں مخالفت کا طوفان اٹھا۔ لیکن اسی رات اللہ تعالیٰ نے خواب کے ذریعہ اُن کو انجام بخیر ہونے کی بشارت دی۔ چنانچہ یہ خواب سُن کر اُن کی بیوی نے کہا کہ ہم گاؤں کے لوگوں کو چھوڑ دیں گے لیکن احمدیت کو نہیں چھوڑیں گے۔ وہ اخلاص اور احمدیت کی محبت میں مخمور تھے اور تبلیغ کے میدان میں بہت مددگار ثابت ہوئے۔

1989ء میں ایک گاؤں میں تبلیغ کے لئے مَیں نے ایک زیرتبلیغ نوجوان Dr. Momdu Kroma کو ترجمانی کے لئے ساتھ چلنے کو کہا۔ جس صبح روانہ ہونا تھا، اس سے پہلی رات انہوں نے خواب دیکھا کہ تقریباً 2 ہزار کے مجمع میں وہ تقریر کر رہے ہیں اور احمدیت کی روحانی غذا کے حق میں دلائل دے رہے ہیں۔ اس خواب کے پورا ہونے پر اُن کا سارا خاندان احمدی ہوگیا۔

1989ء میں اپنے علاقہ کے پہلے احمدی مکرم موسیٰ ابراہیم صاحب کے ساتھ اُن کے گاؤں گیا۔ مسجد میں تبلیغی پروگرام ہوا۔ رات ان کے گھر قیام تھا تو ان کی والدہ نے نہایت فکرمندی اور گھبراہٹ کا اظہار کیا کہ لوگ اب ہمارے مخالف ہوجائیں گے۔ مکرم موسیٰ ابراہیم نے غیرت دینی کے جوش میں کہا کہ میں نے احمدیت کو سچ مان کر ہی قبول کیا ہے۔ مجھے ان کی مخالفت کی کوئی پرواہ نہیں۔ اُسی رات اُن کی والدہ نے ایک خواب کے ذریعہ احمدیت کی صداقت کو پہچان لیا اور اگلی صبح بیعت کرلی۔

1990ء میں لائبیریا میں خانہ جنگی شروع ہوئی تو مجھے عارضی طور پر سیرالیون بھجوا دیا گیا۔ وہاں Makani شہر میں قیام تھا۔ ایک گاؤں Bandabu میں جماعت قائم ہوچکی تھی۔ لہٰذا نومبایعین کی تربیت کے سلسلہ میں وہاں گیا۔ نماز جمعہ کے بعد چند اگلے گاؤں دورہ پر چلا گیا اور آئندہ جمعہ کو پھر اُسی مسجد میں آگیا۔ جب منبر پر آکر مَیں نے اذان کے لئے کہا تو کوئی نہ اٹھا۔ چند لمحے بعد وہاں کا امام مسجد منبر کی طرف آیا تو مَیں خاموشی سے اتر آیا۔ اُس نے خطبہ دیا اور نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد وہ امام اور لوگ کہنے لگے کہ ہم تو احمدی نہیں۔ ہم احمدی مبلغ کے پیچھے کیوں نماز پڑھیں۔ اس واقعہ کے نتیجہ میں احمدی الگ ہوکر نماز پڑھنے لگے۔ پھر خدا کے فضل سے احمدیوں کو وہاں ایک خوبصورت دومنزلہ مسجد بنانے کی توفیق ملی لیکن وہ 80 سالہ امام جس نے احمدیوں کو اپنی مسجد سے نکالا تھا خدا نے اسے یہ سزا دی کہ وہ ایک لڑکی سے بدکاری کرتا ہوا پکڑا گیا۔

ہر لمحہ خدا کی تجلّیات کے نظارے دیکھنے کو ملتے رہے اور دل جذبۂ شکر سے بھرتا رہا۔ ایک دفعہ کھلے آسمان تلے تبلیغی پروگرام سے قبل اچانک گھنے بادل آگئے جس سے گھبراہٹ کا ہونا یقینی تھا۔ نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو خاص دعا کی توفیق ملی۔ نماز ختم کرنے کے بعد دیکھا تو آسمان صاف تھا۔ پروگرام بھی بہت کامیاب رہا۔

پھر مَیں براستہ لندن پاکستان آیا تو لندن کے قیام کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے مجھے دوبارہ لائبیریا جانے کا ارشاد فرمایا۔ لائبیریا میں حالات خانہ جنگی کی وجہ سے خاصے دگرگوں تھے۔ نومبر 1992ء میں سیرالیون پہنچا اور آٹھ ماہ تک حالات ٹھیک ہونے کا انتظار کیا۔ پھر جون 1993ء میں حضورؒ نے ان دعاؤں کے ساتھ لائبیریا جانے کا ارشاد فرمایا کہ ''اللہ تیرے سارے کام ٹھیک کر دے اور لائبیریا میں تاریخ ساز کام کرنے کی توفیق ملے''۔

جب میں منروویا ایئرپورٹ پر اترا تو Ecomog فورسز کے فوجی ہر جگہ پھیلے ہوئے تھے اور خوفناک منظر پیش کر رہے تھے۔ امیگریشن کے مراحل سے گزر کر باہر نکلا تو سوچا کہاں جاؤں؟ ایک غیراحمدی دوست کا خیال آیا لیکن پھر دل میں تحریک پیدا ہوئی کہ پہلے مشن ہاؤس جاتا ہوں اور صورتحال دیکھتا ہوں۔ لہٰذا مشن ہاؤس پہنچا تو باہر ایک احمدی دوست ملے جو ایک گاؤں سے تھے اور مشن ہاؤس میں پناہ لئے ہوئے تھے۔ جو مجھے دیکھ کر خوشی سے ملے اور تسلی ہوگئی کہ اب کسی اَور جگہ جانے کی ضرورت نہیں۔ ملکی خانہ جنگی کے دوران مشن ہاؤس میں ویرانی کا عالم تھا۔ سب کچھ لُوٹ لیا گیا تھا۔ کلینک اور کتب کا سٹور بھی ختم ہو چکے تھے۔ نئے سرے سے جماعت کو منظّم کرنا تھا۔ آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے سب کچھ بحال ہونے لگا۔ نئی جگہ ایک وسیع عمارت میں احمدیہ کلینک قائم کیا۔ لائبیریا کے صدر مملکت نے کلینک کی بحالی کا افتتاح کیا۔ اخبارات و رسائل میں تشہیر ہوئی۔ پہلے ڈاکٹر مکرم سید مشہود احمد صاحب تھے۔

نومبر 1993ء میں حضورؒ نے مجھے لائبیریا کا امیر و مبلغ انچارج مقرر فرمایا۔ یہ اعزاز دسمبر 2010ء تک قائم رہا۔ خیال تھا کہ نارمل حالات ہوگئے ہیں مگر اکثر خوفناک نظاروں اور مشکلات کے پہاڑوں سے گزرنا پڑا۔ قتل و غارت اور تباہی کے مناظر نے دل دہلا دیئے۔ ان حالات میں ہر طرح سے محفوظ رہنا ایک معجزہ سے کم نہیں تھا۔

1996ء میں باغیوں نے دارالحکومت پر حملہ کردیا۔ پورا شہر اُن کے نرغہ میں تھا۔ ہر طرف آگ اور دھوئیں کے بادل تھے۔ عمارتیں اور گھر جل رہے تھے۔ اس خوفناک صورتحال میں ڈاکٹر مشہود صاحب بھی کلینک سے اپنی فیملی لے کر مشن ہاؤس آگئے۔ مشن کے اردگرد دھماکوں اور گولیوں کی خوفناک آوازیں تھیں۔ ایسے میں سوائے اللہ کی ذات کے کچھ نظر نہ آتا تھا۔ چار دن اسی حالت میں گزرے تو ہمیں یرغمال بنا کر ایک آرمی بیرک میں لے جایا گیا۔ بعدازاں باغیوں نے گھر اور مشن ہاؤس کو آگ لگادی۔ نو دن ہم بیرک میں ٹھہرے۔ دونوں اطراف سے متحارب گروپ حملہ آور ہوتے تو ہم اپنے سامنے گولے گرتے اور لوگ مرتے دیکھا کرتے۔ ایک شام ایک گولہ زوردار دھماکہ سے دیوار پھاڑ کر کمرہ میں (جہاں ہم تھے) گرا۔ خدا کی قدرت کہ وہ ہماری طرف آنے کی بجائے الماری سے ٹکرا کر دوسری طرف پلٹ گیا اور ہم سب بچ گئے۔ اسی طرح ایک رات ایک گولہ چھت کا ایک حصہ اڑا کر اندر گرا مگر وسط میں گرنے کی بجائے دیوار کے قریب ہی پھٹ گیا۔ خداتعالیٰ کی ذات لحظہ لحظہ موت سے بچا رہی تھی۔

آرمی بیرک میں باغیوں کے ایک جرنیل کو قتل کردیا گیا۔ ایک وقت ایسا آیا کہ باغی گروپ بیرک کے قریب گیا۔ اگر وہ بیرک میں داخل ہوجاتے تو قتل عام شروع ہوجاتا۔ مگر خداتعالیٰ نے اس جرنیل کی موت سے ہمیں زندگی کا موقع دیا۔ پھر ایک دن مخالف گروپ والے ٹینک میں بیٹھ کر سفید رومال لہراتے ہوئے بیرک کے گیٹ تک پہنچ گئے۔ بیرک میں انڈین، لبنانی اور غیرملکی بھی تھے۔ ہم سب ایک بلند جگہ پر کھڑے اُنہیں دیکھ رہے تھے کہ شاید UNO والے صلح کرانے آئے ہیں۔ یکدم وہ آگے بڑھنے کی بجائے واپس چلے گئے۔ امید کی کرن حیرت میں ڈوب گئی۔ مگر جب علم ہوا کہ یہ تو باغی گروپ کے لوگ تھے اور اگر بیرک میں داخل ہوجاتے تو ہیبتناک واقعہ کا امکان ہوتا۔ مگر خداتعالیٰ نے ہمیں محفوظ رکھا۔

حضورؒ کو تمام صورتحال کا بخوبی علم تھا کہ ہم کہاں ہیں اور کیسے پھنسے ہوئے ہیں۔ اُن کی دعائیں اور خدا کا فضل تھا جو زندہ رکھے ہوئے تھا۔ ڈاکٹر مشہود صاحب کی اہلیہ کی ڈلیوری کا وقت قریب تھا۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کو فون پر بتایا کہ 10 راپریل 1996ء ڈلیوری کی تاریخ ہے۔ حضورؒ نے فرمایا گھبرائیں نہیں خداتعالیٰ فضل فرمائے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے 10 دن میں UNO فورسز کے توسط سے بذریعہ ہیلی کاپٹر ہمیں وہاں سے نکالا اور 22 راپریل کو ڈکار سینیگال کے ایک ہسپتال میں ڈلیوری ہوگئی۔

کچھ دن سینیگال میں ٹھہرنے کے بعد ہم گیمبیا چلے گئے جہاں 3 ماہ قیام کیا۔ جب معلوم ہوا کہ UNO فورسز نے لائبیریا کے دارالحکومت کا کنٹرول سنبھال لیا ہے تو حضورؒ کی خدمت میں اطلاع بھجوائی۔ اس پر حضورؒ نے لائبیریا جانے کا ارشاد فرمایا۔ واپسی کے سفر میں اور لائبیریا پہنچ کر بھی خداتعالیٰ کے فضلوں کے بے شمار نظارے دیکھے۔ 25 راگست کو گیمبیا سے سیرالیون اور پھر لائبیریا کے لئے روانہ ہوا۔ ہمارا جہاز منروویا ایئرپورٹ پر لینڈ کرنے والا تھا کہ موسم کی خرابی کے باعث رَن وے نظر نہ آیا اور جہاز دوبارہ فضا میں بلند ہوگیا۔ دوسری مرتبہ بھی یہی ہوا اور پریشانی میں دعاؤں کا وِرد اَور تیز ہوگیا۔ خیال بھی نہ تھا کہ جہاز Land کرتے ہی Crash ہوجائے گا۔ دراصل جہاز کا ایک پَر اُتر کر پہلے ہی گر چکا تھا اور باڈی ٹوٹ گئی تھی۔ کریش ہونے پر معلوم ہوا کہ دروازے کھل نہیں سکتے۔ ایک کھڑکی کا کچھ حصہ ٹوٹا ہوا تھا۔ اس کو کھینچ کر راستہ بڑا کیا اور وہاں سے مسافر ایک ایک کر کے جہاز کے پَر پر جمپ لگا کر نیچے اترے۔ جب حضورؒ کو اس واقعہ کی خبر دی تو حضورؒ نے فرمایا ''الحمدللہ۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا...... خداتعالیٰ تو خود آپ کی حفاظت فرماتا ہے''۔

جب مَیں مشن ہاؤس پہنچا تو دیکھا کہ عمارت جل چکی تھی، چھتیں گری ہوئیں اور دھوئیں سے سیاہ تھیں۔ عجب ویرانی کا منظر تھا۔ میرے آنسو نکلنا فطری امر تھا۔ اُس وقت بوندا باندی ہورہی تھی۔ یوں لگا کہ آسمان بھی آنسو بہا رہا ہے۔ مشن ہاؤس اور مسجد کی ازسرِ نَو تعمیر نیز جماعت کو منظّم کرنا انتہائی مشکل نظر آرہا تھا۔ لیکن خدا کے فضل اور احباب کے جذبۂ دینی سے جلد ہی دومنزلہ مسجد تعمیر کرلی گئی۔

مکرم لطف الرحمٰن شاکر صاحب (واقفِ زندگی) کے سانحہ ارتحال پر کہی جانے والی مکرم عطاء المجیب راشد صاحب کی نظم روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 14 جون 2011ء میں شائع ہوئی ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب پیش ہے:

ایک چاکر درِ خلافت کا
پیکرِ شکر اک غلام گیا
خدمتِ خلق تھا شعار اس کا
دوڑ کر سُوئے خاص و عام گیا
اس کی باتوں میں تھی لطافت بھی
شیریں گفتار و خوش کلام گیا
واہ کیا اسمِ با مسمّٰی تھا
باعثِ لطف و فیضِ عام گیا

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 10 جون 2011ء میں شامل اشاعت مکرمہ امۃ الباری ناصر صاحبہ کی نعت میں سے انتخاب پیش ہے:

قدم بڑھاتا ہے وہ مہرباں خدا کی طرف
جو دیکھتا ہے محبت سے مصطفےٰؐ کی طرف
خدا کے فضل سے پلٹے گا بن کے ابرِ کرم
درود جائے گا جو سیدالوریٰؐ کی طرف
اُڑائیں ان کے جو خاکے اُڑے گی خاک ان کی
جو دل کا گند اُچھالیں گے پیشواؐ کی طرف
ہے اُس کو طاقت و قدرت ضرور توڑے گا
جو ہاتھ ظلم کا اُٹھے گا مجتبیٰؐ کی طرف
سکون و امن، محبت اور عافیت کے لئے
زمانہ دیکھے گا اُس فخرِ انبیاءؐ کی طرف

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
April 01, 2016 – April 07, 2016

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday April 01, 2016

00:00	World News
00:20	Tilawat: Surah Az-Zumar, verses 9-19 with Urdu translation.
00:35	Dars Majmooa Ishteharaat
00:55	Yassarnal Quran: Lesson no. 73.
01:20	Reception At Hilton Hotel: Recorded on November 23, 2015.
02:15	Spanish Service
02:45	Pushto Muzakarah
02:55	Tarjamatul Qur'an Class: Verses 26-42 of Surah Aale Imraan by Khalifatul-Masih IV (ra) in Urdu and Arabic. Class no. 36. Rec. January 18, 1995.
04:20	Ilmul Abdaan
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 27.
06:00	Tilawat: Surah Az-Zumar, verses 20-32 with Urdu translation.
06:15	Dars-e-Hadith: The topic is 'prophecies'.
06:35	Yassarnal Quran: Lesson no. 74.
07:05	Waqf-e-Nau Girls Ijtema : Rec. May 01, 2011.
07:45	In His Own Words: Selected extracts from the writings of the Promised Messiah (as) about the philosophy of the teachings of Islam.
08:20	Rah-e-Huda: Recorded on March 19, 2016.
09:55	Indonesian Service
11:00	Deeni-O-Fiqahi Masail: Programme no. 86.
11:40	Tilawat: Surah Nuh, verses 1-29.
12:00	Seerat-un-Nabi: A discussion about the life of the Holy Prophet Muhammad (saw).
12:30	Live Transmission From Baitul Futuh
13:00	Live Friday Sermon
14:00	Live Transmission From Baitul Futuh
14:30	Live Shotter Shondhane
16:30	Friday Sermon [R]
17:40	Yassarnal Qur'an
18:10	World News
18:35	Waqf-e-Nau Girls Ijtema [R]
19:15	In His Own Words: Selected extracts from the writings of the Promised Messiah (as).
19:50	Aadab-e-Zindagi
20:20	Deeni-o-Fiqahi Masail [R]
21:00	Friday Sermon [R]
22:20	Rah-e-Huda [R]

Saturday April 02, 2016

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Yassarnal Quran
01:10	Waqf-e-Nau Girls Ijtema
01:45	Seerat-un-Nabi
02:10	Friday Sermon: Recorded on April 01, 2016.
03:20	Deeni-o-Fiqahi Masail
03:55	Shotter Shondhane: Recorded on April 01, 2016.
06:00	Tilawat: Surah Az-Zumar, verses 33-42 with Urdu translation.
06:10	In His Own Words: Selected extracts from the writings of the Promised Messiah (as).
06:45	Al-Tarteel: Lesson no. 29.
07:15	Jalsa Salana UK Address: Rec. August 31, 2013.
08:00	International Jama'at News
08:30	Story Time: Programme no. 32.
09:00	Question & Answer Session: Rec. May 24, 1997.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon [R]
12:15	Tilawat: Surah Al-Jinn, verses 1-29.
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan: A poem request programme.
14:00	Live Shotter Shondane
16:05	Live Rah-e-Huda
17:35	Al-Tarteel [R]
18:05	World News
18:25	Jalsa Salana UK Address [R]
19:30	Faith Matters: Programme no. 182.
20:30	International Jama'at News
21:05	Rah-e-Huda [R]
22:35	Story Time [R]
22:50	Friday Sermon [R]

Sunday April 03, 2016

00:05	World News
00:20	Tilawat
00:30	In His Own Words
01:00	Al-Tarteel
01:30	Jalsa Salana UK Address
02:45	Friday Sermon: Recorded on April 01, 2016.
03:55	Shotter Shondhane: Recorded on April 02, 2016.
06:00	Tilawat: Surah Az-Zumar, verses 43-53 with Urdu translation.
06:10	Yassarnal Quran: Lesson no. 74.
06:40	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Lajna & Nasirat Class: Recorded on March 30, 2013.
07:40	Faith Matters: Programme no. 182.
08:40	Question And Answer Session: Recorded on March 26, 1995.
10:10	Indonesian Service
11:05	Friday Sermon: Spanish Translation of Friday sermon delivered on December 12, 2014.
12:05	Tilawat: Surah Al-Muzzammil, verses 1-21.
12:15	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 74.
12:50	Friday Sermon: Recorded on April 01, 2016.
14:00	Live Shotter Shondhane
16:15	Guftugu – Raza Ali Abdi
16:45	Kids Time: Programme no. 32.
17:20	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:30	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Lajna & Nasirat Class [R]
19:30	Beacon Of Truth: Rec. December 27, 2015.
20:35	Roots To Branches: The life and character of the Promised Messiah (as).
21:05	Diamond Junilee Sports Rally
22:05	Friday Sermon [R]
23:15	Question And Answer Session [R]

Monday April 04, 2016

00:40	World News
01:00	Tilawat
01:15	Aao Husne Yaar Ki Baatain Karein: Prog. no. 24.
01:35	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 74.
02:05	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Lajna & Nasirat Class
03:10	Roots To Branches
03:45	Friday Sermon: Recorded on April 01, 2016.
04:50	Liqa Maal Arab: Session 37.
06:00	Tilawat: Surah Az-Zumar, verses 54-68.
06:15	Dars-e-Hadith: The topic is 'the recitation of the Holy Qur'an and practicing its teachings'.
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 29.
07:00	Jalsa Salana Germany Address: Recorded on June 25, 2011.
08:00	International Jama'at News
08:30	Sidq Se Meri Taraf Aao: Dispelling the false allegations made about the Promised Messiah (as).
09:00	Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on August 08, 1997.
10:05	Friday Sermon: Indonesian translation of Friday Sermon delivered on November 06, 2015
11:15	Jalsa Salana Qadian Speech: Recorded on December 27, 2015.
12:00	Tilawat: Surah Al-Muddaththir, verses 1-57.
12:15	Dars-e-Malfoozat [R]
12:35	Al-Tarteel [R]
13:05	Friday Sermon: Recorded on May 14, 2010.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Jalsa Salana Qadian Speech [R]
15:40	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood: An Urdu discussion on the life and character of the Promisd Messiah (as).
16:00	The Bigger Picture
16:50	Sidq Se Meri Taraf Aao [R]
17:25	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Jalsa Salana Germany Address [R]
19:30	Somali Service
20:00	In His Own Words
20:30	Sidq Se Meri Taraf Aao [R]
21:00	Servants Of Allah
22:00	Friday Sermon [R]
23:10	Jalsa Salana Qadian Speech [R]

Tuesday April 05, 2016

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50	Al-Tarteel
01:20	Jalsa Salana Germany Address
02:20	Kids Time
02:50	Friday Sermon
03:45	Sidq Se Meri Taraf Aao
04:15	Such To Ye Hai
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 38.
06:00	Tilawat: Surah Az-Zumar, verses 69-76 with Urdu translation.
06:15	Dars Majmooa Ishtehara'at
06:30	Yassarnal Quran: Lesson no. 01.
07:00	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Lajna & Nasirat Class: Recorded on March 30, 2013.
08:00	Open Forum
08:30	Aao Urdu Seekhain: Programme no. 18.
08:45	Question And Answer Session: Recorded on March 26, 1995.
10:10	Indonesian Service
11:10	Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on April 01, 2016.
12:15	Tilawat: Surah Al-Qiyaamah, verses 1-41.
12:20	In His Own Words
12:45	Yassarnal Quran [R]
13:00	Faith Matters: Programme no. 182.
14:05	Shotter Shondane: Rec. January 30, 2016.
15:00	Spanish Service: Programme no. 07.
15:35	Open Forum
16:20	Life Of Promised Messiah (as)
17:00	Such To Ye Hai: Analysis of news published in Pakistani newspapers against Ahmadiyya Muslim Community.
17:35	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:20	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Lajna & Nasirat Class [R]
19:25	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on April 01, 2016.
20:30	The Bigger Picture
21:15	Aao Urdu Seekhain
21:35	Faith Matters: Programme no, 182.
22:35	Question And Answer Session [R]

Wednesday April 06, 2016

00:05	World News
00:25	Tilawat
00:30	Dars Majmooa Ishtihirat
00:50	Yassarnal Quran
01:05	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Lajna & Nasirat Class
02:00	Life Of Promised Messiah (as)
02:30	Such To Ye Hai
03:15	Story Time
03:40	Food For Thought
04:10	Noor-e-Mustafwi: The life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw).
04:30	Australian Service
05:00	Liqa Maal Arab: Session no. 39.
06:00	Tilawat: Surah Al-Mu'min, verses 1-11 with Urdu translation.
06:10	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 29.
07:00	Jalsa Salana UK Address: Rec. Sept. 01, 2013.
08:25	Rohaani Khazaa'in Quiz
08:55	Question &Answer Session: Rec. March 01, 1987
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on April 01, 2016.
12:05	Tilawat: Surah Ad-Dahr, verses 1-32.
12:25	Al-Tarteel: Lesson no. 29.
13:00	Friday Sermon: Recorded on May 07, 2010.
13:55	Bangla Shomprochar
14:55	Deeni-o-Fiqahi Masail
15:30	Kids Time: Programme no. 31.
16:00	Diamond Jubilee Sports Rally
16:25	Faith Matters: Programme no. 181, a contemporary and informative English question and answer programme exploring various matters relating to faith and religion.
17:25	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Jalsa Salana UK Address [R]
19:40	French Service
20:40	Deeni-O-Fiqahi Masail [R]
21:15	Kids Time [R]
22:00	Friday Sermon [R]
22:55	Intekhab-e-Sukhan: Rec. April 02, 2016.

Thursday April 07, 2016

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:30	In His Own Words
01:00	Al-Tarteel
01:30	Jalsa Salana UK Address [R]
02:50	Deeni-O-Fiqahi Masail
03:25	Open Forum
03:55	Faith Matters: Programme no. 181.
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 40.
00:10	World News
00:30	Tilawat: Surah Al- Mu'min, verses 12-22 with Urdu translation.
00:45	Dars Majmooa Ishteharaat
01:05	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 01.
01:20	Address by Huzoor At Pan African Dinner
01:50	Spanish Service: Programme no. 21.
02:25	Ahmadiyyat In Spain: A documentary featuring the history of Ahmadiyyat in Spain.
02:35	Pushto Service
02:50	Ilmul Abdaan: A series of medical programmes in Urdu explaining various issues related to health.
03:20	Tarjamatul Quran Class: Surah Al-Imran, verses 49 - 64. Class no. 38, recorded on January 25, 1995.
04:20	Khilafat-e-Ahmadiyya Sal Ba Sal: Today's programme includes the events from May 27, 1931 to May 26, 1932.
04:40	Liqa Maal Arab: Session no. 41.

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London
TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)
ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org
Vol 23 Friday 01 April, 2016 Issue No. 14

جماعت احمدیہ میں عہدیداروں کا طریقِ انتخاب اور عہدیداران کی ذمہ داریاں

(حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کی روشنی میں)

سید شمشاد احمد ناصر۔ مبلغ امریکہ

دنیا میں کوئی کام بغیر کسی نظام کے درست اور صحیح طور پر نہیں چل سکتا۔ تمام کائنات ایک خاص نظام کے ماتحت چل رہی ہے اور اس وجہ سے کرہ ارض پر بسنے والے انسانوں کے لئے بھی خداتعالیٰ نے یہی چاہا کہ وہ خود بھی ایک نظام کے ماتحت اور تابع رہیں اور اس کے لئے خداتعالیٰ نے ہمیشہ سے رسول اور انبیاء بھجوائے۔ جنہوں نے آکر انسانوں کے اندر خدا کی عبادت اور مخلوق کے ساتھ ہمدردی اور بھلائی کا سبق دیا تاکہ تمام انسانی روحیں ایک نظام کے ماتحت سارے کام کر سکیں۔

جماعت احمدیہ میں بھی تمام احمدیوں کی ساری دنیا میں راہنمائی اور روحانی و اخلاقی اقدار کے لئے ایک نظام حضرت اقدس محمد رسول اللہ کے غلام صادق حضرت احمد علیہ السلام کے ذریعہ چلا جو کہ خلافت کا بابرکت نظام ہے۔

جماعت احمدیہ ہر ملک میں اپنے نظام کو خلافت احمدیہ کے منشاء اور ہدایات کے مطابق چلاتی ہے اور خلیفۂ وقت سے رہنمائی حاصل کرتی ہے۔ اور خلیفۃ المسیح انفرادی طور پر بھی مختلف ممالک میں اور اجتماعی طور پر خطبات جمعہ اور دیگر ایڈریسز کے ذریعہ جماعت کے روحانی و اخلاقی اور ان کے تعلق باللہ کے معیار کو بڑھانے کے لئے ہدایات جاری فرماتے ہیں۔

جماعت احمدیہ کے نظام کو چلانے کے لئے مختلف ممالک میں جو عہدیدار بنائے اور منتخب کئے جاتے ہیں ان کا انتخاب کس طرح اور کس بنیاد پر ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات سے ایک انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے 5 دسمبر 2003ء کے خطبہ جمعہ میں عہدیداران کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

''جماعت احمدیہ کا نظام ایک ایسا نظام ہے جو بچپن سے لے کر مرنے تک ہر احمدی کو ایک پیار اور محبت کی لڑی میں پرو کر رکھتا ہے۔''

اگر اس بات کو سمجھ لیا جائے کہ ہمارے نظام کا مقصد کیا ہے تو سب کام سہل اور آسان ہو جائیں گے۔ انشاء اللہ۔ اس مضمون کو جاری رکھتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

''حضرت مصلح موعودؓ کی دُور رَس نظر نے ذیلی تنظیموں کا قیام کیا تھا اور یہ آپ کا ایک بہت بڑا احسان ہے جماعت پر اور اسی وجہ سے جیسا کہ میں نے کہا، ابتدا ہی سے جماعت کے ہر بچہ کے ذہن میں جماعتی نظام کا ایک تقدس اور احترام پیدا ہو جاتا ہے اور اسی احترام اور تقدس کے تحت وہ پروان چڑھتا ہے۔''

(خطبات مسرور جلد اول 514-515)

عہدیداران کے انتخاب میں قرآنی اصول

سورۃ النساء کی آیت 59 میں اللہ تعالیٰ نے انتخاب کے لئے جو اصول مقرر فرمایا ہے اس کی تشریح کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ جمعہ 31 دسمبر 2004ء (فرمودہ پیرس، فرانس) میں فرمایا:

''سب سے پہلے تو ہم قرآن کریم سے راہنمائی لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں کیا فرمایا ہے یا کیا فرماتا ہے کہ اپنے عہدیداروں کا چناؤ کس طرح کرو۔ جو آیت میں نے تلاوت کی ہے۔ (سورۃ النساء:59) ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے حقداروں کے سپرد کیا کرو اور جب تم لوگوں کے درمیان حکومت کرو تو انصاف کے ساتھ حکومت کرو یقیناً بہت ہی عمدہ ہے جو اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے یقیناً اللہ بہت سننے والا اور گہری نظر رکھنے والا ہے۔''

❁ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ یہاں نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''پہلی بات تو یہ ہے کہ **عہدیدار چننے والوں کو فرمایا کہ عہدے ان کو دو، ان لوگوں کو منتخب کرو جو اس کے اہل ہوں۔ اس قابل ہوں کہ جس کام کے لئے انہیں منتخب کر رہے ہو وہ اس کو کر سکیں، وقت دے سکیں۔** یہ نہیں کہ چونکہ تمہارے تعلقات ہیں اس لئے ضرور اس عہدے کے لئے اس کو منتخب کرنا ہے یا ضرور اسی کو اس عہدے کے لئے ووٹ دینا ہے۔ **اس میں ایک بہت بڑی ذمہ داری چناؤ کرنے والوں پر، منتخب کرنے والوں پر ڈالی گئی ہے۔** اس لئے جو ووٹ دینے کے جماعتی قواعد کے تحت حقدار ہیں، ہر ممبر تو ووٹ نہیں دیتا، **جو بھی ووٹ دینے کا حقدار ہے ان کو ہمیشہ دعا کر کے فیصلہ کرنا چاہئے کہ جو بہتر ہو اس کو ووٹ دے سکے۔**''

❁ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''یہاں ضمناً یہ بھی بتا دوں کہ **بعض دفعہ بعض افراد پر کسی وجہ سے پابندی لگی ہوتی ہے کہ وہ انتخاب میں حصہ نہیں سکتے اس لئے اس بارے میں ضد نہیں کرنی چاہئے** کیونکہ ہمارے نزدیک فلاں شخص ہی اس کام کے لئے موزوں تھا یا موزوں ہے اس لئے اسی کو ہم نے ووٹ دینا تھا اور اس کی اجازت دی جائے ورنہ ہم انتخاب میں شامل نہیں ہوتے۔ یہ غلط طریق ہے۔ اطاعت کا تقاضا یہ ہے **اور نظام جماعت کے احترام کا تقاضا یہ ہے کہ اگر کوئی فیصلہ ہو گیا ہے کہ کسی شخص کو حصہ لینے کی اجازت نہیں ہے تو پھر اس بارے میں اصرار نہیں کرنا چاہئے۔**''

❁ اسی خطبہ جمعہ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ مزید نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''یہ بھی ذہن میں رہے، منتخب کرنے والوں کے اور جو منتخب ہو رہے ہیں ان کے بھی، بعض دفعہ لمبا عرصہ کر کے بعض ذہنوں میں باتیں آ جاتی ہیں کہ **کوئی عہدہ جماعت میں کسی کا پیدائشی حق نہیں ہے، کوئی مستقل حق نہیں ہے۔** اس لئے جو خدمت کا موقع ملتا ہے وہ اللہ کا فضل ہے اور اللہ کا فضل ہو تو اللہ تعالیٰ خود ہی خدمت کا موقع دے دیتا ہے۔ خود کبھی خواہش نہیں کرنی۔ **اس لئے اشارۃً بھی کبھی کسی قسم کا یہ اظہار نہیں ہونا چاہئے کہ مجھے عہدیدار بناؤ۔ نہ کسی کے دوست یا عزیز کو یہ حق حاصل ہے کہ کسی شخص کے حق میں ہلکا سا بھی اشارۃً یا کنایۃً اظہار کرے کہ اس کو ووٹ دیا جائے۔** اگر نظام جماعت کو پتہ چل جاتا ہے تو پھر جس کے حق میں پہلے پراپیگنڈہ کیا گیا ہے اس کو بھی اور جو پراپیگنڈہ کرنے والا ہے یا جس نے کوئی بات کسی کے لئے کہی ہو انتخابات سے پہلے، اس کو بھی انتخابات میں شامل ہونے سے روکا جا سکتا ہے۔ اس حق سے محروم کیا جا سکتا ہے اور کر بھی دیا جاتا ہے۔ اس لئے **یہ جو جماعت کے انتخاب ہیں ان کو خالصۃً اللہ تعالیٰ کے لئے خدمت گزاروں کی ٹیم چننے والا تصور کر کے انتخاب کرنا چاہئے۔** پھر اللہ تعالیٰ نے منتخب عہدیداران کی ذمہ داری بھی لگائی ہے کہ تمہیں جب منتخب کر لیا جائے تو پھر اس کو قومی امانت سمجھو۔ اس امانت کا حق ادا کرو۔ اپنی پوری استعدادوں کے ساتھ اس ذمہ داری کو نبھاؤ۔ اپنے وقت میں سے بھی اس ذمہ داری کے لئے وقت دو۔ جماعتی ترقی کے لئے نئے نئے راستے تلاش کرو۔ اور تمہارے فیصلے انصاف اور عدل کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے ہونے چاہئیں۔ کبھی تمہاری ذاتی انا، رشتہ داریوں یا دوستیوں کا پاس انصاف سے دور لے جانے والا نہ ہو۔ **کبھی کسی عہدیدار کے دل میں یہ خیال نہ آئے کہ فلاں شخص نے مجھے ووٹ نہیں دیا تھا۔ یا فلاں کا نام میرے مقابلے کے لئے پیش ہوا تھا اس لئے مجھے کبھی موقع ملا، کبھی کسی معاملے میں تو اس کو بھی تنگ کروں گا۔ یہ مومنانہ شان نہیں ہے بلکہ انتہائی گری ہوئی حرکت ہے۔**''

(خطبات مسرور جلد دوم صفحہ 946)

❁ اسی طرح حضور انور نے اپنے خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 5 دسمبر 2003ء میں فرمایا:

''پھر انتخاب بھی ہوتے ہیں، عہدے بدلتے بھی رہتے ہیں تو ہر ایک کو اپنے ذہن میں یہ سوچ رکھنی چاہئے کہ جب بھی وہ عہدیدار بنیں گے وہ ایک خادم کے طور پر خدمت کرنے کے لئے بنیں گے۔ بعض دفعہ یہ ہوتا ہے کہ عہدیدار بدلے بھی جاتے ہیں، خلیفہ وقت خود بھی اپنی مرضی سے بعض عہدوں کو تبدیل کر دیتے ہیں، تو بہر حال نئے آنے والے شامل ہوتے ہیں اور نئے آنے والوں کو بھی یہی سوچ ہونی چاہئے اور اگر بنیادی ٹریننگ ہو گی تو اس سوچ کے ساتھ جو عہدہ ملے گا تو ان کو کام کرنے کی سہولت بھی رہے گی۔'' (خطبات مسرور جلد اول صفحہ 523-524)

❁ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے بارے میں اپنے خطبہ جمعہ میں نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''پھر عہدے کی خواہش کرنا ہے، پہلے بھی میں نے کہا کہ یہ ایک ایسی بات ہے جو جماعت میں بڑی معیوب سمجھی جاتی ہے اور اس شخص کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے جو اس بارے میں کوشش کرتا ہے۔ اس بارے میں ایک حدیث میں اس طرح آتا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ اے عبدالرحمٰن! تو امارت اور حکومت نہ مانگ، اگر تجھے بغیر مانگے یہ عہدہ ملے تو اس ذمہ داری کے بارے میں تیری مدد کی جائے گی، یعنی خواہش نہ ہو اور پھر عہدہ مل جائے تو پھر اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرماتا ہے اور اپنے بندے کی مدد کرتا ہے اور اگر تیرے مانگنے پر تجھے یہ عہدہ دیا گیا تو پھر اللہ تعالیٰ کی گرفت میں ہو گا، ذرا سی بھی غلطی ہو گی تو پکڑ بہت زیادہ ہو گی۔ (بخاری کتاب الاحکام)۔''

(خطبات مسرور جلد دوم صفحہ 951)

اس کے علاوہ عہدیداران کے متعلق بعض عمومی باتیں بھی ہیں جن کا مَیں ذکر کر دیتا ہوں۔ **اللہ کے فضل سے جماعت میں عموماً عہدے کی خواہش کا اظہار کوئی نہیں کرتا اور جب عہدہ مل جاتا ہے تو خوف پیدا ہوتا ہے کہ مَیں ادا بھی کر سکتا ہوں یا نہیں۔** لیکن بعض سر پھرے بھی ہوتے ہیں۔ خط لکھ دیتے ہیں کہ ہمارے ضلع میں صحیح کام نہیں ہو رہا۔ لکھنے والا لکھتا ہے گو مَیں جانتا ہوں کہ عہدے کی خواہش کرنا مناسب نہیں لیکن پھر بھی مَیں سمجھتا ہوں کہ اگر میرے سپرد امارت یا فلاں عہدہ کر دیا جائے تو مَیں چھ مہینے یا سال میں اصلاح کر سکتا ہوں۔ تبدیلیاں پیدا کر دوں گا۔ تو بعض تو ایسے سر پھرے ہوتے ہیں جو کھل کر لکھ دیتے ہیں۔ اور بعض بڑی ہوشیاری سے یہی مدعا بیان کر رہے ہوتے ہیں۔ تو ان پر مَیں یہ واضح کر دوں کہ ہمارے نظام میں، **جماعت احمدیہ کے نظام میں اگر کسی انتخاب کے وقت کسی کا نام پیش ہو جائے تو وہ اپنے آپ کو ووٹ دینے کا حق بھی نہیں رکھتا۔** اپنے آپ کو ووٹ دینا بھی اس بات کا اظہار ہے کہ مَیں اس عہدے کا حقدار ہوں۔ ایسے لوگوں کو یہ حدیث پیش نظر رکھنی چاہئے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور میرے ساتھ میرے دو چچازاد بھائی تھے ان میں سے ایک بولا: یا رسول اللہ! ہم کو ان ملکوں میں سے کسی ملک کا جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیئے ہیں امیر مقرر کر دیجئے اور دوسرے نے بھی ایسا ہی کہا تو آپ نے فرمایا۔ ''اللہ کی قسم ہم ولایت کی خدمت اس کے سپرد نہیں کرتے جو اس کی درخواست کرے یا اس کی حرص کرے۔'' (مسلم کتاب الامارۃ)

حضور نے یہاں پر اس حدیث کا ذکر پھر فرمایا کہ:

''اے عبدالرحمٰن! عہدہ اور حکومت کی درخواست

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں